جملہ حقوق محفوظ ہیں

اس ناول کے کردار واقعات
مقامات قطعی فرضی ہیں۔ کسی
قسم کی مماثلت محض اتفاقیہ ہو گی۔
جس کے لیے ادارہ یا مصنف ذمہ دار نہ ہوں گے

۲/۵۰
قیمت:- ۴ روپے

اسرار احمد (ابن صفی) نے ایجوکیشنل پریس سے چھپوا کر دفتر اسرار پبلی کیشنز
۲/۱ فردوس کالونی کراچی سے شائع کیا

پیشرس

غالباً دسمبر ۷۰ء کی بات ہے۔ جب میں نے اس ناول کا اشتہار ترتیب دیا تھا اور "ہلاکت خیز" نام تجویز کرتے وقت اس کا وہم و گمان تک نہیں تھا کہ خود میری قوم کو کسی ہلاکت خیزی کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اشتہار میں ہاتھی کا بھی ذکر تھا۔ سو آخر ہاتھی بھی نکل آیا۔ ہاتھی پھر ہاتھی ہے، خواہ پورس کا ہو یا ابرہہ کا۔ ۶۵ء اور ۱۹۷۱ء میں پورس کے ہاتھی کا کردار ادا کرنے کے بعد شاید اس بار ابرہہ کے ہاتھی کا کردار ادا کرنے کی کوشش کی تھی۔ ۱۹۷۱ء کے بعد سے اس وقت تک شاید ہم اسی کے منتظر تھے کہ دیکھیں ابرہہ کے ہاتھی کا کردار کس حسن و خوبی سے ادا کرتا ہے۔ اوور ایکٹنگ تو نہیں کرتا.... خدا کا شکر ہے کہ بروقت "کٹ" کا نعرہ لگ گیا اور قوم تباہی سے بچ گئی۔ کچھ بھی ہوا ہو لیکن میں آپ سے بیحد شرمندہ ہوں کہ یہ کتاب ویسی نہ ہو سکی جیسی میں چاہتا تھا۔ جب ہم خود ہلاکت خیزیوں سے دوچار ہو کر ذہنی انتشار میں مبتلا ہو گئے ہوں تو

مار دھاڑ سے بھرپور کہانی کس طرح لکھی جا سکتی ہے (خصوصیت سے نوجوان مجھے معاف کر دیں)

اب دوسری سنیئے! آج ہی کے اخبارات میں یہ خبر جلی حروف میں شائع ہوئی ہے کہ روس ایک ایسی ایٹمی شعاع بنانے میں کامیاب ہو گیا ہے جو بین براعظمی میزائلوں کو فضا ہی میں تباہ کر دے گی... لیکن میں پوری سچائی سے اعلان کرتا ہوں کہ زیرو لینڈ والوں نے یہ شعاع آج سے ایک ہفتہ قبل استعمال کی تھی... اور اس کے سلسلے میں عمران کو دل کھول کر اُلّو بنایا تھا لیکن میری کون سُنے گا۔ کریڈٹ روس ہی کو جائے گا۔ اللہ کی مرضی۔

تیسری بات یہ ہے کہ ماشاء اللہ اس بار تنخواہوں میں ڈھیروں اضافہ ہوا ہے۔ لہٰذا ادھر بھی بات "چرتی" کی نہیں رہے گی۔ یہ اضافہ مجھے اسی وقت کر دینا چاہیئے تھا جب دوسروں نے کیا تھا لیکن میرا آپ سے وعدہ تھا کہ آپ کی تنخواہوں میں اضافے سے قبل قیمت میں اضافہ نہیں کروں گا۔ خواہ گوشت کسی بھاؤ بک جائے۔ بہرحال تنخواہوں میں اضافے کی بنا پر اُجرتوں میں بھی اضافے ہوئے ہیں۔ اس لئے اب عام شمارے تین روپے کے اور خاص نمبر ساڑھے چار روپے کے ہوا کریں گے...

ابن صفی

جہاز پام کے درختوں سے گھرے ہوئے شہر دارالسلام پر چکر لگا رہا تھا... ہدایت کے مطابق مسافروں نے حفاظتی پیٹیاں کس لی تھیں۔ ذرا ہی سی دیر میں جہاز دارالسلام کے ایئرپورٹ پر لینڈ کرنے والا تھا۔ جیمسن نے کنکھیوں سے ظفرالملک کی طرف دیکھا جو بظاہر اونگھ رہا تھا... لیکن حقیقتاً وہ بھی کنکھیوں سے اپنے برابر بیٹھی ہوئی یورپین لڑکی کو دیکھے جا رہا تھا۔

جیمسن نے ابھی تک یہ معلوم کرنے کی کوشش نہیں کی تھی آخر اتنے لمبے سفر کی زحمت کیوں گوارہ کی گئی تھی۔ سیاحت کا تو سوال ہی نہیں پیدا ہوتا تھا۔ کیونکہ ظفر کی مالی حالت اُس پر اظہر من الشمس تھی... پھر تنزانیہ کا سفر کیوں۔؟

لیکن اُسے یہ ضرور معلوم تھا کہ دارالسلام کے سب سے بڑے اور مہنگے ہوٹل... کلیمنجارو میں اُن کا قیام ہوگا۔ وہاں دو کمرے پہلے سے ریزرو کرائے جا چکے تھے۔ جن کا کرایہ دو سو ساٹھ شلنگ یومیہ تھا۔ اور یہ بھی متوسط درجہ کی بود و باش کے لئے تھا

ورنہ صرف قیام اور ناشتے کے لئے انھیں اکیاسی شلنگ فی کس یومیہ خرچ کرنا پڑتا۔ بہرحال جیسن اچھی طرح جانتا تھا کہ ظفر کی جیب اتنی بھاری نہیں تھی۔ لہٰذا اس کے علاوہ اور کچھ نہیں سوچ سکتا تھا کہ یہ عیاشی سرکاری ہی خرچ کی مرہونِ منت ہوگی۔

اُن دنوں جیسن بڑی خاموشی سے زندگی بسر کر رہا تھا۔ زیادہ تر پڑھتا رہتا۔ زبان میں زہریلا پن بھی نہیں رہا تھا۔ خواہ مخواہ ہر ایک سے خوش اخلاقی برتنے کو جی چاہتا۔ وجہ یہ تھی کہ صوفیائے کرام کی زندگیاں زیرِ مطالعہ تھیں اور اُسے تزکیہ نفس کی سوجھی تھی۔۔۔۔ خوبصورت عورتوں کو گھورنا ترک کر دیا تھا۔ بیئر تک نہیں پیتا تھا۔ مونگ کی دال اور لوکی غذا ٹھہری تھی۔ دُنیاوی تزک و احتشام کو حقارت سے دیکھنے لگا تھا۔۔۔ کبھی کبھی ظفر کو بغور دیکھتا تو اُسے ایسا محسوس ہوتا جیسے وہ ایک بے بس چوپائے کی طرح اندھیرے میں ہاتھ پاؤں مار رہا ہو۔ کچھ دنوں پہلے آنکھوں میں ذہانت کی جو چمک نظر آتی تھی، اب وہی لاعلمی کی بے بصارتی محسوس ہونے لگی تھی۔ وہ سوچتا یہ شخص کیا جانتا ہے۔ کچھ بھی تو نہیں سرکس کے ایک اداکار کی طرح اپنے شب و روز گذار رہا ہے۔ ہنستا ہے تو اُسے علم نہیں ہوتا کہ کیوں ہنس رہا ہے اور ایسوں کو رونا کہاں نصیب ہوتا ہے۔ روتے تو عقل والے ہیں روتے ہوئے دنیا میں آتے ہیں اور زندگی بھر روتے رہتے ہیں۔

بہرحال ظفرالملک اس سفر کے دوران میں کئی بار کوشش کر چکا تھا کہ اس یوریشین لڑکی کی توجہ کا مرکز بن سکے لیکن کامیابی نہیں ہوئی تھی۔

جیسن خاموش تماشائی بنا رہا تھا۔ ایک بار بھی اس مسئلے پر اظہارِ خیال کی ضرورت محسوس نہیں کی تھی۔ دراصل جیسن کا خیال تھا کہ اُس کے دل کی آنکھیں کھل گئی ہیں۔ لہٰذا اُسے صرف لذتِ تماشا ہی تک محدود رہنا چاہئے۔ تفسیر وہ خود کر سکتا ہے۔ اُس اداکار سے کیا پوچھے جو خود بھی نہیں جانتا کہ وہ کیا کر رہا ہے اور کیوں کر رہا ہے۔

تو جیسن تصوف کی چند کتابیں پڑھ کر خود کو ایسا ہی صاحبِ حال سمجھنے لگا تھا۔ جہاز کے لینڈ کرتے ہی ذہن پر عجیب سا سناٹا طاری ہو گیا۔

یوریشین لڑکی سیٹ سے اُٹھی تھی اور ظفر حفاظتی پیٹیاں ہی کھولتا رہ گیا تھا۔ وہ آگے بڑھ گئی اور جیسن نے کہا، "خود کو قابو میں رکھیے یور ہائی نس۔۔۔ ضروری نہیں کہ اس کی اور آپ کی منزل ایک ہی ہو۔۔۔!"

"اوہ۔۔۔ تم بولے تو۔۔۔!" ظفر نے جھینپی ہوئی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

"میں نہیں۔۔۔ کوئی اور بولا تھا۔۔۔!"

"ربش۔۔۔! چلو۔۔۔ آگے بڑھو۔۔۔!"

یوریشین لڑکی نظروں سے اوجھل ہو چکی تھی۔

"اپنی گھڑی گرینچ مین ٹائم سے تین گھنٹے آگے بڑھا لو۔۔۔!" ظفر نے نکاسی کے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"زبانی یاد رکھوں گا۔ گھڑی کو نہیں چھیڑ سکتا۔ کیونکہ میری پیدائش گرینچ مین ٹائم کے مطابق ہی ہوئی تھی۔۔۔ لو اُدھر منس یور ہائی نس۔۔۔!"

ایئرپورٹ سے وہ ٹیکسی میں سیٹی ڈرائیو کی طرف روانہ ہوئے۔ کلیمنجارو کی دس منزلہ عمارت سیٹی ڈرائیو ہی پر واقع تھی۔

ظفرالملک نے دو تین گہری گہری سی سانسیں لیں اور بولا، "عجیب سی مہک ہے فضا میں! بالکل ہی نئی دُنیا معلوم ہوتی ہے۔۔۔!"

"اربوں سال پرانی۔۔۔!" جیسن بُرا سا منہ بنا کر بولا۔ "کفن اور کافور کی بُو ہو گی۔۔۔!"

"کیوں دماغ خراب کر رہے ہو میرا۔۔۔!" ظفر جھنجھلا کر بولا۔

"میں آپ کو نجات کے راستے پر لگانا چاہتا ہوں۔۔۔!"

"یہاں۔ اتنی دُور۔۔۔ خطِ استوا کے قریب۔۔۔!"

"ماحول کی تبدیلی سے بڑی مدد ملے گی۔ مگر یہ شاید ممکن نہ ہوتا۔۔۔!"

"اچھا بس۔۔۔ میرے سر میں درد ہو رہا ہے۔۔۔!"

"ایز یو پلیز۔۔۔ لیکن کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ ہم اتنے مہنگے ہوٹل میں کیوں قیام کر رہے ہیں۔۔۔!"

„اپنی جیب سے نہیں کرتے... جو کچھ کہا گیا ہے کرتا ہے۔"

„یہاں کونسی زبان بولی جاتی ہے۔"

„سواحلی اور انگلش۔۔۔"

„آپ کو آتی ہے سواحلی۔"

„نہیں۔۔۔"

„کاش مجھے آتی ہوتی۔ یہاں کے عوام سے گفتگو کر سکتا۔"

„شکر ہے کہ وہ تمہاری بکواس سے محفوظ رہیں گے۔۔۔"

„تھینکیو پلیز۔۔۔"

کلمنجارو ہوٹل پہنچکر ظفر الملک کی باچھیں کھل گئیں۔ عمارت کے سامنے ہی ایک عمدہ اولمپک سائز سوئمنگ پول نظر آ رہا تھا۔ بڑی پُرفضا جگہ تھی۔۔۔ ساحل بھی کچھ زیادہ دور نہیں تھا۔ بڑی خوشگوار ہوا سمندر کی جانب سے چل رہی تھی۔ اور وہ عجیب سی مہک جو اُس نے جہاز سے اُترتے ہی محسوس کی تھی۔ یہاں بھی برقرار تھی۔

سُورج غروب ہونے والا تھا اور وہ پانچویں منزل پر اپنے کمروں میں پہنچ چکے تھے۔

„الگ الگ کمروں کی کیا ضرورت تھی یور ہائی نس۔" جیمسن نے اعتراض کیا۔

„میں نہیں جانتا۔ ریزرویشن میں نے نہیں کرایا تھا۔" ظفر بیزاری سے بولا۔ „لیکن مجھے حیرت ہے کہ تم نے ابھی تک یہ معلوم کرنے کی کوشش نہیں کی کہ ہم یہاں آئے کیوں ہیں۔"

„دراصل مجھے آجکل دُوسرے سوال نے اُلجھا رکھا ہے۔"؟

„وہ کیا ہے۔۔؟"

„ہم دُنیا میں کیوں آئے ہیں۔۔۔"

„اچھا سوال ہے۔" ظفر سر ہلا کر بولا۔ „اور اگر آئے ہی تھے تو حمق سے جیمسن کیوں ہو گئے۔"

„نو پرسنل اٹیک پلیز۔۔۔"

„تیسرا سوال پیدا ہو گیا۔۔۔" ظفر اُسے گھورتا ہوا بولا۔ „یہ پرسنل کیا چیز ہے۔"؟

„کیا مطلب۔۔؟"

„تصوف میں پرسنل کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ میں بھی پڑھتا رہتا ہوں۔ اچھا اب اپنے کمرے میں جاؤ۔ میں آرام کروں گا۔۔۔"

جیمسن کچھ کہے بغیر دروازے کی طرف بڑھا۔۔۔ اُسکا کمرہ مزید دو کمروں کے بعد تھا۔ جُھک کر قفل میں چابی لگا ہی رہا تھا کہ قریب سے ایک مترنم سی آواز آئی۔ „میں کوئی مدد کر سکتی ہوں۔۔۔"

وہ سیدھا کھڑا ہو گیا۔ برابر والے کمرے کے دروازے پر ایک سفید فام عورت کھڑی مسکرا رہی تھی۔ عمر پچیس اور تیس سال کے درمیان رہی ہوگی۔ بال سُنہرے تھے اور آنکھیں گہری نیلی۔۔۔

„کیا میں کوئی عجوبہ ہوں۔۔۔ اس طرح کیوں دیکھ رہے ہو۔" وہ ہنس کر بولی۔ اور جیمسن نے اندازہ کر لیا کہ کسی قدر نشے میں بھی ہے۔

„یہ بات نہیں محترمہ۔۔" اُس نے خشک لہجے میں کہا۔

„پھر کیا بات ہے۔۔۔"

„پندرہ بیس سال بعد عورت نظر آئی ہے۔"

„کیا بات ہوئی۔۔۔"

„خود مجھے بھی نہیں معلوم۔۔۔"

„ایسے ہی معصوم نظر آتے ہو۔۔۔" وہ پھر ہنس پڑی اور جیمسن نے بھی خواہ مخواہ دانت نکال دیئے۔

„آؤ کچھ دیر میرے ساتھ بیٹھو! میں اس وقت بہت اُداس ہوں۔۔۔"

„کوئی مضائقہ نہیں۔۔۔" جیمسن سنک گیا۔ کنجی دوبارہ جیب میں ڈال لی۔ عورت پیچھے ہٹ کر کھڑی ہو گئی تھی۔ وہ اُس کے کمرے میں داخل ہوا۔

سامنے ہی میز پر اسکاچ کی بوتل نظر آئی۔ جیمسن طویل سانس لے کر رہ گیا۔ زبان میں

گدگدی سی ہونے لگی تھی۔ بہت دنوں سے ہچکی تک نہیں تھی۔

"بیٹھو گے نہیں کیا؟" عورت بولی۔

"شکریہ۔" کہہ کر جیمسن بیٹھ گیا۔

"تمہاری داڑھی بہت خوبصورت ہے۔ کہاں سے آئے ہو؟"

"ہنالولو سے۔۔۔"

"میرا نام لیلی کارڈووا ہے۔"

"اور میں ڈگم جم ہوں۔"

"تمہاری داڑھی سے مناسبت رکھتا ہے یہ نام۔"

"داڑھی کو موضوعِ سخن بنانا پسند نہیں کرتا۔"

"میری کسی بات کا برا مت ماننا۔ میں بہت دکھی ہوں۔"

"تنہائی کی وجہ سے؟" جیمسن نے سوال کیا۔

"خدا جانے... کیا تم نہیں پیو گے۔ اپنی مدد آپ کرو۔"

"خود اپنے ہاتھ سے کبھی نہیں انڈیلی۔۔۔"

"تنہا ہو۔ یا کسی پارٹی کے ساتھ؟"

"نہ تنہا ہوں اور نہ کسی پارٹی کے ساتھ۔"

"میں نہیں سمجھی۔"

"میرا باس دوسرے کمرے میں مقیم ہے۔"

"اوہ۔" یک بیک وہ اور زیادہ مغموم نظر آنے لگی۔ کچھ دیر بعد بولی "میں سمجھی تھی شاید میری ہی طرح تنہا ہو۔"

"تم کیوں تنہا ہو؟"

"بس یونہی۔ یہاں سکون کی تلاش میں آئی ہوں۔"

"نیلے آسمان کے نیچے سکون کہاں۔ مُردے تک قبروں میں مضطرب رہتے ہیں۔"

"قبروں کی بات کیوں نکالی؟" وہ اُسے گھورتی ہوئی بولی۔ لہجہ بھی اچھا نہیں تھا۔

"برسبیلِ تذکرہ۔۔۔ گورکن یا تدفین کرنے والی کسی فرم کا نمائندہ نہیں ہوں۔"

وہ خاموشی سے اُسے دیکھتی رہی۔

"اگر میری بات سے تکلیف پہنچی ہو تو معافی چاہتا ہوں۔" جیمسن بولا۔

"مجھے کسی بات سے صدمہ نہیں پہنچتا۔" وہ اپنے لئے گلاس تیار کرتی ہوئی بولی "میں تو یہاں مرنے کے لئے آئی ہوں۔"

"کہاں سے آئی ہو؟"

"نیویارک سے۔"

"وہاں مرنے میں کیا دشواری تھی؟"

ایک لمبا گھونٹ لے کر اُسے گھورتی ہوئی بولی "کیا تم میرا مضحکہ اُڑانے کی کوشش کر رہے ہو؟"

"نہیں۔ یہ ایک سادہ سا سوال تھا۔"

"زہر پی کر مرنا گھٹیا سی بات ہے۔۔۔"

"ریوالور کیسا رہے گا؟"

"دھماکے سے میری جمالیاتی حس کو ٹھیس پہنچ سکتی ہے۔"

"نیویارک میں کوئی تیس یا چالیس منزلہ عمارت بھی آزمائی جا سکتی تھی۔"

"اکروفوبیا کی مریضہ ہوں۔"

"سمندر کے بارے میں کیا خیال ہے؟"

"اس کے تصور سے بھی گھن آتی ہے کہ گندی مچھلیاں مجھے کھا جائیں۔"

"تو پھر یہاں کیا۔۔۔" جیمسن جملہ پورا کئے بغیر خاموش ہو گیا۔

"یہاں کی موت بے حد شاندار ہو گی۔" وہ پُرجوش لہجے میں بولی۔

"تم نے مجھے تشویش میں مبتلا کر دیا ہے۔ حالانکہ ہم کچھ ہی دیر پہلے ملے ہیں۔"

"تمہیں —" لیلیٰ نے حیرت سے کہا۔ "تمہیں کیا تشویش ہو سکتی ہے۔"

"یہی کہ یہاں کی موت کس تدبیر سے شاندار ہو سکے گی۔"

"تم نہیں سمجھے۔" وہ زور سے ہنس پڑی۔

جیمسن نے مایوسانہ انداز میں سر کو منفی جنبش دی۔

"سنو —" وہ مٹھیاں بھینچ کر بولی "میں ہمیشہ طاقت کی پجارن رہی ہوں۔ کیا سمجھے۔"

"سمجھ گیا —"

"کیا سمجھ گئے —؟"

"شاید ابھی نہیں سمجھا۔ یونہی روا روی میں کہہ گیا تھا۔"

"تم نہیں سمجھ سکو گے۔ کوئی بھی نہیں سمجھ سکتا۔ اس انوکھے خیال نے صرف میرے ذہن میں جنم لیا ہے ۔۔۔ اس لئے میں امریکہ کی عظیم ترین ہستی ہوں۔"

"اس میں کیا شک ہے۔" جیمسن نے سنجیدگی سے کہا۔

"خاموش رہو۔ تم کچھ بھی نہیں سمجھے۔" وہ کسی قدر تیز ہو کر بولی۔

"مجھے اسکا بھی اعتراف ہے۔"

"مت بکواس کرو ۔۔۔ یہ بھی ہے! اور وہ بھی ہے ۔۔۔"

"بالکل۔" جیمسن سر ہلا کر بولا۔ "نہ اس کی حقیقت سے انکار کیا جا سکتا ہے اور نہ اسکی۔ جو میرے تجربے میں آجائے وہی سچائی ہے۔ جسکا احاطہ میرا ذہن نہ کر سکے وہ سب سے بڑا جھوٹ ہے۔"

"کیا تم میرا دماغ خراب کرو گے۔" وہ آنکھیں نکال کر بولی۔

"نہیں! میں صرف یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ مرنے کا وہ شاندار طریقہ کیا ہو

"اچھا ۔۔۔ اچھا ۔۔۔" لیلیٰ نے قہقہہ لگایا۔ پھر سنجیدہ ہو کر کچھ سوچتی رہنے کے بعد بولی۔ "کیا میں تمہیں خرفستہ دہ نظر آ رہی ہوں۔"

"ہرگز نہیں! تمہارے چہرے پر تو عزم و استقلال کی بارش ہو رہی ہے۔"

"شکریہ۔ بس یہی معلوم کرنے کیلئے میں تمہیں یہاں لائی تھی۔ اگر جانا چاہو تو جا سکتے ہو۔"

"تمہارا کام تو ہو گیا۔ لیکن ابھی میرا نہیں ہوا۔"

"کیا کہنا چاہتے ہو۔"

"شاندار موت کا طریقہ۔"

"اچھا تو سنو ۔۔۔ میں کسی گھنے جنگل میں جا گھسوں گی۔ اور کوئی دھاڑتا ہوا شیر مجھے چٹ کر جائے گا ۔۔۔ شیر طاقت کی علامت ہے۔ اور میں ہوں طاقت کی پجارن۔"

"واقعی بہت گریٹ ہو۔ لیکن شیر کا ہاضمہ چوپٹ ہو جائے گا۔ الکوحل کے بھرے ہوئے گوشت کا تجربہ اُسے ہرگز نہ ہوا ہوگا۔"

"اب تم دفع ہو جاؤ یہاں سے۔" اُس نے ہاتھ جھٹک کر کہا اور گلاس میں انڈیلنے لگی۔

"جنگل کی طرف روانگی کے وقت مجھے ساتھ لینا مت بھولنا۔"

"کیوں؟ تمہیں کیوں ساتھ لے جاؤں گی۔"

"تمہاری اور شیر کی تصویریں اُتاروں گا۔"

"شٹ اپ ۔۔۔ اینڈ گیٹ آؤٹ۔" وہ حلق کے بل چیخی! اور جیمسن بوکھلا کر کمرے سے باہر نکل آیا۔

عجیب چیز ہاتھ لگی تھی۔ اُس نے سوچا۔ کیوں نہ ظفر الملک کو بھی اطلاع دے دی جائے۔ خاصے کی چیز معلوم ہوتی ہے۔ یہ عورت بھی کچھ دلچسپ ہی رہے گی۔

وہ تیزی سے اُس کے کمرے کے سامنے پہنچا اور دروازے پر دستک دی ۔۔۔

"کم اِن ۔۔۔" اندر سے ظفر کی آواز آئی۔

اُس نے ہینڈل گھما کر دروازہ کھولا۔ ظفر آرام کرسی پر نیم دراز سگریٹ پی رہا تھا۔

"کیوں؟ کیا بات ہے۔"

"خودکشی کا ارادہ رکھنے والی عورت اُردو میں کیا کہلائے گی۔" جیمسن نے بڑے ادب سے پوچھا۔

„کیا بکواس ہے۔۔۔“!

„بکواس نہیں۔ عورت ہے! کمرہ نمبر اکیس تین میں۔ خودکشی کرنے کیلئے نیویارک سے آئی ہے۔ اُس کے تئیں زہر پینا گھٹیا بات ہے۔ پستول کے دھماکے سے اُس کی جمالیاتی حِس کو ٹھیس لگے گی۔ کسی اونچی عمارت سے چھلانگ اس لئے نہیں لگا سکتی کہ۔۔۔ ایکروفوبیا میں مبتلا ہے۔ سمندر اس لئے ناپسند ہے کہ گندی مچھلیاں اُس کی لاش پر منہ ماریں گی۔۔۔“!

„تم جانتے ہو پھر۔۔۔“!

„لہٰذا اُس نے فیصلہ کیا ہے کہ کسی گھنے جنگل میں جا گھسے گی۔ جہاں کوئی شیر یا چیتا اُسے چیر پھاڑ کھائے گا۔ کہتی ہے کہ وہ ایک شاندار موت ہوگی۔۔۔“!

„اوہ۔۔۔“! ظفر مضطربانہ انداز میں اُٹھ کھڑا ہوا۔۔۔ اور اُسے گھورتا ہوا بولا۔

„کمرہ نمبر کیا بتایا تھا۔۔۔“!

„اکیس تین۔۔۔ لل۔۔۔ لیکن۔۔۔“! جیمسن ہکلا کر رہ گیا۔

„میرے ساتھ آؤ۔۔۔“! ظفر دروازے کی طرف جھپٹا! سچ مچ جیمسن بوکھلا گیا۔ اِس قسم کے کسی ردِعمل کا وہم و گمان بھی نہیں تھا۔ بہرحال وہ ظفر کے پیچھے پیچھے کمرہ نمبر اکیس تین تک پہنچا۔

„یہی ہے نا۔۔۔“! ظفر نے مڑ کر آہستہ سے پوچھا۔

„ہے تو یہی۔۔۔“! جیمسن اُسے پُرتشویش نظروں سے دیکھتا ہوا بولا۔ اُس کا یہ رویہ سمجھ میں نہیں آیا تھا۔ وہ تو اُسے صرف ایک مجہول عورت کی موجودگی کی اطلاع دینا چاہتا تھا۔ ایسا تصور بھی نہ کر سکتا تھا کہ اُس کے بارے میں سنتے ہی اس طرح اُس کی جا دوڑ پڑے گا۔

ظفر نے دروازے پر دستک دی۔

„کم اِن۔۔۔“! اندر سے آواز آئی۔ ظفر نے ہینڈل گھما کر دروازہ کھولا۔

وہ سامنے ہی کھڑی تھی۔ ظفر کے پیچھے جیمسن کو دیکھ کر دھاڑی „تم پھر آ گئے۔۔۔“!

„میرے باس بھی تمہاری زیارت کرنا چاہتے تھے۔۔۔“! جیمسن جلدی سے بولا۔ اور ظفر نے آگے بڑھ کر کہا۔ „شیر دانتوں کو برش نہیں کرتا۔۔۔“!

„اوہ۔۔۔“! لیلی کارڈوہا نے طویل سانس لی۔۔۔ مسکرائی اور آگے بڑھ کر مصافحہ کرتی ہوئی بولی! „تم سے مل کر خوشی ہوئی۔۔۔ لیکن کیا اس ڈاڑھی والے کی موجودگی ضروری ہے۔۔۔“!

„میرا اسسٹنٹ ہے۔۔۔“!

„میری دانست میں اس کی موجودگی ضروری نہیں ہے“! لیلی نے کہا۔

„تم اپنے کمرے میں جاؤ۔۔۔“! ظفر مڑ کر جیمسن سے بولا۔ اور جیمسن کی کھوپڑی ناچ کر رہ گئی۔۔۔ کیا خوب۔۔۔! زیارت ہی نہیں شاید قوالی بھی ہونے والی تھی۔۔۔ لیکن کیا بات ہوئی! وہ اُسی جگہ کھڑا متحیرانہ انداز میں پلکیں جھپکاتا رہا۔ آخر ظفر نے اُسے باہر دھکیل کر دروازہ بند کر دیا تھا۔

ٹھیک اُسی وقت اُس نے راہداری میں کسی کو گنگناتے سنا! جھلا کر پلٹا۔۔۔ یہ ایک سیاہ فام آدمی تھا۔۔۔ جیسے ہی جیمسن سے نظر ملی خاموش ہو گیا۔ لیکن مسکراہٹ بدستور قائم رہی۔ پھر اُس نے اشارے سے جیمسن کو اپنی طرف بلایا تھا۔

جیمسن آہستہ آہستہ آگے بڑھا۔ یہ سیاہ فام آدمی بھی ایک کمرے ہی سے برآمد ہوا تھا۔

„میں تین دن سے دیکھ رہا ہوں“! وہ آہستہ سے بولا „ہر ایک سے ایسا ہی برتاؤ کرتی ہے۔ خود ہی بُلا کر کمرے میں لے جاتی ہے۔ اور پھر دھکے دے کر نکال دیتی ہے“!

„تمہیں بھی تجربہ ہو چکا ہے“! جیمسن نے پوچھا۔

„تبھی تو کہہ رہا ہوں! لیکن ابھی تک اُس نے کسی جنگل کا رُخ نہیں کیا۔ یہیں ٹھہری ہوئی ہے۔۔۔“!

”اوہ ۔۔۔ لیکن تمہیں کیوں باہر نکال دیا تھا ۔“ جیمسن نے پوچھا۔

”میں کچھ ہی نہیں سکا! میں تو اُسے یہ سمجھانے کی کوشش کر رہا تھا کہ مایوسی وقتی چیز ہے ۔۔۔ بادلوں کی طرح ذہن پر چھا جاتی ہے۔ پھر مطلع صاف ہو جاتا ہے ۔ لیکن وہ بپھر گئی اور مجھے کمرے سے نکال دیا ۔ تم نے کیا کہا تھا ۔“

”میں نے کہا تھا کہ شیر کا ہاضمہ خراب ہو جائے گا ۔ تمہارا گوشت الکوحل سے بھر گیا ہے۔“

سیاہ فام آدمی نے زور سے قہقہہ لگایا اور بولا ۔ ”تم ظریف معلوم ہوتے ہو ۔ یا پھر تم بھی نشے میں ہو ۔“

”تم بھی پی رہی تھی ۔ مجھے آفر نہیں کی تھی ۔“

”کہاں سے آئے ہو ۔“؟

”ہنالولو سے ۔“

”بزنس ۔“؟

”نہیں تفریحاً ۔“

”میرا نام مسوما ہے ۔۔۔“

”جیمسن“ کہتے ہوئے اُس نے مصافحہ کیا ۔ اور مسوما نے اُسے اپنے کمرے میں آنے کی دعوت دی ۔

”شکریہ! ضرور ۔۔۔ مجھے دوستوں کی ضرورت ہے ۔“ جیمسن نے کہا۔

”لیکن میں تمہیں شراب آفر نہیں کر سکوں گا ۔“ مسوما کرسی کی طرف اشارہ کرکے بولا ۔ ”مسلم ہوں ۔“

”میں بھی نہیں پیتا ۔“ جیمسن نے کہا ۔ ”میں صوفی ہوں ۔“

”تب تو ہم بہت اچھے دوست ثابت ہوں گے ۔۔۔ تمہاری داڑھی بہت خوبصورت ہے۔“

”اُس عورت نے بھی یہی کہا تھا اور پھر کمرے سے نکال دیا تھا ۔“

”ارے نہیں ۔“ مسوما ہنس پڑا۔

”تو وہ تین دن سے یہاں ہے ۔“ جیمسن نے پوچھا۔

”ہاں ۔ میں اُس سے پہلے سے مقیم ہوں ۔ زنجبار میں میرا بزنس ہے ۔ آتا جاتا رہتا ہوں ۔“

”تصوف سے دلچسپی ہے ۔“ جیمسن نے سوال کیا۔

”میری چار بیویاں ہیں ۔ اس لئے کسی پانچویں چیز سے دلچسپی لینے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا ۔“

جیمسن نے اُسے آنکھیں پھاڑ کر دیکھا تھا ۔ اس نے بھی اسے محسوس کر لیا اور ہنس کر بولا ۔ ”کیوں کیا بات ہے ۔“؟

”اکٹھی چار بیویاں کیوں کر لیں ۔“

”پھر اور کیا کرتا ۔ کوئی گیم وغیرہ بھی تو نہیں کھیلتا ۔“

”آخر بزنس کیلئے کیسے وقت نکال لیتے ہو ۔“

”بزنس تو ہوتا ہی رہتا ہے ۔“

”کمال ہے ۔۔۔ ایک میں ہوں کہ اسی فکر میں مرا جا رہا ہوں کہ کہیں شادی نہ ہو جائے ۔“

”اچھا ۔۔۔ تو کیا تمہاری شادی نہیں ہوئی ۔“ مسوما اچھل پڑا۔

”نہیں ۔۔۔ ایک بھی نہیں ۔“

”یہ تو اچھی بات نہیں ہے ۔“ مسوما نے پُرتشویش لہجے میں کہا۔

”میرے لئے اچھی ہے ۔“

”نہیں تمہاری آنکھوں میں مایوسی اور بے بسی دیکھ رہا ہوں ۔۔ ذرا اپنا داہنا ہاتھ تو آگے بڑھاؤ ۔“

”میں پامسٹری میں یقین نہیں رکھتا ۔“

”تمہیں یقین آ جائے گا جب تمہیں پچھلی زندگی کے بارے میں بتاؤں گا ۔“

"تم کیسے مسلم ہو کر پامسٹری پر یقین رکھتے ہو۔۔۔"!

"او ہاں۔۔ سچی بات تو یہی ہے۔ لیکن یہ ایک علم ہے"!

"اسلامی نکتۂ نظر سے دریا برد کر دیا جانے والا علم۔۔"!

"تم اسلام کے بارے میں خاصی معلومات رکھتے ہو۔۔"!

"کیوں نہ رکھوں۔ میں بھی مسلم ہی ہوں۔۔۔"!

"تو پھر یہ جیمسن۔۔۔"!

"اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ تم بھی تو مسوما ہو۔۔۔ یہ عربوں کا سا نام تو نہیں ہے"!

"تم تو قائل ہی کر دیتے ہو۔۔۔ زنجبار میں میری پامسٹری دانی کی دھوم ہے۔ اب میں کیا کروں گا۔۔"!

جیمسن کچھ نہ بولا۔ مسلسل اس امریکی عورت کے بارے میں سوچے جا رہا تھا۔ اور پھر ظفر کا رد عمل تو۔۔۔ لیکن ظفر کا رد عمل ہی کیوں؟۔۔۔ وہ تو خود اسی عورت نے اسے روکا تھا۔ پوری سچویشن اسے یاد آگئی۔ ظفر نے یہی تو کہا تھا کہ شیر دانتوں میں برش نہیں کرتا۔۔ اس پر وہ بری طرح چونکی تھی۔ اور پھر خود جیمسن کو وہاں ٹھہرنے دیا گیا تھا۔ شیر دانتوں کو برش نہیں کرتا۔ کیا بات ہوئی۔۔؟

"تم کیا سوچنے لگے۔۔ کافی منگواؤں۔۔"! مسوما بولا۔

"کوئی مضائقہ نہیں۔ ہاں کیا وہ عورت تنہا ہی ہے۔۔"!

"امریکن کا خیال دل سے نکال دو۔ مجھے تو وہ پاگل ہی معلوم ہوتی ہے"!

"پاگل پن ہی کی وجہ سے تو اس میں دلچسپی لے رہا ہوں۔۔"!

"لیکن میں تمہیں یہی مشورہ دوں گا کہ اس سے دور رہو۔۔۔ اب تک کئی آدمیوں کو اپنے کمرے میں لے جا کر باہر نکال چکی ہے۔۔"!

مسوما نے فون پر روم سروس سے کافی طلب کی تھی۔۔۔

"یہاں دارالسلام کی فضا میں عجیب سی خوشبو محسوس ہوتی ہے"! جیمسن نے کہا۔

"ادھر ہو۔۔۔ خوشبوؤں کا تجربہ کرنا ہے تو میرے ساتھ زنجبار چلو۔۔۔ ہواؤں میں لونگ کی خوشبو ہر وقت رچی بسی رہتی ہے۔ بس ایسا لگتا ہے جیسے تم مسالوں کے مجموعے میں داخل ہو گئے ہو۔۔۔ یہاں سے صرف بیس منٹ کی فلائٹ ہے۔۔"!

"لیکن وہاں تمہیں نیم عریاں یا شیشے جیسا لباس پہننے والی عورتیں نظر نہیں آئیں گی۔ ہم لوگ اس کا سختی سے نوٹس لیتے ہیں۔ سفید فام عورتوں کو بھی اپنا پورا جسم ڈھانکنا پڑتا ہے۔۔"!

"تب پھر وہاں جانے سے کیا فائدہ۔۔۔"! جیمسن نے مایوسانہ لہجے میں کہا۔

"ابھی تو بہت زور و شور سے مسلم بن رہے تھے۔۔"!

"دنیا کے دوسرے مسلموں سے مختلف نہیں ہوں۔ جہاں اپنے نفس کو ذبح کرنا پڑتا ہے۔ وہاں ہم اسلام کا نام ہی نہیں لیتے۔۔"!

"یہ تو کوئی بات نہ ہوئی۔۔"!

"بات ہو یا نہ ہو۔۔۔ ہوتا یہی ہے۔۔۔"!

"خیر۔ تو ہم زنجبار کی بات کر رہے تھے۔۔"!

"فرصت ملی تو دیکھ لیں گے زنجبار بھی۔۔۔"!

"فرصت کی بات کرتے ہو۔۔"! مسوما نے حیرت سے کہا۔ "ایسے تفریح ہی کیلئے تو آئے ہو۔۔"!

"جہاں عورتیں پورا لباس پہنتی ہوں۔ وہاں تفریح کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا"!

"امریکی تہذیب کے مارے ہوئے لگتے ہو۔۔"!

"بیچارہ امریکہ مفت میں بدنام ہے! ایسے اسپورٹس اور آرٹ کے نام پر عورت کا ننگا پن عالمی تہذیب بن چکا ہے۔۔"!

"اب شاید تم سیاست پر اتر آؤ گے۔۔۔ میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں"!

اتنے میں روم سروس کا ویٹر کافی لے آیا تھا اور بات خود بخود ختم ہو گئی تھی۔

وہ کافی پیتے رہے۔ پھر اچانک باہر سے شور سنائی دیا تھا۔ وہ دونوں اپنی اپنی پیالیاں میز پر چھوڑ کر اٹھ گئے۔ راہداری میں آئے۔ یہاں نیلی اپنے دروازے میں کھڑی چیخ رہی تھی۔ اور ظفر الملک لمبے لمبے قدم اٹھاتا ہوا اپنے کمرے کی طرف جا رہا تھا۔ جیمسن نے ظفر کی جانب سے منہ پھیر لیا۔

„احمق… الّو… غیر مہذب…“ نیلی چیخے جا رہی تھی „کسی میں اتنا سلیقہ نہیں ہے کہ وہ کبھی لوگوں کا دل رکھ سکے…“

پھر اُس نے زوردار آواز کے ساتھ دروازہ بند کیا تھا۔ کئی اور لوگ بھی اپنے کمروں سے نکل آئے۔

„تمہارے بعد اور کوئی بیوقوف بھی پھنسا تھا“ سوما نے جیمسن سے کہا۔

„چلو کافی ختم کریں…“

„یہ عورت میری سمجھ میں نہیں آ رہی…“ جیمسن بڑبڑایا۔

وہ پھر کمرے میں واپس آ کر کافی پینے لگے تھے۔ اور سوما نے کہا تھا۔ „مگر سوال یہ ہے کہ وہ کب جائے گی کسی شیر سے ملاقات کو…“

„کسی چکر میں ہے…“

„کیا چکر ہو سکتا ہے…“

جیمسن کچھ نہ بولا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ شیر کے دانتوں میں برش کرنے کی کوشش نے کوئی دوسرا رخ تو نہیں اختیار کر لیا۔ وہ جلد سے جلد ظفر الملک تک پہنچنا چاہتا تھا۔ کافی ختم کر کے اٹھتا ہوا بولا۔ „اچھا دوست! بہت بہت شکریہ! پھر ملاقات ہو گی…“

„ترنجبار چلنے کے بارے میں سوچنا…“ سوما نے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔

„ضرور… ضرور…“

وہ سوما کے کمرے سے نکل کر تیر کی طرح ظفر کے کمرے کی طرف گیا تھا۔ دروازے

پر دستک دی۔

„آ جاؤ…“ اندر سے آواز آئی۔

ظفر اُسے دیکھ کر مسکرایا تھا۔ جیمسن دروازے کے قریب ہی کھڑا اُسے عجیب نظروں سے دیکھتا رہا۔

„کیا بات ہے…؟“

„کچھ نہیں یور ہائی نس… دیکھ رہا تھا کہ کہیں آپ نے اُسے زندہ رہنے پر تو مجبور نہیں کر دیا…“

„کل صبح ہم دونوں مسانی ویلیج جا رہے ہیں…“

„لیکن وہ تو اس طرح چیخ رہی تھی جیسے آپ نے کوئی بدتمیزی کی ہو…“

„دکھاوے کی بات تھی…“

„کیا مطلب…؟“

„مطلب یہ کہ اپنے عام رویّے میں فرق نہیں آنے دینا چاہتی تھی…“

„میں اب بھی نہیں سمجھا جناب والا…“

„ہم یہاں اسی عورت کے لئے آئے ہیں…“

„میں نہیں سمجھ سکا کہ ہم میں سے شیر کون ہے…“

„بکواس مت کرو… وہ ہمیں ایسی ہی گفتگو سے شناخت کر سکتی…“

„اور اُس نے شناخت کر لیا…“

„بالکل کر لیا… کیا تمہیں یاد نہیں کہ میں نے شیر کے دانتوں اور برش کا حوالہ دیا تھا…“

„اس ملاقات کیلئے یہی جگہ کیوں منتخب کی گئی…“

„یہاں ہمیں ایک آدمی کو تلاش کرنا ہے…“

„وہ عورت ہے کون اور کہاں سے آئی ہے…“

"میں نہیں جانتا۔ اور آپ کو بھی علم نہ ہونا چاہیئے کہ ہم کون ہیں اور کہاں سے آئے ہیں...!"

"اتنی رازداری... لیکن میں تو آپ سے بتا چکا ہوں...!"

"کیا بتا چکے ہو...؟" ظفر چونک کر بولا۔

"یہی کہ وطن [illegible] بنالو ہے...!"

"اوہ..." ظفر نے طویل سانس لی اور چند لمحے خاموش رہ کر بولا۔ "تم یہیں ٹھہرو گے۔ صرف میں اُس کے ساتھ جاؤں گا...!"

"خدا کا شکر ہے! اُس نامعقول عورت کے ساتھ ایک منٹ بھی نہیں گذر سکتا! ویسے یہ مسالی ویلیج ہے کدھر...؟"

"یہاں سے پانچ یا چھ میل کے فاصلے پر ہے۔ ماہی گیروں کی بستی ہے اور کچھ قدیم عمارات اور مقابر بھی ہیں وہاں...!"

"نہ مجھے قدیم عمارات سے دلچسپی ہے اور نہ مقبروں سے۔ لیکن کیا آپ کو پہلے سے علم تھا کہ آپ کو مسالی ویلیج جانا ہوگا...!"

"نہیں... وہ عورت لے جائے گی۔ ہمیں صرف اُس عورت سے تعاون کرنے کے لئے بھیجا گیا ہے...!"

"اور اُسی سے یہ بھی معلوم ہوا ہوگا کہ کسی آدمی کو تلاش کرنا ہے...!"

"ہاں... یہی بات ہے...!"

"واپسی کب تک ہوگی...!"

"کام ہو یا نہ ہو۔ رات یہیں بسر ہوگی...!"

"اُسی کے گھر میں یا اپنے گھر میں...!"

"فضول بکواس نہیں بھاگ جاؤ...!"

"اگر میں یہ جانتا کہ مجھے تنہا رہ جانا پڑے گا تو ہرگز یہاں نہ آتا...!"

"تم اپنی مرضی کے مالک ہو...!" ظفر الملک نے سخت لہجے میں سوال کیا۔

"اچھا تو ہم زبردستی بھیجے گئے ہیں۔ آخر ہم ہی کیوں... دُوسرے بھی تو تھے...!"

"جاؤ... خدا کے لئے میں بڑی تھکن محسوس کر رہا ہوں...!"

"ایک منٹ..." جیمسن ہاتھ اُٹھا کر بولا۔ "کیا یہ ضروری ہے کہ آپ واپس ہی آجائیں...!"

"کیا مطلب...؟"

"جس معاملے میں اتنی رازداری برتی گئی ہے وہ کوئی بہت ہی اہم معاملہ ہوگا۔ اور رازداری اُسی وقت برتی جاتی ہے جب دُوسروں کی پہونچ کا بھی خدشہ موجود ہو...!"

"ہوں... تو پھر...!"

"عرض ہے کہ ایسی صورت میں آپ قطعی نہیں کہہ سکتے کہ رات یہیں بسر ہوگی...!"

"کہنا کیا چاہتے ہو...!"

"میرے حصے کا بجٹ میرے حوالے کیجئے! اور مجھے ہدایت فرمائیے کہ اگر آپکی واپسی نہ ہو تو مجھے کیا کرنا ہوگا...!"

"میں اتنی دُور کی بات سوچنے کے مُوڈ میں نہیں ہوں...!"

"اسکی بھی وجہ ہے..." جیمسن مسکرا کر بولا۔ "اگر شریکِ سفر کوئی بُوڑھا بدصُورت مرد ہوتا تو آپ قیامت تک کی خبر لاتے...!"

"میں کہتا ہوں چلے جاؤ...!"

"جا رہا ہوں لیکن یہ بات سنجیدگی سے کہہ رہا ہوں کہ مجھ پر صرف ہونے والی رقم میرے حوالے کر دیجئے ورنہ پردیس میں کہاں بھیک مانگتا پھروں گا...!"

"اچھی بات ہے۔ لیکن تم اخراجات کے معاملے میں محتاط رہو گے...!"

"نہ میں جواری ہوں اور نہ عادی قسم کا شرابی... کبھی کبھار تفریحاً پی لیا کرتا

تھا۔ ادھر جب سے تصوف میں پڑا ہوں بیئر تک نہیں پی۔ محض ہستی وجود پر قناعت کر رہا ہوں۔۔۔"

"ٹھیک سمجھا تو۔۔"

"اگر اجازت ہو تو آپ سے دور رہ کر نگرانی کرتا رہوں۔"

"ہرگز نہیں۔۔ وہ تمہیں پہچانتی ہے۔۔۔"

"او کے لیو رائی تنی۔۔۔" جیمسن نے کہا اور دروازہ کھول کر راہداری میں نکل آیا۔۔

سوما پر نظر پڑی وہ کہیں جانے کیلئے اپنے کمرے سے نکلا تھا۔ اُسے دیکھ کر رک گیا۔

"تمہارا کمرہ تو شاید اُدھر ہے۔۔" اُس نے کہا۔

"ہاں۔۔۔ اِس کمرے میں میرا باس ہے۔" جیمسن بولا۔

"باس۔۔۔" اُس نے حیرت سے کہا۔ "لیکن تم نے پہلے تو نہیں بتایا تھا۔"

"اُس کی بات ہی نہیں نکلی تھی۔۔"

"اور میرا خیال ہے کہ وہ آدمی اسی کمرے میں داخل ہوا تھا جسے کچھ دیر پہلے اُس عورت نے اپنے کمرے سے نکالا تھا۔"

"ہاں۔ وہ میرا باس ہی تو تھا! بہت رحمدل آدمی ہے۔ اُسے خودکشی سے باز رکھنے کی کوشش اُس نے بھی کی ہوگی۔۔"

"یہ عورت میرے لئے دردِ سر بن گئی ہے۔۔" سوما نے کہا۔

"کیوں؟ تمہارے لئے کیوں۔۔؟"

"اسی انتظار میں یہاں مقیم ہوں کہ اس کا حشر دیکھ لوں۔۔ ورنہ بیحد مصروف آدمی ہوں۔۔"

"اچھا تو چلو۔ کہیں بیٹھ کر کوئی تدبیر سوچیں۔"

"تمہارا باس ہنالولو میں کیا کرتا ہے۔۔"

"ایک شپنگ کمپنی کا پریذیڈنٹ ہے۔۔"

"اوہ اچھا۔"

"اور ایک تجارتی معاہدے کے سلسلے میں یہاں آیا ہے لیکن میں آزاد ہوں۔۔"

"یہ بڑی اچھی بات ہے۔۔ تب تو تم زنجبار چل سکو گے۔۔"

"ہو سکتا ہے۔۔۔ میں بھی ذرا آسمان دیکھنا چاہتا ہوں لیکن کہاں جاؤں۔"

"میرے ساتھ چلو۔ میں باہر ہی جا رہا تھا۔" سوما نے کہا۔

جیمسن نے سوچا موقع اچھا ہے نکل بھاگے۔

وہ گراؤنڈ فلور پر پہنچے تھے۔۔۔ سوما بہت خوش معلوم ہوتا تھا۔ جیمسن نے محسوس کیا جیسے ساری خوشی اسی طرح مل بیٹھنے ہی کی ہو۔ سوما کے انداز سے یہی مترشح ہوتا تھا۔

"آج کی رات کو ہم یادگار بنا دیں گے۔" سوما نے کہا۔ "تم میرے مہمان ہو۔"

"بہت بہت شکریہ۔۔" جیمسن بولا۔ "میں خوش قسمت ہوں کہ ایک اجنبی دیس میں اچانک اتنی ڈھیر ساری محبت مل گئی۔۔"

"زناناکی اسٹریٹ میں زنجبار گیسٹ ہاؤز ہے۔ پہلے وہیں چلتے ہیں۔ وہاں کچھ بہت شاندار کیپا ہے۔۔ پھر وہاں سے کہیں اور چلیں گے۔ میری گاڑی بھی یہیں ہے۔"

"جہاں دل چاہے لے چلو۔۔ میں تو دنیا دیکھنے نکلا ہوں۔۔!"

اندھیرا پھیل گیا تھا۔ اور دارالسلام رنگارنگ روشنیوں سے جگمگانے لگا تھا۔ وہ ایک ٹیکسی میں زناناکی اسٹریٹ کی طرف روانہ ہو گئے۔

* * *

دروازے پر دستک ہوئی اور ظفر الملک چونک پڑا۔ اندر سے درو
کو مقفل کر چکا تھا۔ اس لیے اُٹھنا پڑا۔ اُس کی دانست میں جیمسن کے علاو
اور کون ہوتا۔ اس لیے جھنجھلاہٹ میں مبتلا ہونا لازمی ٹھہرا! سختی سے دانت
بھینچ کر قفل کے سوراخ میں کنجی گھمائی تھی۔ لیکن دروازہ کھلتے ہی جبڑے ڈھی
چھوڑ دینے پڑے تھے۔ وہ جیمسن نہیں تھا۔ لیلیٰ کارڈووا تھی۔

"ت... تم ---!"

"ہاں مجھے اندر آنے دو ---" وہ اُسے دھکیلتی ہوئی بولی۔ پھر کمرے میں داخل ہو کر اُس نے دروازہ بند کیا تھا اور قفل میں کنجی گھمائی تھی۔

"تم کچھ پریشان سی نظر آرہی ہو ---" ظفر نے کسی قدر ہچکچاہٹ کے ساتھ کہا۔

"ہاں۔ ایک نئی بات ہوئی ہے ---" وہ کرسی پر بیٹھ کر ہانپتی ہوئی بولی۔ "ابھی ابھی میں نے ایک گمنام کال ریسیو کی ہے ---!"

ظفر الملک خاموشی سے اُسے دیکھتا رہا۔ وہ تھوڑی دیر خاموش رہ کر بولی۔

"گمنام آدمی نے فون پر کہا تھا کہ وہ میرے لیے ایک ایسے شیر کا انتظام کر سکتا ہے جو بےحد شائستہ ہے اور نوکیلے دانت رکھتا ہے! جنگل میں جانے کی ضرورت نہیں اگر چاہو تو شیر کو تمہارے کمرے ہی میں پہونچا دیا جائے ---!"

"پھر تم نے کیا کہا ---؟"

"میں کیا کہتی! خود اسی نے کہا تھا کہ آدھے گھنٹے بعد پھر رنگ کریگا۔ اِس دوران میں مجھے فیصلہ کر لینا چاہیے ---!"

"کس بات کا فیصلہ ---؟"

"ظاہر ہے کہ جنگل کا رُخ کرنا پسند کروں گی یا اُسکی پیشکش کے مطابق کمرے میں شیر ---!"

"بس ---" ظفر ہاتھ اُٹھا کر بولا۔ "تم جس قسم کی باتیں لوگوں سے کرتی رہی ہو اُس کا یہی انجام ہونا چاہیے۔ اب کوئی چھیڑنے پر تل گیا ہے ---!"

"لیکن آج ہی کیوں! میں تو کئی دنوں سے ایسی باتیں کرتی رہی ہوں ---!"

"ہاں۔ اسے سوچنا پڑے گا ---!"

"تم سے ملاقات کے بعد ہی ایسا کیوں ہوا۔ اور پھر میں جب کسی سے اس قسم کی باتیں کرتی تھی تو ساتھ ہی یہ بھی ظاہر کرتی جاتی تھی جیسے میں بہت زیادہ نشے میں ہوں ---!"

"عجیب طریق کار تھا ---" ظفر بولا "اس طرح تو تم نے اپنی اچھی خاصی پبلسٹی کروالی"

"مجھے کب اچھا لگتا تھا لیکن اگر میں یہ نہ کرتی تو تم سے کیسے ملاقات ہو سکتی ---!"

"جن لوگوں سے تمہیں ہدایات ملتی ہیں وہ بھی اتنے احمق تو نہیں ہو سکتے ---!"

"یہی میں بھی سوچتی رہی ہوں ---!"

"میں کچھ اور سوچ رہا ہوں ---!"

"کیا سوچ رہے ہو ---!"

"مجھے افسوس ہے کہ میں غیر متعلق باتیں نہیں کر سکتا ---!"

"لیکن میں غیر متعلق باتیں ضرور کروں گی۔ جو کچھ میرے ذہن میں ہے۔ اُسے کسی طرح بھی نہیں روک سکتی۔ کیونکہ تم بہرحال اپنے ہی کیمپ کے آدمی ہو ورنہ ہماری ملاقات کیوں ہوتی ---!"

ظفر کچھ نہ بولا۔ اُس نے چاروں طرف دیکھ کر کہا "کیا تم مجھے کچھ پلاؤ گے بھی نہیں ---!"

"میں خود بھی نہیں پیتا ---!"

"کمال کرتے ہو --- خیر مجھے تو پلواؤ ---!"

ظفر نے فون پر روم سروس سے رابطہ قائم کر کے لیلی ہی کے مشورے سے کونیاک طلب کی تھی۔ لیلی نے تھوڑی دیر بعد کہا۔

"اُس آدمی کی نشاندہی ہو جانے کے بعد میں تنہا بھی اُسے تلاش کر سکتی تھی۔ آخر تم اتنی دُور سے میرا ساتھ دینے کیوں آئے ہو۔"

"ہاں یہ بات بھی غور طلب ہے۔"

"کیا یہ ممکن نہیں کہ ہمارا کیمپ کچھ نامعلوم لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہو۔"

"ممکن ہے۔"

"مجھے بھی ہدایات ملی تھیں کہ میں کلیمنجارو میں قیام کرنے والوں سے اس قسم کی باتیں کروں اور انہی باتوں کے توسط سے تم سے اچانک ملاقات ہو جائے گی۔ اور مجھ سے کہا گیا تھا کہ ڈنتوں اور بَرٹش کا حوالہ دینے والا ہی وہ آدمی ہوگا جس سے مجھے مل بیٹھنا ہے۔"

"اب تم خود سوچو کہ کیا مجھے صرف تمہارے کمرے کا نمبر نہیں بتایا جا سکتا تھا۔ میں سیدھا تمہارے پاس پہنچ جاتا۔"

"بالکل! مجھے بھی تمہارے پاس اسی طرح بھیجا جا سکتا تھا۔"

کسی نے دروازے پر دستک دی۔ غالباً روم سروس کا آدمی تھا۔ ظفر نے اُٹھ کر دروازہ کھولا۔

ویٹر سے شراب اور اسکے لوازمات لیکر دروازہ بند کیا۔ اور لیلی سے بولا۔ "کیوں نہ اِس سامان سمیت تمہارے ہی کمرے میں چلیں۔"

"کیوں۔ یہاں بیٹھنے میں کیا خرابی ہے؟"

"آدھے گھنٹے بعد اُس نامعلوم آدمی کی کال آئے گی نا۔"

"اُسی سے بچنے کیلئے تو میں یہاں آئی ہوں..." لیلی نے کہا اور اسکے ہاتھ سے بوتل لیکر اُس کی سیل توڑنے لگی۔

"تو پھر تم یہیں بیٹھو میں تمہارے کمرے میں اُسکی کال کا انتظار کروں گا۔"

"یہ کیسے ممکن ہے۔ ایسے حالات میں ہم دونوں میں سے کسی کا بھی تنہا رہنا مناسب نہیں ہے۔"

"سوال یہ ہے کہ تمہارے آدمیوں نے تمہیں تنہا کیوں بھیج دیا۔"

"تم اسقدر سوالات قائم کرتے ہو کہ مجھے اُلجھن ہونے لگتی ہے۔"

"حالانکہ یہ صرف دوسری ملاقات ہے۔"

"تم سے زیادہ دلچسپ تمہارا اسسٹنٹ ثابت ہوا تھا۔ پہلا آدمی تھا جس نے ہمدردی ظاہر کرنے کی بجائے پوچھا تھا کہ تم ایک بچی کیوں نہیں مر گئی تھیں یہاں آنے کی کیا ضرورت تھی؟"

"اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ وہ عورتوں کے معاملے میں کبھی سنجیدہ نہیں ہوتا۔"

لیلی نے اپنے لئے شراب انڈیلی تھی اور چسکیاں لینے لگی تھی۔

"یہ تو ذرا اچھا نہیں لگتا کہ تنہا پیوں..." اُس نے کچھ دیر بعد کہا۔

"مجبوری ہے..." ظفر الملک نے کہا۔ اور آگے بڑھ کر فون کا ریسیور اٹھایا۔ ہوٹل کے ایکسچینج سے رابطہ قائم کر کے ماؤتھ پیس میں کہا۔ "کاشن پلیز نوٹ اِٹ ڈاؤن... روم نمبر ایک سو تین کی کال روم نمبر ستانوے میں ٹرانسفر کر دینا۔ شکریہ... نہیں صرف تا اطلاع ثانی..."

ریسیور رکھ کر لیلی کی طرف مڑا...

"تم باز نہیں آؤ گے..." وہ اُس کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی مسکرائی۔

"یہ دیکھنا ضروری ہے" ظفر نے کہا۔ "اگر ہم نے اپنے رویئے سے کسی کی توجہ بھی اپنی جانب مبذول کروائی ہے تو وہ اتنا احمق نہیں ہو سکتا کہ براہ راست چھیڑ چھاڑ کر بیٹھے۔"

وہ کچھ نہ بولی... پھر وہ پیتی رہی تھی اور اِدھر اُدھر کی باتیں ہوتی رہی

نہیں ۔۔۔ آدھے گھنٹے سے زیادہ گذر گیا لیکن فون کی گھنٹی نہ بجی ۔

ظفرالملک گھڑی دیکھتا ہوا بولا "میرا پہلا ہی خیال درست تھا۔ کسی نے چھیڑا تھا نہیں ۔۔۔ تم خواہ مخواہ سنجیدہ ہو گئیں ۔۔"!

"تو پھر اب میں اپنے کمرے میں واپس جاؤں ۔۔"!

"ظاہر ہے ۔۔"!

"تم اخلاقاً بھی رکنے کو نہ کہو گے ۔۔"!

"اگر ڈیوٹی پہ نہ ہوتا تو ضرور درخواست کرتا ۔۔"!

"عجیب آدمی ہو ۔۔"!

"عجیب نہیں! صرف بااصول ۔ کبھی اُس وقت مل کر دیکھنا جب ڈیوٹی پر نہ ہوں"! وہ برا سا منہ بنا کر اٹھی اور دروازے کی طرف بڑھی۔

"یہ بوتل بھی لیتی جاؤ ۔ میرے لئے بیکار ہے ۔۔"! ظفر نے کہا۔

"رکھو ۔۔۔ میں دوسری بار آؤں گی تو تمہیں منگوانی نہیں پڑے گی"! اُس نے کہا اور کمرے سے نکل گئی ۔!

ظفر نے ہوٹل کے ایکسچینج کو مطلع کر دیا کہ اب کمرہ نمبر ایک سو تین کی کالیں براہِ راست وہیں جائیں گی۔

پھر سونے کی تیاری کر ہی رہا تھا کہ کسی نے دروازہ پیٹ کر رکھ دیا۔ جھنا کر دروازے کی طرف بڑھا! اس بار اُسے یقین تھا کہ جیمسن ہی ہوگا۔

لیکن دروازہ کھولنے پر پھر لیسلی کارڈوبا نظر آئی ۔ ظفر نے طویل سانس لی اور ہونٹ بھینچے اُسے دیکھتا رہا۔

"کسی نے میرا کمرہ اُلٹ پلٹ کر رکھ دیا ہے ۔۔۔"! وہ ہانپتی ہوئی بولی۔

"اندر آجاؤ ۔۔۔۔"! ظفر پیچھے ہٹتا ہوا بولا۔

"اب آ ہی جاؤ ورنہ کہیں کوئی تمہیں بھی اُلٹ پلٹ کر نہ رکھ دے"!

"ک ۔۔ کیا مطلب ۔۔"؟ وہ بوکھلائی ہوئی اندر داخل ہوئی۔

ظفر دروازہ بند کر کے اُس کی طرف مڑا اور بولا "پتا نہیں اُن لوگوں نے کیا سمجھ کر تمہارا انتخاب کیا تھا ۔۔"!

"م ۔۔ میں ۔۔۔ نہیں سمجھی ۔۔"!

"تم مجھے فیلڈ ورکر نہیں معلوم ہوتیں ۔۔"!

"تمہارا خیال درست ہے ۔۔"! وہ طویل سانس لے کر بولی اور بیٹھ گئی۔

"تمہارے کاغذات کہاں ہیں ۔۔"؟

"وہ تو ہر وقت میرے ساتھ ہی رہتے ہیں! اُس وقت بھی تھے جب میں یہاں تمہارے پاس تھی ۔ اور اب بھی ہیں ۔۔"!

"شاید کسی کو تمہارے کاغذات ہی کی تلاش تھی"!

"ہو سکتا ہے ۔۔"!

"اب مجھے سچی بات بتا دو ۔۔"!

"کیا مطلب ۔۔"؟

"کیا ہمیں سچ مچ سانی ویلیج میں کسی کو تلاش کرنا ہے"!

وہ خشک ہونٹوں پر زبان پھیر کر رہ گئی اور ظفر اُسے جواب طلب نظروں سے دیکھتا رہا ۔!

"تمہیں اس قسم کے سوالات کرنے کا اختیار نہیں"! وہ کسی قدر طیش میں آکر بولی۔ "کام کی نوعیت مجھے نہیں بتائی گئی تھی! اس لئے مجھے ایسے سوالات کرنے کا حق پہنچتا ہے ۔۔"!

"میں اس کے علاوہ اور کچھ نہیں جانتی کہ مجھے تم کو سانی ویلیج تک لے جانا ہے"!

"اور کسی آدمی کی تلاش ۔۔"!

"وہ میرا اپنا اندازہ تھا۔۔۔"

"بس اب کچھ نہیں پوچھوں گا۔۔۔"

"اوہ۔ تو کیا میرا جواب اتنا ہی واضح تھا۔۔۔"

"ہاں مجھے جو کچھ معلوم کرنا تھا کر چکا۔ تم فیلڈ ورکر ہو۔ اور کوئی اہم کا تمہارے سپرد کیا گیا ہے۔۔۔"

"اپنے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے۔۔۔"

"میں ایک تجربہ کار فیلڈ ورکر ہوں، اس لئے مجھے اپنی آنکھیں کھلی رکھنی پڑ"

"تم نے کس بات سے اندازہ لگایا کہ میں فیلڈ ورکر نہیں ہوں۔۔۔"

"فیلڈ ورکر ہوتیں تو محض اتنی سی بات پر دہشت زدہ نہ ہو جاتیں کہ کسی نے تمہا کمرہ الٹ پلٹ کر دیا ہے۔ تم زیادہ سے زیادہ ایک معمولی کاپی ٹائپسٹ ہو سکتی ہو۔۔۔"

"واقعی بہت تجربہ کار ہو۔" وہ مسکرا کر بولی۔

"اس طرح تمہارا سیاحت کا شوق بھی پورا ہو گیا اور شاید ان لوگوں کا کام نک جائے گا۔۔۔"

"میں نہیں سمجھی۔۔۔"

"اب شاید مسانی ورمیچ تک لے جانے کی بھی ضرورت باقی نہ رہے۔ میری یا تمہا طرف کے فیلڈ ورکرز اس کے پیچھے لگ گئے ہوں گے۔ جس نے تمہارے کمرے کی تا لی تھی۔۔۔"

"مجھے اس قسم کے نتائج اخذ کرنے کو نہیں کہا گیا تھا۔۔۔"

"تمہیں تو اس کا خیال بھی نہیں آ سکتا۔ نتائج کیا اخذ کرو گی۔۔۔"

"سنو۔ مجھے واقعی خوف محسوس ہو رہا ہے اس لئے اب میں اس کمرے میں واپس نہ جاؤں گی۔۔۔"

"تو جاؤ۔۔۔ بیڈ روم میں سو جاؤ۔۔۔" ظفر سامنے والے دروازے کی طرف ہاتھ

ہوا۔ لیلی نے میز پر سے بوتل اٹھائی اور بیڈ روم میں چلی گئی۔ ظفر صوفے پر لیٹ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ پھر بیڈ روم کے دروازے میں نظر آئی اور ظفر سے بولی "تم بھی یہیں آ جاؤ نا۔۔۔"

"کہہ دیا کہ میں ڈیوٹی پر ہوں۔۔۔"

وہ "ڈیوٹی" کی شان میں کسی قدر گستاخی کر کے واپس چلی گئی۔۔۔

ظفر دوبارہ لیٹنے ہی جا رہا تھا کہ فون کی گھنٹی بجی۔۔۔ اس نے ریسیور اٹھا لیا۔ دوسری طرف سے جیمسن کی آواز سنائی دی۔ وہ کہہ رہا تھا۔ "روانگی سے قبل میری رقم ایک لفافے میں بند کر کے کاؤنٹر کلرک کے حوالے کر دیجئے گا۔۔۔"

"تم کہاں ہو۔۔۔" ظفر نے پوچھا۔

"اوپنگا روڈ پر پائپ ہوٹل سے بول رہا ہوں۔ مرغ زنجبار گیسٹ ہاؤز میں کھایا تھا۔۔۔"

"وہاں کیسے پہنچے۔۔۔ فوراً واپس آؤ۔۔۔"

"مجھے بے حد افسوس ہے کہ ابھی جلدی واپسی کی پوزیشن میں نہیں ہوں۔ صبح ہو جائے گی۔۔۔"

"کیا بکواس ہے۔۔۔"

"آپ کی اجازت سے باہر نکلا تھا یور ہائی نس۔۔۔ ضروری نہیں کہ اب واپسی بھی آپ ہی کے حکم کے مطابق ہو جائے۔۔۔"

"بہت بری طرح پیش آؤں گا۔۔۔"

"مناسب یہ ہوگا کہ آپ اپنی خوابگاہ میں تشریف لے جائیں ورنہ وہ پھر آپ کی ڈیوٹی کو کوئی گندی سی گالی دے گی۔۔۔"

"کیا مطلب۔۔۔! تم کیا جانو۔۔۔"

"آپ کیا سمجھتے ہیں۔۔۔ میں یہاں اس وقت ایک ایسے بزرگ کی خدمت میں حاضر ہوں۔ جو مجھے آپ دونوں کی آوازیں سنوا رہے ہیں۔۔۔"

"میں نہیں سمجھا۔۔!"

"صاف سی بات ہے کہ میں اتنے فاصلے سے آپ دونوں کی آوازیں سن رہا ہوں۔ افریقہ کے کالے جادو کے بارے میں سنا ہی رہا تھا۔ لیکن آج آنکھوں سے دیکھ لیا۔ عجیب و غریب بزرگ ہیں۔۔!"

ظفر کچھ کہنے ہی والا تھا کہ دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہونے کی آواز آئی۔ ریسیور رکھ کر وہ تیزی سے مڑا تھا اور کمرے کی ایک ایک چیز الٹنے پلٹنے لگا تھا۔ جلد ہی تین عدد چھوٹے چھوٹے الیکٹرونک بگس دریافت کر لئے۔ لیکن انھیں جوں کا توں رہنے دیا۔۔!

تو اس کا یہ مطلب ہوا کہ اسی قسم کے بگس لیلی کے کمرے میں بھی موجود ہوں گے اور ان کی ساری گفتگو کہیں اور سنی گئی ہوگی۔ وہ سوچ رہا تھا لیکن یہ جیمسن۔ آخر کن ذرائع سے کسی ایسی جگہ پہونچ گیا۔۔ بہرحال اس کا مطلب تھا کہ وہ گیا ہاتھ سے۔۔ پتا نہیں کیا معاملہ تھا۔۔ اُس نے لیلی کو اپنے بارے میں جو کچھ بھی بتایا تھا اس میں شمہ برابر بھی جھوٹ نہیں تھا۔

جیمسن سمیت تنزانیہ پہونچنے کے احکامات براہ راست اپنے چیف ایکسٹو سے ملے تھے اور سارے کاغذات صفدر نے فراہم کئے تھے۔ اور یہ بھی بتایا تھا کہ یہاں پہونچ کر اُسے کیا کرنا ہے۔ وہ عورت بھی مل گئی تھی۔ لیکن اُس کی توقعات کے خلاف وہ خود بھی اُسی کی طرح اگلے مراحل سے لاعلم ثابت ہوئی۔ بس دارالسلام سے مسانی ویلیج تک جانا تھا۔ اُس کے بعد ٹوٹل بلیک آؤٹ۔۔ وہ بھی نہیں جانتی تھی کہ پھر کیا ہوگا اور مسانی ویلیج جانے کے بارے میں بھی اُسی نے بتایا تھا ظفرالملک کو پہلے سے علم نہیں تھا۔۔ دفعتہً وہ چونک پڑا۔ ایک نئے خیال نے ذہن میں سر ابھارا تھا؟ کیا ضروری ہے کہ یہ حقیقتہً وہی عورت ہو جس سے اُسے ملنا تھا۔۔ اس نے ابھی تک اُس کا پاسپورٹ دیکھا ہے اور نہ دوسرے کاغذات۔ کمرے میں گڑبڑ

کی خبر ملی کہ اُس نے اُس کے کاغذات کے بارے میں پوچھا ضرور تھا۔ لیکن طلب کر کے دیکھے تو نہیں تھے۔ یہ اُس سے بنیادی غلطی سرزد ہوئی تھی۔ پہلی ہی ملاقات پر کاغذات دیکھے بغیر مطمئن نہ ہو جانا چاہئے تھا۔ محض شناختی علامات کافی نہیں ہوتیں اور پھر ایسی صورت میں جبکہ وہ محض زبان سے ادا کئے جانے والے الفاظ ہوں۔ اگر وہ اس کا نام معلوم کرنے کا مجاز تھا تو کاغذات بھی طلب کر سکتا تھا۔ اُسے کوئی اعتراض نہ ہوتا۔۔ بہرحال اگر اب وہ کاغذات دکھلانے میں ہچکچاہٹ ظاہر کرتی ہے تو اس کا مطلب یہ ہوگا جس عورت سے اُسے ملنا تھا یہ ہرگز نہیں ہو سکتی! دوسری صورت میں یہی ہوا ہوگا کہ متعلقہ افراد نے اُسے غائب کر کے اُسکی جگہ اس عورت کر دی ہوگی۔۔!

ظفر نے آگے بڑھ کر بیڈ روم کے دروازے پر دستک دی۔

"آؤ۔۔ آجاؤ۔۔" اندر سے آواز آئی۔ "تکلف کی کیا ضرورت ہے۔۔!"

ظفر دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔ وہ آرام کرسی پر نیم دراز نظر آئی۔ بستر پر نہیں لیٹی تھی۔۔!

"ڈیوٹی ختم ہوگئی۔۔!" اُس نے طنزیہ لہجے میں پوچھا۔

"نہیں ڈیوٹی تو نہیں ختم ہوئی۔ لیکن یہاں میرا دم گھٹ رہا ہے! کیوں نہ باہر چلیں۔۔!"

"ضرور۔۔ ضرور۔۔ چلو باہر ہی چلتے ہیں۔ لیکن میں اب اپنے کمرے میں واپس نہیں آنا چاہتی۔۔!"

"میں کب کہہ رہا ہوں کہ اپنے کمرے میں واپس جاؤ۔ میزبانی میرے ذمے ہے۔!"

"اسکی فکر نہیں! اپنی رقم میں ہر وقت اپنے ساتھ ہی رکھتی ہوں۔۔!"

"تو پھر اٹھو۔ کہیں چلتے ہیں۔۔!"

لیلی نے کرسی کی پشتگاہ سے اپنا کوٹ اٹھا کر پہنا اور چلنے کیلئے تیار ہوگئی۔

وہ سڑک پر آئے اور لیلی نے چاروں طرف دیکھتے ہوئے پوچھا "کیا تم پہلے بھی کبھی یہاں آچکے ہو۔۔۔!؟"

"نہیں۔ پہلی بار آیا ہوں۔۔۔!"

"میں بھی پہلی بار آئی ہوں۔۔ کہیں اس طرح باہر نکلنے میں پریشانی نہ ہو۔ چلو نہ بیرا بار میں چل کر بیٹھیں۔۔۔ ماحول بدل جائے گا۔۔۔!"

"یہ کہاں ہے۔۔۔؟"

"اسی عمارت میں۔۔۔ تمہارے بیڈ روم کے برابر۔۔۔!"

"مگر سنو! ہم سے ایک غلطی ہوئی ہے! جو کچھ تمہارے کمرے میں ہوا ہے اُس کی اطلاع ہوٹل کی انتظامیہ کو دینی چاہیے تھی۔۔۔!"

"کون۔۔ اِن بکھیڑوں میں پڑے۔۔۔ خواہ مخواہ پولیس کو کیوں متوجہ کیا جائے؟"

"تمہارے ملک کا سفارت خانہ شاید اسی سڑک پر ہے۔۔۔!"

"ہاں۔۔۔ این بی سی بلڈنگ میں۔۔۔ کیوں۔۔۔؟"

"چلو اپنے کاغذات وہاں امانتاً جمع کرادو۔۔۔!"

"کاغذات۔۔۔ اوہ۔۔۔ ہاں۔۔۔" وہ اپنی جیبیں ٹٹولتی ہوئی بولی "اوہ۔ کاغذات۔۔۔ خدا کی پناہ۔۔۔ انھیں میرے کوٹ کی اندرونی جیب میں ہونا چاہیے تھا۔ کہیں تمہارے بیڈ روم میں تو نہیں گر گئے۔ وہیں میں نے اپنا کوٹ اتارا تھا۔"

"چلو دیکھیں۔۔۔" ظفر نے بھی کسی قدر بدحواسی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔

وہ پھر لفٹ کی طرف واپس آئے۔ لیلی بہت زیادہ پریشان نظر آرہی تھی۔ چال میں لڑکھڑاہٹ بھی پیدا ہو گئی تھی۔ پانچویں منزل پر پہنچ کر وہ کسی قدر تیزی کے ساتھ ظفر کے کمرے کی طرف بڑھی تھی۔

بیڈ روم میں اُس کے گمشدہ کاغذات نہ مل سکے! ایسا لگتا تھا جیسے وہ بیہوش ہو کر گر جائے گی۔

"اچھی طرح ذہن پر زور دو۔ کہیں وہ تمہارے ہی کمرے میں تو نہیں رہ گئے تھے!"

"خدا جانے! میں نے تو کوٹ کی جیب ہی میں رکھے تھے۔۔۔!"

"اور رقم۔۔۔؟"

"وہ بھی نہیں ہے۔۔۔!"

"تو چلو تمہارے کمرے میں دیکھیں۔۔۔!"

وہ کراہ کر اٹھی اور اُس کے ساتھ چل پڑی۔ ظفر نے سختی سے ہونٹ بھینچ لیے تھے۔ اُسے یقین سا ہو چلا تھا کہ یہ وہ عورت ہرگز نہیں ہو سکتی جس سے آج ملا تھا!

لیلی کے کمرے میں سچ مچ ابتری نظر آئی۔ سارا سامان اِدھر اُدھر بکھرا ہوا تھا ایک ایک چیز اُلٹ پلٹ ڈالی گئی تھی۔

وہ دیوانہ وار اپنے کاغذات تلاش کرنے لگی۔ شاید کچھ رقم بھی کمرے میں موجود تھی جس کا حوالہ بار بار دے رہی تھی۔

"بتاؤ۔ اب میں کیا کروں۔۔۔!" وہ روہانسی ہو کر بولی۔

ظفر سوچ رہا تھا۔ کہ اب اس کمرے میں الیکٹرونک بگس کی موجودگی ناممکن ہے اس ہنگامے کے ساتھ ہی انھیں بھی ہٹا لیا گیا ہوگا۔ لیکن آخر یہ لوگ چاہتے کیا ہیں۔۔۔؟ غالباً یہ حرکت اسی لیے کی گئی ہے کہ کہیں میں کاغذات نہ طلب کر بیٹھوں۔ یقیناً اصل عورت پر اُن نامعلوم افراد نے قابو پا لیا ہے اور اُس کی جگہ یہ عورت لیلی کا رول ادا کر رہی ہے۔!

"تم کیا سوچ رہے ہو۔۔۔ بتاؤ اب میں کیا کروں۔۔!" وہ پھر بولی۔

"سچی بات بتا دو۔۔" ظفر نے اُس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے تیز لہجے میں کہا۔

"میں نہیں سمجھی۔ تم کیا کہہ رہے ہو۔۔۔!"

"پہلے تم نے مسانی ریلیج میں کسی کی تلاش کا ذکر کیا تھا۔۔۔ پھر کہا کہ تم نے اپنی طرف سے

اضافہ کیا تھا۔۔۔"!

"تو اس سے کیا ہوتا ہے! میں اب بھی اپنے اسی بیان پر قائم ہوں! مسافی ولیچ تک تو جا پہنچا ہے۔۔۔"! وہ طویل سانس لے کر بولی۔

"اچھی بات ہے۔ اب آرام کرو۔۔۔ میں اپنے کمرے میں جا رہا ہوں"!

"تم مجھے تنہا نہیں چھوڑ سکتے۔۔۔"! وہ دونوں ہاتھوں سے اس کا بازو پکڑتی ہوئی بولی۔

"مجھے اس سلسلے میں کوئی ہدایت نہیں ملی۔۔"! وہ اس سے بازو چھڑا کر نکلا چلا آیا تھا۔!

* * *

جیمسن اور مسوما نے زنجبار گیسٹ ہاؤز میں مسالے دار مرغ مسلّم اڑایا تھا۔ قہوے کی دو دو پیالیاں چڑھائی تھیں۔ اور وہاں سے ٹہلنے نکل کھڑے ہوئے تھے۔۔۔!

"دوست جیمسن۔۔"! مسوما بولا "تمہیں بین الاقوامی سیاست سے بھی دلچسپی ہے یا نہیں"!

"مجھے نہ اپنی قوم کی سیاست سے دلچسپی ہے اور نہ ہی بین الاقوامی سیاست سے دلچسپی ہے"!

"تب تم اس صدی کے عجوبے ہو"!

"نہیں میں صرف ایک ایسا آدمی ہوں جسے دو وقت کی روٹیوں کی تلاش رہتی ہے۔ اس کے علاوہ ساری مصروفیات ضمنی ہیں۔۔"!

"بڑی غیر مذہبی باتیں کر رہے ہو۔۔"!

"میرے تصوف کی ابتدا یہیں سے ہوتی ہے کہ آدمی پیٹ کا کتا ہے"!

"خیر چھوڑو۔۔۔ آؤ۔۔۔ عورتوں کی باتیں کریں۔۔۔"! مسوما ہنس کر بولا۔

"خدا کی پناہ، چار عدد رکھنے کے باوجود بھی عورتوں کی باتیں کرنا چاہتے ہو"

"میں بہت دکھی ہوں۔۔۔ جیمسن بھائی۔۔۔"!

"ظاہر ہے۔۔۔ چار کو اگر دس ہزار سے ضرب دیں تو حاصل ضرب چالیس ہزار ہوگا۔۔"!

"یہ بات نہیں ہے! مجھے ابھی تک ایسی عورت نہیں مل سکی جیسی میں چاہتا ہوں"!

"اس لئے بہت دکھی ہو۔۔"! جیمسن نے حیرت سے کہا۔

"ہاں۔۔۔ میرے بھائی۔۔۔"

"یہ آفاقی دکھ ہے بھائی مسوما۔۔۔ آج تک کسی مرد کو اس کی پسند کی عورت ملی ہے اور نہ کسی عورت کو اس کی پسند کا مرد ملا ہے"!

"نہیں ایسا تو نہیں ہے۔۔۔"!

"ایسا ہی ہے بھائی مسوما"! جیمسن اپنی آواز میں بلا کا درد گھولتا ہوا بولا "اور اگر پسند کی کوئی لڑکی مل بھی جاتی ہے تو کچھ ہی دنوں کے بعد اس میں سے بھی کیڑے نکلنے لگتے ہیں۔۔"!

"تم کیا جانو۔ تمہاری تو ابھی شادی بھی نہیں ہوئی۔۔"!

"ہمیشہ سے صوفی نہیں رہا ہوں۔" پانچ سو چھبیس عورتوں کا تجربہ ہے مجھے"!

"پھر شادی میں بھی کچھ دنوں کے بعد صوفی ہو جاؤں"! مسوما نے مایوسی سے کہا۔

انہوں نے زنجبار ریسٹ ہاؤز کے گیراج سے اپنی گاڑی نکالی تھی! اور اب ان کا سفر اسی میں جاری تھا۔۔۔

"عورتوں کی باتوں نے مجھے بور کر دیا"! جیمسن ٹھنڈی سانس لیکر بولا "آؤ اب مجھ سے میرے خوابوں کی باتیں سنو۔۔۔ بچپن ہی سے پُر اسرار افریقہ کے بارے میں لٹریچر پڑھتا رہا ہوں۔۔۔ لہٰذا یہ میرے خوابوں کی سرزمین بن گئی ہے! یہاں کے جادوگروں کی باتیں میرے لئے ہمیشہ بہت جاذب رنگ رہی ہیں"!

"اونہہ جادوگر۔۔۔ قصے کہانیوں کی باتیں ہیں۔۔۔ پہلے ہوتے رہے ہوں گے

اب تو صرف شعبدہ باز رہ گئے ہیں۔ سیاحوں کا جی بہلاتے ہیں۔ اور وہ بیچارے یہی سمجھتے ہیں کہ سچ مچ کا جادو دیکھ رہے ہیں۔"

"چلو۔۔ ایسی ہی کسی جگہ دل بہلائیں۔۔۔"

"ان کا ٹھکانا معلوم کرنا پڑے گا۔۔۔"

"کہاں سے معلوم ہوگا۔۔۔"

"میرا ایک دوست جانتا ہے۔۔۔ کہیں سے اسے فون کر کے معلوم کر لوں گا۔"

اور پھر اس نے ایک ڈرگ اسٹور کے سامنے گاڑی روکی تھی۔ دونوں اتر کر ڈرگ اسٹور میں داخل ہوئے۔ ان کے پیچھے کئی اور آدمی بھی اسٹور میں داخل ہوئے تھے۔ سوما کاؤنٹر پر اپنے کسی دوست کو فون کرنے لگا۔ وہ اس سے کہہ رہا تھا کہ اپنے ایک سیاح دوست کو کالا جادو دکھانا چاہتا ہے۔ وہ اس سلسلے میں اس کی رہنمائی کرے۔ ادھر سے جواب ملنے پر ریسیور رکھ کر مڑا ہی تھا کہ پیچھے کھڑے ہوئے ایک زرد فام مخلوط نسل والے آدمی نے کہا "شعبدہ بازوں کے چکر میں نہ پڑو۔ اگر واقعی کالا جادو دیکھنا چاہتے ہو تو پام بیچ ہوٹل چلے جاؤ۔ سوٹ نمبر گیارہ میں موا کازی کالے جادو کا مظاہرہ کرتا ہے۔"

"تم نے دیکھا ہے۔۔"

"ہاں مسٹر۔ میں اپنے تجربے ہی کی بنا پر مشورہ دے رہا ہوں۔ سیاحوں کے لئے اس سے بہتر جادوگر فی الوقت اور کوئی موجود نہیں۔۔"

"اچھا تو پھر وہیں چلتے ہیں۔" سوما نے جیمسن کی طرف دیکھ کر کہا۔

"اگر کوئی حرج نہ ہو تو مجھے بھی لفٹ دے دیجئے۔" زرد فام بولا۔

"کوئی حرج نہیں۔" سوما نے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ وہ گاڑی میں بیٹھ گئے تھے۔ زرد فام پچھلی سیٹ پر تھا۔

"کیا تمہیں بھی وہیں جانا ہے۔" سوما نے اس سے پوچھا۔

"ہاں مسٹر۔۔ بڑی مہربانی ہوگی۔ اگر کہو گے تو میں ہی تمہیں موا کازی کے پاس لے چلوں گا۔ میں ایک ٹورسٹ گائیڈ ہوں۔۔"

"اچھا۔ اچھا۔۔" سوما نے انجن اسٹارٹ کیا۔ اور جیمسن سے بولا "چلو شاید سچ مچ تمہاری یہ آرزو بھی پوری ہو جائے۔"

جیمسن کچھ نہ بولا۔ وہ ظفر الملک اور اس عورت کے بارے میں سوچنے لگا تھا۔

زرد فام مخلوط النسل آدمی سوما سے کہہ رہا تھا "موا کازی حیرت انگیز ہے جناب عالی۔ وہ بڑی عجیب چیز ہے۔ جو کچھ بھی کرتا ہے اسے ذرہ برابر بھی اس کی پرواہ نہیں ہوتی کہ اس کے گاہک کون لوگ ہیں اور کس ملک سے تعلق رکھتے ہیں۔ سچی اور کھری بات لگی لپٹی کے بغیر کہتا ہے۔"

"آخر کیسی باتیں کرتا ہے۔" سوما نے پوچھا۔

"خود ہی سن لیجئے گا جناب۔ مگر سوال شرط ہے۔ آپ اس سے بر عظیم افریقہ کے مستقبل کے بارے میں پوچھئے گا۔"

"وہ بھی سیاسی باتیں کرے گا۔" سوما ٹھنڈی سانس لیکر بولا۔

"تم مجھ سے آہستہ آہستہ عورتوں کی باتیں کرو۔۔ اسے بکنے دو۔۔" جیمسن اس کی طرف جھک کر دھیرے سے بولا۔

"پام بیچ میں بڑی خوبصورت رقاصائیں ہیں۔۔۔"

"تو پھر کالے جادو پر لعنت بھیجو۔۔ ہم وہاں فلور شو دیکھیں گے۔۔"

"وہ تو ٹھیک ہے۔۔ لیکن رقص میرے ذہن پر اچھا اثر نہیں ڈالتا۔۔"

"ابھی تو تم رقاصاؤں کی تعریف کر رہے تھے۔۔"

"تم سمجھے نہیں۔۔ در اصل پینے کو جی چاہتا ہے رقص دیکھ کر۔۔۔"

"تو پی لینا۔۔"

"تم پتا نہیں کیا سوچو۔۔ حالانکہ سال میں ایک آدھ بار ہی پیتا ہوں۔"

"فکر نہ کرو... میں نے بھی قسم نہیں کھا رکھی۔ ایک آدھ پیگ میں کیا مضائقہ

"اب واقعی تم نے جی خوش کر دیا۔ دراصل اتنی تو پینی چاہیے کہ عقل خبط ہو جا

"بس دوست اس کے آگے کچھ نہ کہو...!"

"کیوں؟ کیوں...!"

"کبھی تم یہ نہ کہہ بیٹھو کہ اتنی پینی چاہیے کہ نالی میں گر پڑ جائے۔ یا تم نشے کی حالت میں نماز کے قریب نہ جاؤ...!"

"ایسے نہیں سمجھاؤ... میں اتنا کمینہ نہیں ہوں کہ اپنی کسی خامی کا جواز مذہب میں تلاش کروں...!"

"بس تو پھر ٹھیک ہے...!"

"پہلے کالے جادو کا مظاہرہ دیکھیں گے۔ اس کے بعد رقص...!"

زرد فام آدمی انھیں جادوگر کے کمرے تک لے گیا تھا۔ یہاں پہلے سے کئی لوگ موجود تھے۔

جادوگر مواکازی بھی سیاہ فام افریقی تھا اور اس وقت شاید پیشگوئیاں ہی کر رہا

"تم نہیں جانتے" وہ آنکھیں بند کیے کہہ رہا تھا "وہ جو تم میں کبھی نہیں آئے۔ آئیں گے۔ تب تم ان سے ایک حیرت انگیز خبر سنو گے... پورے افریقہ میں روشنی پھیل جائے گی اور وہ جو سیاہ فاموں پر ظلم ڈھاتے رہے ہیں انہیں ان کی زمین پر ان کے آسمان کے نیچے غلام بنائے رکھا ہے وہ منہ کے بل گر پڑیں گے۔ تب پھر تم ان پر رحم نہ کرنا۔ انکی فریاد مت سننا... ان کے لہو سے اپنے کھیتوں کو ضرور سینچنا...!"

جیسن نے رومال سے چہرے کا پسینہ خشک کیا اور سوما کی طرف دیکھنے لگا۔

وہ اسے آنکھ مار کر مسکرایا اور پھر جادوگر کی طرف متوجہ ہو گیا۔

اتنے میں ایک آدمی ان کے قریب آ کر آہستہ سے بولا "میرے ساتھ آئیے"

وہ انھیں دوسرے کمرے میں لے گیا تھا۔

"محض تفریح یا کوئی خاص ضرورت" اس نے سوما سے سوال کیا

"ضرورت کیا ہو گی... تفریح ہی سمجھو۔ میں اپنے دوست کو کالا جادو دکھانا چاہتا ہوں...!"

"ہماری مرضی پر منحصر ہو گا یا آپ کوئی تجویز پیش کریں گے"!

"ٹھہرو... پوچھ کر بتاتا ہوں" سوما نے کہا اور جیسن سے پوچھا "کیا دیکھنا چاہتے ہو...!"

"میں صرف یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت میرا باس کیا کر رہا ہے"!

سوما اس آدمی کو سواحلی میں بتانے لگا تھا کہ اس کا دوست کیا چاہتا ہے۔

"اس کیلئے چالیس شلنگ ہوں گے..."!

سوما نے رقم جیب سے نکال کر اس کے ہاتھ پر رکھ دی...!

"اچھا۔ آپ دونوں یہیں تشریف رکھیے..." اٹھ کر وہ کمرے سے چلا گیا۔

جیسن نے معنی خیز نظروں سے سوما کی طرف دیکھا تھا۔ سوما اپنے شانے سکوڑ کر رہ گیا۔

تھوڑی ہی دیر بعد وہ آدمی واپس آیا۔ اور ان سے اسی کمرے میں چلنے کو کہا جہاں کچھ دیر پہلے وہ مواکازی کی پیشگوئیاں کرتے سن چکے تھے...!

اس نے ان دونوں کو تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا "اگر تمہارا باس سویا ہوا نہیں ہے تو تم اس کی آواز بھی سن سکو گے۔ لیکن اس کیلئے تمہیں یہ بتانا پڑے گا کہ اس وقت تمہارا باس کہاں موجود ہے...؟"

"کلیمنجارو ہوٹل۔ کمرہ نمبر ناٹوے" جیسن نے بڑے ادب سے کہا۔ جادوگر مواکازی انگلش ہی میں گفتگو کر رہا تھا۔

اس وقت کمرے میں صرف یہی تینوں تھے۔ مواکازی نے آنکھیں بند کر لیں۔ کچھ لایعنی سے الفاظ اس کی زبان سے نکلے تھے اور کمرے کی فضا پر عجیب سا

سناٹا مسلط ہو گیا تھا ۔۔۔!

دفعتہً جیمسن نے ظفر الملک کی آواز سنی ۔۔ پھر لیلیٰ کی آواز آئی ۔۔۔ وہ ظفر سے بیڈ روم میں آنے کو کہہ رہی تھی ۔ ظفر نے "ڈیوٹی" پر مجبور ہونے کا حوالہ دیا تھا ۔ لیلیٰ ڈیوٹی کو گالیاں دینے لگی ۔۔! اور اس کے بعد پھر سناٹا چھا گیا ۔ مواکازی نے آنکھیں کھولدیں اور بولا "اپنے باس کی خبر لو ۔ ورنہ وہ سفید فام کتیا اُسے غرق کر دے گی ۔"

"واقعی آپ باکمال ہیں جناب عالی ۔۔۔" جیمسن تھرائی ہوئی آواز میں بولا ۔

"بس اب جاؤ ۔۔" مواکازی نے ہاتھ اُٹھا کر کہا ۔!

وہ اُس کے کمرے سے نکل آئے ۔ جیمسن اُلجھن میں پڑ گیا تھا ۔ صد فی صد اُنہی دونوں کی آوازیں تھیں ۔!

"میں نے تمہارے باس کی آواز تو سنی نہیں ۔" سوما بولا "لیکن عورت کی آواز ۔"

"عورت کی آواز ۔۔" جیمسن بھی اُسی کے الفاظ دہرا کر رہ گیا ۔

"کیا وہ لیلیٰ کارنڈوبا کی آواز نہیں تھی ۔"

"میری دانست میں اُسی کی آواز تھی ۔ اوہ ۔ کیوں نہ میں فون پر اُس کی تصدیق کر لوں ۔۔!"

"کیا کرو گے ۔ ہو سکتا ہے وہ تمہارے باس پر مہربان ہی ہو گئی ہو ۔۔!"

"کوئی حیرت انگیز واقعہ نہ ہو گا ۔ عورتیں اُس کے پیچھے دوڑتی ہی رہی ہیں ۔ مجھے اُس جگہ لے چلو جہاں سے فون کر سکوں ۔۔!"

ہوٹل ہی کے ایک بوتھ سے اُس نے فون پر ظفر سے گفتگو کی تھی اور سوما کی طرف پلٹ آیا تھا ۔

"کیا رہی ۔۔"

"لفظ بہ لفظ وہی ۔۔۔ کمال ہے ۔۔" جیمسن رومال سے اپنی پیشانی خشک کرتا ہوا بولا ۔ "وہ اُسی کے کمرے میں موجود ہے ۔۔!"

"تب تو مجھے بھی کالے جادو کا قائل ہونا ہی پڑے گا ۔" سوما نے کسی حیرت زدہ بچے کے سے انداز میں کہا ۔

لیکن جیمسن کی اُلجھن بڑھتی رہی تھی ۔ وہ کالے نیلے پیلے کسی قسم کے بھی جادو پر یقین نہیں رکھتا تھا ۔ پھر وہ آوازیں وہاں تک کیسے پہونچی تھیں ۔ کیا وہ اُس مخلوط النسل بد وضع آدمی کے توسط سے خاص طور پر وہاں پہونچائے گئے تھے ۔ کیونکہ وہ اُنھیں مواکازی کے کمرے تک پہونچا دینے کے بعد پھر نہیں دکھائی دیا تھا ۔!

"تم کچھ بجھے بجھے سے نظر آنے لگے ہو ۔" سوما نے اُس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر کہا ۔

"نہیں ۔ ایسی تو کوئی بات نہیں ۔۔!"

"اگر اپنی محرومی پر افسردہ ہو تو مجھے بتاؤ ۔ یہاں لڑکیوں کی کمی نہیں ہے ۔۔ اسی ہوٹل میں بہتر سے بہتر مل جائے گی ۔۔!"

"نہیں بھائی سوما ۔ میری ڈکشنری میں لفظ محرومی کا گذر نہیں ہو سکتا ! بے فکر رہو ۔ چلو میں تمہاری تفریحات میں دل کھول کر حصہ لوں گا ۔ لیکن ٹھہرو ۔۔۔ ذرا میں ایک کال اور کر لوں ۔۔!"

"ضرور ۔۔ ضرور ۔۔۔!"

وہ پھر ٹیلیفون بوتھ میں داخل ہوا ۔۔۔ اور ظفر الملک سے رابطہ قائم کر کے بولا ۔ "کیا خیال ہے ۔۔؟"

"اس مسئلے پر یہاں سے گفتگو نہیں کر سکتا ۔" ظفر کی آواز آئی ۔

"کیا میں واپس آ جاؤں ۔۔!"

"نہیں فکر نہ کرو ۔ تمہیں لفافہ کاؤنٹر پر مل جائے گا ۔ عیش کرو ۔۔!"

"تو آپ صبح کو جائیں گے ۔۔!"

"ہاں ۔ میں جاؤں گا ۔۔!"

"مجھ سے ملے بغیر۔۔۔"

"اگر روانگی سے قبل تم یہاں پہونچ گئے۔ تو ملاقات بھی ہو جائے گی۔۔۔"

"میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔۔۔"

"میں جانتا ہوں کیا کہو گے۔"

"آپ کو یقین ہے۔۔۔"

"کیا تم میرے اندازِ گفتگو سے اندازہ نہیں لگا سکتے۔"

"او کے۔۔۔ یور ہائی نس۔"

ریسیور رکھ کر اُس نے ہونٹ سکوڑے تھے: آنکھیں بھینچی تھیں اور پھر سر ہلاتا ہوا بوتھ سے باہر آگیا تھا۔

"چلو پہلے بال روم میں چلتے ہیں" مسوما نے کہا "شاید تمہیں رقص کے لئے کوئی پارٹنر مل جائے۔ تم بہت اُداس ہو۔"

جیمسن خاموشی سے اسکے ساتھ بال روم میں چلا آیا تھا۔ یہاں بڑی رونق تھی۔ زیادہ تر غیر ملکی جوڑے نظر آرہے تھے۔ مقامی خال خال ہی دکھائی دیئے۔ رقص کی موسیقی جاری تھی۔ اور رقاص فرش پر تھرکتے پھر رہے تھے۔

انھیں کوئی خاص میز نہ مل سکی۔۔۔ البتہ کاؤنٹر کے قریب کئی اسٹول خالی تھے اور یہ کاؤنٹر بار کا تھا۔۔۔ بار کے کاؤنٹر کے قریب وہ تختہ باندھ کر نہیں بیٹھ سکتے تھے وہ دونوں اُدھر بڑھے تھے۔۔۔ مسوما نے جیمسن کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر پوچھا "کیا خیال ہے۔"

"مارٹینی چلے گی۔۔۔" وہ آہستہ سے بولا۔ دفعتاً اُس کی نظر اُسی زرد فام آدمی پر جا ٹھہری تھی جو انھیں مہاکاری کے پاس لے گیا تھا۔ ایک مقامی لڑکی اُس کی ہم رقص تھی۔ دونوں رقص میں مگن تھے۔

مسوما نے بھی جیمسن کی نظروں کا تعاقب کیا تھا۔۔۔ پھر دونوں ساتھ ہی ایک

دوسرے کی طرف متوجہ ہوئے تھے۔

"مجھے وہ آدمی شروع ہی سے کچھ عجیب سا لگتا رہا ہے" مسوما نے کہا۔

"میں نہیں سمجھا۔ تم کیا کہنا چاہتے ہو۔۔۔" جیمسن بولا۔

"وہ صرف لفٹ لینے کے لئے ہمیں اِدھر لے آیا تھا۔"

"لیکن وہ جادوگر فراڈ نہیں ہو سکتا۔" جیمسن نے کہا۔

"ہاں۔ یہ تو ہے۔۔۔ میں نے عورت کی آواز صاف پہچانی تھی۔"

جیمسن نے مسوما کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا "تم اس آدمی کے بارے میں اور کیا سوچ رہے ہو۔"

"اور کیا سوچنا چاہئے۔۔۔" اُس نے بونقوں کی طرح کہا۔

"کچھ نہیں۔۔۔ لو یہ مارٹینی۔۔۔ پیو۔" جیمسن نے گلاس اُس کی طرف کھسکاتے ہوئے کہا۔ بار مین نے دو گلاس کاؤنٹر پر رکھ دیئے تھے۔

پھر شاید اُس زرد فام آدمی نے بھی انہیں دیکھ لیا تھا۔۔۔ مسوما اپنا گلاس اُٹھا ہی رہا تھا کہ اُس کی نظر اُن دونوں پر پڑی۔۔۔

"خدا غارت کرے۔۔۔ وہ پھر اِدھر ہی آرہا ہے۔" مسوما بڑبڑایا۔

زرد فام اپنی ہم رقص سمیت اُن کی جانب کھنچا چلا آیا تھا۔ جیمسن نے خواہ مخواہ دانت نکال دیئے۔ لیکن مسوما کے چہرے پر ناگواری کے آثار تھے۔

"کہو پسند آیا کالا جادو۔" زرد فام نے جیمسن سے پوچھا۔

"بہت زیادہ۔۔۔"

"کیا اُس نے دھوئیں میں کچھ دکھایا تھا۔"

"نہیں۔۔۔ میں نے ایک آدمی کی آواز سننے کی فرمائش کی تھی جو پوری ہو گئی واقعی حیرت انگیز۔۔۔"

"اگر تم اُس آدمی کو دیکھنے کی خواہش کرتے تو وہ تمہیں دھوئیں کے مرغولوں

میں اُسکی شکل دکھاتا۔۔۔ بہتیرے لوگ تو دُور دراز کے مناظر تک اسی طرح دیکھ چکے ہیں۔۔۔"

"اب کیا دکھانا چاہتے ہو۔" مسوما نے خشک لہجے میں پوچھا۔

"کک۔۔۔ کچھ نہیں۔۔۔ میں گائیڈ ہوں۔۔ اگر میری خدمات کی ضرورت ہو تو۔"

"تمہارا دماغ تو نہیں چل گیا ہے" مسوما غرایا "میں مقامی آدمی ہوں! اپنے دوست کو خود ہی سب کچھ دکھادوں گا۔ چلتے پھرتے نظر آؤ۔۔۔"

زردفام کی ہم رقص بُرا سا منہ بناکر فوراً وہاں سے ہٹ گئی تھی۔

"کیا بات ہے مسٹر۔۔۔" زردفام مسوما کو گھورتا ہوا بولا "تم آپے سے باہر کیوں ہوئے ہو۔۔۔"

"جاتا ہے یا ٹھوکر رسید کروں۔۔۔"

"اُوہ۔ نہیں۔۔۔" جیمسن دونوں کے درمیان آتا ہوا بولا "اس کی ضرورت نہیں۔۔ تم جاؤ بھائی۔ کیوں خواہ مخواہ میرے دوست کو غصہ دلاتے ہو۔"

"آدمیت بھی کوئی چیز ہے" زردفام نے جھینپے ہوئے انداز میں کہا اور خود بھی وہاں سے کھسک گیا۔

"دوغلا کتا۔۔۔" مسوما دانت بھینچ کر بڑبڑایا "پھر کوئی چکر چلانا چاہتا تھا تمہیں شاید علم نہ ہو! اس نے کلیمنجارو ہی سے ہمارا تعاقب شروع کر دیا تھا۔"

جیمسن چونک پڑا۔

"ہاں۔ یقین کرو۔۔۔" مسوما سر ہلا کر بولا۔

"تم کیا کہنا چاہتے ہو۔۔۔"

"اُوہ۔ تم نہیں سمجھے میرے بھائی۔ یہ عورتوں کا دلّال معلوم ہوتا ہے۔"

"اچھا۔۔۔" جیمسن طویل سانس لے کر رہ گیا۔

"کیوں؟ کیا میرا رویّہ نامناسب تھا۔۔۔"

"ارے نہیں۔۔۔" جیمسن ہنس کر بولا "بکاؤ مال سے کبھی رغبت نہیں رہی۔"

"تو پھر رقص کے لئے پارٹنر تلاش کئے جاتیں۔۔۔"

"دراصل میں جلد واپس جانا چاہتا ہوں۔۔۔"

"ارے واہ۔۔۔ ابھی تو کوئی خاص تفریح بھی نہیں ہوئی۔۔۔"

"میرا باس خطرے میں ہے۔۔۔"

"میں نہیں سمجھا۔۔۔"

"وہ میرے باس کو کہیں لے جانا چاہتی ہے۔۔۔"

"کیا فون پر اُس نے تمہیں یہی اطلاع دی ہے۔۔۔"

جیمسن نے پُرتفکر انداز میں سر کو مثبت جنبش دی۔ اور ٹھہر ٹھہر کر بولا۔

"دراصل ہمارا ایک کاروباری حریف ہمارے خلاف طرح طرح کی حرکتیں کرتا رہتا ہے۔"

"کیسی حرکتیں۔۔۔"

"مثال کے طور پر میرا باس بزنس ٹور پر آیا ہے۔ کاروباری حریف یہاں بھی ہمارے کاموں میں رخنے ڈال سکتا ہے۔۔۔"

"اُوہ۔۔ تب تو مجھے بھی سوچنا پڑے گا۔۔ خصوصیت سے اس کالے جادو کے بارے میں۔۔" مسوما نے پُرتشویش لہجے میں کہا۔ "وہ دوغلا ہوٹل ہی سے ہمارا پیچھا کرتا رہا تھا۔ اُوہ۔۔۔"

دفعتاً اُس نے خاموش ہو کر سختی سے ہونٹ بھینچ لئے۔

"کوئی خاص نکتہ۔۔۔" جیمسن اُس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔

"یقیناً تمہارے کاروباری حریف کا داؤ چل گیا ہے۔۔۔ ورنہ یہ کالا جادو۔۔۔ میرا خیال ہے کہ تمہارے باس کے کمرے میں الیکٹرونک گجٹس چھپا دیئے گئے ہیں۔ اُنھیں کے توسط سے اُن دونوں کی آوازیں یہاں تک پہنچ رہی ہوں گی۔۔۔"

"ہائی ڈیئر مسوما۔۔۔" جیمسن اُسکے شانے پر ہاتھ مار کر بولا۔ "تم تو جینئس ہو۔۔۔"

"نہیں بھائی۔ کامن سنس کی بات ہے! تمہارے کاروباری حریف نے ہوابازی سے ساز باز کی ہے۔۔۔ یہ زرد فام دوغلا بھی ہر حال میں ہوابازی تک پہونچاتا۔"

"اور وہ عورت کل صبح میرے پاس کومسانی ویلیج لے جائیگی۔۔"

"اوہ۔ جلدی ختم کرو اپنی مارٹینی۔۔" مسوما نے مضطربانہ انداز میں کہا۔

جیمسن نے پھر اُسے حیرت سے دیکھا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ کہیں مسوما بھی تو گڑبڑ آدمی نہیں ہے۔۔! انہوں نے اپنے گلاس خالی کئے تھے۔ اور قیمت ادا کی تھی بال روم سے نکلتے وقت مسوما آہستہ سے بولا۔ "گاڑی میں بیٹھ جانے کے بعد ہم کسی قسم کی گفتگو نہیں کریں گے۔ ہو سکتا ہے کہ اُس نے ولد الحرام نے گاڑی میں بھی کوئی بگ نہ لگا دیا ہو۔ وہ لفٹ لینا ہی چاہتا تھا ورنہ تعاقب تو اُس نے ٹیکسی میں بیٹھ کر کیا تھا۔"

"وہ بھائی مسوما۔ بہت ہوشیار آدمی معلوم ہوتے ہو۔۔!"

"کامن سینس۔ مائی ڈیئر۔۔۔" مسوما ہنس کر بولا۔ "کہیں رُک کر گاڑی کی تلاشی لیں گے۔ پھر آگے بڑھیں گے اور تم اس پر نظر رکھنا کہ ہمارا تعاقب دوبارہ تو نہیں شروع کر دیا گیا۔۔!"

"ضرور۔۔۔ ضرور۔۔!"

وہ گاڑی میں بیٹھ گئے۔ جیمسن پچھلی نشست پر اسی طرح بیٹھا تھا کہ عقب میں نظر رکھ سکے۔۔ اُس نے زرد فام آدمی کو بھی ہوٹل سے برآمد ہوتے دیکھا۔ مگر ٹیکسی ساتھ نہیں تھی۔ گاڑی اسٹارٹ ہو کر آگے بڑھی۔

زرد فام نے ایک موٹر سائیکل سنبھالی تھی۔۔۔ جیمسن خاموشی سے دیکھتا رہا۔۔ مسوما نے بھی کچھ نہیں پوچھا تھا۔ کار تیزی سے راستے طے کرتی رہی۔۔۔ جیمسن کو اندازہ تھا کہ مسوما عقب نما آئینے میں اُس موٹر سائیکل کو ضرور دیکھ رہا ہوگا۔۔۔ وہ شہر کے روشن حصوں سے گذر رہے تھے۔۔!

دفعتہً ایک عمارت کے سامنے مسوما نے گاڑی روک دی۔ اور موٹر سائیکل آگے

نکلتی چلی گئی۔ مسوما جیمسن کو گاڑی سے اترنے کا اشارہ کرتا ہوا خود بھی اُتر گیا۔

پھر وہ دونوں گاڑی سے خاصے فاصلے پر جا کھڑے ہوئے تھے۔۔۔

"تم نے دیکھا۔۔ وہی سُور تھا۔۔" مسوما آہستہ سے بولا۔

"پتا نہیں کیا چکر ہے۔۔" جیمسن بڑبڑا کر رہ گیا۔

"آؤ۔۔" وہ عمارت کی طرف بڑھتا ہوا بولا۔ کال بیل کا بٹن دبا کر دروازہ کھلنے کا انتظار کرتا رہا تھا۔

کسی نے دروازہ کھولا۔ روشنی اُن دونوں پر پڑی۔ دروازہ کھولنے والی ایک بھاری بھرکم نیگرو عورت تھی۔ مسوما کو دیکھ کر اُس نے احتراماً خم ہونے کی کوشش کی تھی۔

وہ دونوں اندر داخل ہوئے۔ مسوما نے سواحلی میں اُس سے کچھ پوچھا تھا۔ اور اُس سے جواب پاکر آگے بڑھتا چلا گیا تھا۔ جیمسن خاموشی سے اُس کا ساتھ دیتا رہا۔

ایک کمرے میں داخل ہو کر مسوما نے فون کا ریسیور اُٹھایا اور صرف ایک نمبر ڈائیل کر کے ماؤتھ پیس میں بولا "گاڑی باہر کھڑی ہوئی ہے۔ اُسے گیراج میں لے جا کر تلاشی لو۔ الیکٹرانک بگ دریافت کرنا ہے۔ نہایت خاموشی سے تلاش کرو۔ مل جائے تو خاموشی ہی سے میرے پاس لاؤ۔۔!"

ریسیور رکھ کر وہ جیمسن کی طرف مڑا۔۔۔ جیمسن اُسے عجیب نظروں سے دیکھے جا رہا تھا۔

"کیا بات ہے۔۔۔" مسوما نے مسکرا کر پوچھا۔

"بیحد پُر اسرار لگ رہے ہو۔۔!"

مسوما نے منہ اوپر اُٹھا کر زور سے قہقہہ لگایا۔ جیمسن نے کہا "میری سمجھ میں نہیں آتا کہ تمہیں کس خانے میں فٹ کروں۔۔!"

"خود ہی فیصلہ کرو۔۔!"

"تمہی نے اس زردفام دوغلے پر نئے زاویئے سے روشنی ڈالی تھی۔"

"اگر یہ محسوس نہ کرتا کہ وہ شروع ہی سے ہمارے پیچھے لگا رہا تھا تو کبھی اپنی زبان نہ کھولتا۔"

"تو کبھی اپنی زبان نہ کھولتا کا مطلب سمجھاؤ۔"

"دشواری میں ڈال دیا تم نے۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ اصل معاملے سے پوری طرح آگاہ نہیں ہو۔"

"کیوں اُلجھاتے چلے جا رہے ہو۔"

"لیلی کارڈوبا وہ نہیں ہے جو تم سمجھ رہے ہو۔"

"مزید اُلجھاؤ۔"

"اس عورت نے لیلی کارڈوبا کی جگہ لی ہے۔ اصل عورت غائب کر دی گئی۔"

"تو اس کا یہ مطلب ہوا کہ تم دیدہ و دانستہ مجھ سے مل بیٹھے تھے۔"

"میں صرف اس آدمی سے مل بیٹھا تھا جسے وہ اپنی طرف متوجہ کر رہی تھی۔ اب تم سے یہ معلوم ہوا ہے کہ وہ تمہارے باس کو سان دیمیج لے جانا چاہتی ہے۔ جس کا ہمارے پروگرام سے کوئی تعلق نہیں۔"

"ایک بات بھی تو میری سمجھ میں نہیں آئی۔"

"اس سے زیادہ کچھ نہیں کہہ سکتا کہ اپنے باس کو اُن کے ساتھ سان دیمیج جانے دو۔ ہم اُن پر نظر رکھیں گے۔ اپنے مزید اطمینان کے لیے یہ دیکھ لو۔"

اُس نے کوٹ کی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک کارڈ نکالا اور اس کی طرف بڑھا دیا۔ کارڈ پر بہت واضح تحریر میں "Z-X" چھپا ہوا تھا۔

جیمسن کا منہ حیرت سے کھل گیا۔ یہ ایجنسی ٹو کے بیرونی ایجنٹوں کا شناختی کارڈ تھا۔

"اب اگر تم اس کے جواب میں صحیح الفاظ ادا نہ کر سکے تو میں تمہیں یہیں دفن کرا دوں گا۔" موسو نے کہا۔ ساتھ ہی اُس کی جیب سے پستول بھی نکل آیا تھا جس کا رخ جیمسن ہی

کی طرف تھا۔

"ہم نے اُسے آج تک نہیں دیکھا۔" جیمسن مسکرا کر بولا۔

"ٹھیک ہے۔" موسو نے آہستہ سے کہا اور ریوالور کو دوبارہ جیب میں ڈالتا ہوا بولا۔ "اپنے رویے پر معافی کا خواستگار ہوں۔"

جیمسن ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ لیکن وہ اب بھی موسو ہی کو دیکھے جا رہا تھا۔۔

تھوڑی دیر بعد اُس نے کہا۔ "بات ابھی تک واضح نہیں ہو سکی۔"

"کیا سمجھنا چاہتے ہو۔"

"لیلی کارڈوبا حقیقتاً وہ عورت نہیں ہے! جس سے مجھکو ملنا تھا وہ پہلے ہی غائب کر دی گئی۔۔۔ لیکن دوسری عورت کو یہ کیسے معلوم ہوا کہ اُسے کیا کہنا ہے اور تم سے کیا سننا ہے۔"

"سمجھنے کی بات ہے۔" موسو سر ہلا کر بولا۔ "انہوں نے اُسے قابو میں کیا اور سب کچھ معلوم کر لیا۔"

"اگر پہلی عورت یعنی حقیقی لیلی کارڈوبا تمہاری متعین کردہ تھی تو تم نے اُس پر نظر بھی رکھی ہو گی۔"

"رکھی تھی! لیکن بالآخر ہمارے آدمی دھوکا کھا گئے۔۔۔ اس لیے ہم نے اُس کا سراغ کھو دیا۔ ہم نہیں جانتے کہ وہ اب کہاں ہے۔"

"دوسری بات۔" جیمسن آنکھیں بند کر کے ناک بھوں پر زور دیتا ہوا بولا۔ "آخر پھر یہ موسو کاری جادوگر کھل کر کیسے سامنے آ گیا۔۔۔ کیا وہ ہمیں اتنا ہی احمق سمجھتے ہیں کہ ہم کالے جادو کے چکر میں آ جائیں گے۔۔۔ میں نے اپنے ساتھی سے فون پر گفتگو کر کے اندازہ لگایا تھا کہ اُس نے اپنے کمرے میں الیکٹرونک بگس دریافت کیے ہیں۔"

"اوہ۔" موسو کے ہونٹ سکڑ کر رہ گئے۔

جیمسن اُس کی آنکھوں میں دیکھے جا رہا تھا۔

"تمہیں یقین ہے کہ اُس نے الیکٹرونک مجس دریافت کر لئے ہیں۔۔۔!"

"اُس کے انداز گفتگو سے میں نے یہی اندازہ لگایا ہے۔ بہرحال ہمیں اب یہ سوچنا ہے کہ ہوا کاری سے اُسکی آواز سُنوانے کی حماقت کیسے سرزد ہوئی۔ اِس طرح تو اُس نے ہمیں ہوشیار کر دیا ہے۔۔!"

"نہیں۔ کہیں کوئی پیچ ضرور ہے۔" سوما سر ہلا کر بولا۔

دفعۃً فون کی گھنٹی بجی۔۔۔ سوما نے ہاتھ بڑھا کر ریسیور اُٹھا لیا۔ سُنتا رہا پھر بولا۔۔۔ "اُسے بیکار کر دو۔۔۔! اوہ۔۔۔ جلدی کرو۔۔۔!"

جیمسن نے محسوس کیا جیسے سوما اچانک بوڑھا ہو گیا ہو! ریسیور رکھ کر اُس نے جیمسن کی طرف دیکھا اور خشک ہونٹوں پر زبان پھیری۔

"کیا بات ہے۔۔۔!"

"بم۔۔۔!" وہ ہانپتا ہوا بولا "ریڈیائی لہروں سے پھٹنے والا بم۔۔۔!"

"گاڑی میں۔۔۔!"

سوما نے سر کو مثبت جنبش دی اور جیب سے رومال نکال کر چہرے کا پسینہ خشک کرنے لگا۔ فون کی گھنٹی پھر بجی۔ اُس نے ریسیور اُٹھایا۔

"ہیلو۔۔۔ اچھا۔۔۔ جلدی کرو۔۔۔ پتا نہیں۔۔۔ میں نہیں جانتا۔۔۔!"

ریسیور رکھ کر اُس نے جیمسن سے کہا۔ "میرے آدمی نہیں جانتے اُسے کس طرح بیکار کیا جا سکے گا۔ لہٰذا ہمیں یہ عمارت فوراً چھوڑ دینی چاہیئے۔۔۔ وہ اِس کا خطرہ بھی مول نہیں لے سکتے کہ اُسے گاڑی ہی میں رکھ کر کہیں اور چھوڑ آئیں۔ لہٰذا جتنی جلد ممکن ہو یہاں سے نکل چلو۔۔۔!"

جیمسن اُٹھ گیا اور وہ پھر سڑک پر نکل آئے۔

"عمارت کے دوسرے لوگ۔۔۔!" جیمسن نے سوال کیا۔

"فکر نہ کرو۔ وہ سب نکل جائیں گے۔۔۔!"

اِس عمارت کے آس پاس کوئی دوسری عمارت نہیں تھی۔ اور یہ حصّہ نیم روشن سا تھا۔۔۔!

"جتنا تیز چل سکتے ہو چلو۔۔۔!" سوما نے کہا۔ "اِدھر تو ٹیکسی بھی نہیں ملے گی۔۔!"

قریباً دس منٹ تک وہ یکساں رفتار سے چلتے رہے تھے۔ اور اس دوران میں اُنہوں نے کوئی دھماکہ نہیں سُنا تھا۔ سوما نے رفتار کم کر دی اور ہانپتا ہوا بولا۔ "ہم لوگوں نے اپنی کوششوں سے واقعی یہ رات یادگار بنا دی ہے۔۔!"

"اب سمجھ میں آئی ہے بات۔۔۔!" جیمسن بولا۔

"کونسی بات۔۔۔!"

"ہوا کاری والی۔ اُسے یقین تھا کہ ہم اُسکی سازش کا شکار ہو جائیں گے۔ یعنی گیلی کو اُسکے کالے جادو سے آگاہ کر دینے سے قبل ہی مر جائیں گے۔ ظاہر ہے کہ جادو کے مظاہرے کے بعد فوراً ہی ہمیں کلیمنجارو کی طرف روانہ ہو جانا چاہیئے تھا۔ ہو سکتا ہے میرے ساتھی کی آواز اسی لئے سُنوائی گئی ہو کہ ہم فوراً روانہ ہو جائیں۔ یہ دیکھنے کیلئے کہ کہیں میرے ساتھی کے کمرے میں الیکٹرانک مجس تو موجود نہیں ہیں۔"

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔۔۔!"

"اب کیا خیال ہے۔۔۔!"

"وہ ہمیں مار ڈالنا چاہتے ہیں! تمہارے ساتھی کی زندگی بھی خطرے میں ہے۔"

"تو پھر کیا کریں۔ کہاں سے ٹیکسی ملے گی۔ یہاں تو دُور تک ویرانہ ہی ویرانہ ہے۔"

سوما کچھ نہ بولا۔ جیمسن نے کہا۔ "کہیں سے فون ہی کر سکتے۔۔!"

◆

الیکٹرانک بگ سے دریافت کر لینے کے بعد ظفر الملک نے جیمسن کی ایک اور کال ریسیو کی تھی۔ اور اشاروں میں اُسے بتانے کی کوشش کی تھی کہ اُس کا اندیشہ درست ہے۔!

اُس کے بعد پھر جیمسن کی کوئی کال نہیں آئی تھی۔ اور وہ مضطربانہ انداز میں ٹہلتا رہا تھا۔!

فون کی گھنٹی بجی۔ اُس نے جھپٹ کر ریسیور اُٹھایا۔ لیکن دوسری طرف سے لیلی کارڈووا کی آواز آئی۔!

"میں بہت پریشان ہوں۔ اب کیا ہوگا۔۔"!

"میں کیا بتاؤں۔۔" ظفر بولا۔

"کاغذات کے بغیر کیا کرسکوں گی۔۔"!

"اسی لیے تو میں نے مشورہ دیا تھا کہ ہوٹل کی انتظامیہ کو اس واقعے سے آگاہ کردو۔"

"میں تمہیں کیا بتاؤں کہ اس میں کیا دشواریاں ہیں۔۔"!

"میں اس مسئلے پر مزید گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ کیا تمہارے کمرے میں آجاؤں۔"

"جتنی جلد ممکن ہو۔۔"! دوسری طرف سے کہہ کر سلسلہ منقطع کردیا گیا۔ ظفر الملک اپنے کمرے سے نکل آیا۔

دروازے پر دستک دیئے بغیر اُس نے ہینڈل گھمایا تھا اور دروازہ کھل گیا تھا۔ لیلی سامنے ہی بیٹھی ہوئی دکھائی دی۔ بہت نڈھال نظر آرہی تھی۔ اُسے دیکھ کر اُٹھتی ہوئی بولی "مجھے کمرے ہی میں رُک کر اُس نامعلوم آدمی کی دوسری کال کا انتظار کرنا تھا۔"!

"جو نہیں ہوسکا اُس کے بارے میں سوچنا ہی فضول ہے۔"!

"لیکن اب کیا کروں۔۔"!

"آخر ہوٹل کی انتظامیہ کو مطلع کردینے میں کیا حرج ہے! اس طرح یہ بات کم از کم ریکارڈ میں تو آجائے گی۔ اور تم وقتِ ضرورت اس کا حوالہ دے سکو گی۔"

"میں کیا کروں۔ کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔۔"!

"اپنے سربراہ کو کس طرح مطلع کروگی۔۔"!

"اس سلسلے میں کوئی ہدایت نہیں ملی۔۔"!

"اس کا یہ مطلب ہوا کہ آنکھیں بند کر کے جھونکا گیا ہے تمہیں۔۔"!

وہ چند لمحے ظفر کو غور سے دیکھتی رہی پھر بولی "تم بھی اپنے سربراہ کو ان حالات سے آگاہ کردو۔۔"!

"ایک منٹ۔۔۔" ظفر ہاتھ اُٹھا کر بولا "میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں۔"

"کیا مطلب۔۔"؟

"مجھے بھی اس سلسلے میں کوئی ہدایت نہیں ملی۔۔"!

وہ عجیب سے انداز میں ہنس پڑی۔ اور ظفر اپنی گردن سہلاتا ہوا بولا "ایسے حالات میں شاید ہمیں اپنی عقل استعمال کرنی چاہیے۔"

"میری عقل قابلِ استعمال نہیں رہی۔۔"!

"کیا صبح ہوتے ہی ہم مساؤ دلیچ کی طرف روانہ ہوجائیں گے"!

"میں کچھ نہیں جانتی جیسا تمہارا دل چاہے۔۔"!

ٹھیک اُسی وقت فون کی گھنٹی بجی۔ لیلی نے لپک کر ریسیور اُٹھالیا۔ دوسری طرف کی بات سنتی رہی اور پھر ماؤتھ پیس پر ہاتھ رکھ کر ظفر سے سرگوشی کی۔

"وہی ہے۔۔"!

"کیا کہہ رہا ہے۔۔"!

"شیر والے مسئلے پر بات کرنا چاہتا ہے۔"

"اُسے یہاں بلالو۔ میں باتھ روم میں چلا جاؤں گا۔"

"ڈر لگتا ہے۔۔"

"پرواہ مت کرو۔ میں تو موجود ہی ہوں۔۔"

"اچھی بات ہے۔۔" اُس نے کہا اور ماؤتھ پیس میں بولی۔ "یہاں میرے کمر میں آجاؤ۔۔۔ اُوہ۔۔۔" میں سوچ میں پڑ گئی تھی کہ مجھے کیا کرنا چاہیے۔۔ "اچھا۔۔"

وہ ریسیور رکھ کر تیزی سے ظفر کے قریب پہنچی اور بولی۔ "پانچ منٹ کے اندر یہاں پہنچ جائے گا۔۔"

"کیا اپنے قول کے مطابق شیر کو یہیں لا رہا ہے۔۔"

"نہیں اس بار اتنا ہی کہا ہے کہ شیر کے بارے میں گفتگو کرے گا۔۔"

"دروازہ مقفل کر دو۔۔"

"کیوں؟ کیوں؟" وہ خوفزدہ انداز میں بولی۔

"اوہ۔۔ تاکہ جتنی دیر میں تم دروازہ کھولو۔ میں اپنے چھپنے کا انتظام کرلوں"

"تم۔ میں بھی شاید کچھ اور۔۔؟"

"کچھ اور کیا کر سکوں گا۔" ظفر نے اُسے ٹٹولنے والی نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"میں کچھ نہیں جانتی۔۔ میری سمجھ میں کچھ بھی نہیں آرہا۔۔"

"لیکن اسے شبہ بھی نہ ہونا چاہیے کہ کوئی تیسرا ابھی موجود ہے۔"

"کیسے شبہ ہو سکتا ہے۔۔ تم تو باتھ رُوم میں۔۔"

"ضرور شبہ ہو جائے گا۔ اگر تم اُس سے باتیں کرتے وقت نظریں چرا چرا کر باتھ رُوم کی طرف دیکھتی رہیں۔۔"

"میں کیوں دیکھوں گی۔"

"اس لئے کہ اِن معاملات میں بالکل اناڑی ہو۔۔۔"

"اب تم نے توجہ دلا دی ہے تو احتیاط برتوں گی۔۔"

"بہتر ہوگا کہ تم اپنی پشت باتھ روم ہی کی طرف رکھو۔۔"

"میں ایسا ہی کروں گی۔۔"

"دوسری بات۔۔۔ اگر اُس نے تمہیں کہیں اور لے جانا چاہا تو۔۔؟"

"تو۔۔ تو۔۔ ہاں بتاؤ۔۔ پھر میں کیا کروں گی۔۔"

"خدا کی پناہ۔۔ کیا کیا بتاؤں۔۔"

"سنو۔۔" وہ خوش ہو کر بولی۔ "کیوں نہ اُسے دیکھ کر بیہوش بن جاؤں۔۔"

"اس سے بڑی بیوقوفی شاید پھر کبھی سرزد نہ ہو سکے تم سے۔۔"

"پھر بتاؤ۔ کیا کروں گی۔۔"

"چلی جانا اُس کے ساتھ۔۔"

"یہ کیا بات ہوئی۔ پتا نہیں کہاں لے جائے۔۔"

"میں تمہارے پیچھے پیچھے آؤں گا۔۔ فکر نہ کرو۔۔"

"نہیں۔ میں اس قسم کا کوئی خطرہ مول نہیں لے سکتی۔۔"

دفعتہً کسی نے دروازے پر دستک دی۔۔ اور ظفر تیزی سے باتھ روم کی طرف بڑھ گیا۔ دروازہ کھول کر بہ آہستگی اندر داخل ہوا۔۔ اور پھر بند کر کے چٹخنی چڑھا دی۔ اُس نے بھاری قدموں کی چاپ سنی تھی۔ دروازہ بند ہوا تھا۔ اور کسی نے کہا تھا "کیا تم اس وقت بھی نشے میں ہو۔"

"غاؤں۔۔" سلمٰی کی آواز آئی۔ "میں ڈنمارک کی شہزادی ہوں۔۔ مچھلیاں مجھے وہسکی پلاتی ہیں۔۔ تم کاؤن ہو۔۔"

"واقعی بہت زیادہ پی گئی ہو۔۔ میں تمہارے لئے کیا کروں۔۔"

"تم میرے لئے شلجم کی کاشت کرو۔۔"

"فون پر گفتگو کرتے وقت تو نشے میں نہیں تھیں۔۔"

"فون۔۔ کیسا فون۔۔ کس کا فون۔۔"

"اچھا۔۔ اچھا۔۔۔ میں جا رہا ہوں۔ سمجھ بات ہو گئی۔۔"

"کیوں آئے تھے۔۔۔ کیوں جا رہے ہو۔۔۔ صبح تو کبھی نہیں ہو گی۔۔۔ یہ تمہارا بڑا اعظم ہے۔۔۔"

"ٹھیک ہے۔۔ ٹھیک ہے۔۔۔"

پھر بھاری قدموں کی آواز آئی تھی اور دروازہ آواز کے ساتھ بند ہوا تھا۔ ظفر جوں کا توں کھڑا رہا۔ پھر باتھ روم کے دروازے پر ہلکی سی دستک سنی۔ لیلیٰ آہستہ آہستہ کہہ رہی تھی۔ "کہو کیسی رہی۔۔ بھگا دیا نا آخر۔۔۔ صبح تک کچھ نہ کچھ سوچ ہی لیں گے۔۔"

ظفر نے دروازہ کھولا۔ اور باتھ روم سے نکل ہی رہا تھا کہ وہ تینوں سامنے آ گئے۔ تینوں کے ہاتھوں میں سائیلینسر لگے ہوئے پستول تھے۔ ظفر نے بوکھلا کر لیلیٰ کی طرف دیکھا اور وہ آنکھ مار کر بولی۔ "کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے۔۔۔"

"کیا ہوتا ہے۔۔" ظفر نے جی کڑا کر کے آنکھیں نکالیں۔

"خاموش رہو! یا اپنی آواز اتنی بلند نہ ہونے دو کہ باہر سے سنی جا سکے۔" اُن تینوں میں سے ایک بولا۔

"ٹھیک ہے۔۔ میں آہستہ بولوں گا۔۔ یہ مجھے یہاں لائی تھی۔ میں نہیں جانتا تھا کہ اس ہوٹل کی طوائفیں اس طرح لوٹ لیتی ہیں۔۔" ظفر نے کہا۔

"باتھ روم میں کیا کر رہے تھے۔" لیلیٰ ہنس کر بولی۔

"باتھ روم میں کیا کیا جاتا ہے۔۔" ظفر نے شیر ہونے کی کوشش کی۔

"تمہارا ساتھی کہاں ہے۔۔" اُسی آدمی نے سوال کیا۔

"میں نہیں جانتا۔ تفریحاً کسی طرف نکل گیا ہو گا۔۔۔"

ظفر سے پوچھ گچھ کرنے والا سفید فام تھا۔ اور اُس کے دونوں ساتھی مقامی تھے اور اُنھوں نے اسی ہوٹل کے ملازمین کی سی وردیاں پہن رکھی تھیں۔۔۔

دفعتہً مقامی آدمیوں میں سے ایک ظفر کے پیچھے آ کھڑا ہوا۔ اور سامنے سے گفتگو کرنے والے نے کہا۔ "اپنے ہاتھ اوپر اُٹھاؤ۔۔۔"

"آخر کیوں۔۔۔" ظفر نے ہاتھ اُٹھاتے ہوئے کہا۔ اور اُس کے پیچھے کھڑے ہوئے سیاہ فام آدمی نے اپنے پستول کا دستہ پوری قوت سے ظفر کی گردن پر رسید کر دیا۔۔۔ آنکھوں میں تارے ناچ گئے تھے۔۔۔ اور پھر اندھیرا۔ کسی شہتیر کی طرح منہ کے بل فرش پر گرا۔ اور بے حس و حرکت ہو گیا۔

سفید فام آدمی نے پستول جیب میں ڈال لیا اور میز پر رکھے ہوئے ہینڈ بیگ کو کھول کر ہائپوڈرمک سرنج نکالی۔

ذرا ہی دیر بعد وہ کسی قسم کا سیال ظفر الملک کے بازو میں انجیکٹ کر رہا تھا۔

دونوں سیاہ فام آدمی اس دوران میں کمرے سے چلے گئے تھے۔۔۔

لیلیٰ نے سفید فام آدمی سے پوچھا۔ "اب کیا کرو گے۔۔؟"

"اپنے کام سے کام رکھو۔۔" سفید فام نے بہت بُرے لہجے میں کہا۔

"کک۔۔ کیا۔۔ مطلب۔۔۔"

"خاموش رہو۔ تمہیں اس سے کیا کہ اب کیا ہو گا۔۔۔"

دروازے کا ہینڈل گھوما تھا اور وہ دونوں اُسی کی طرف متوجہ ہو گئے تھے دونوں سیاہ فام آدمی پھر دکھائی دیئے۔ وہ ایک صندوق نما بڑی سی ٹرالی لائے تھے جس پر واضح حروف میں "لانڈری" لکھا ہوا تھا۔

ظفر الملک کو فرش سے اُٹھا کر اُسی ٹرالی میں ڈال دیا گیا اور اُس کے اوپر میلے کپڑوں کا ڈھیر تھا۔ پھر وہ ٹرالی کو دھکیلتے ہوئے راہداری میں نکال لے گئے۔

"میرا خیال ہے کہ صبر کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں ہے۔" سوما نے جیمسن سے کہا۔

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا مسائی کے پہنچ جانے کا۔۔۔" جیمسن بولا۔

"یہ کس بنا پر کہہ رہے ہو۔۔۔"

"مسائی وہ پہنچ جاتے تو مجھے کاؤنٹر سے اپنے لئے ایک لفافے کی اطلاع خود ملتی۔ اگر کمرے کی کنجی کاؤنٹر پہ جمع کرائی تھی تو لفافہ کہاں گیا۔۔۔"

یہ دونوں اس وقت زنجبار گیسٹ ہاؤز کے ایک کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ سوما نے جیمسن کو کلیمنجارو ہوٹل کی طرف نہیں جانے دیا تھا۔ گیسٹ ہاؤز ہی سے فون پر ظفر الملک کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی جاتی رہی تھی۔ ظفر الملک کے کمرے سے جواب نہ ملنے پر جیمسن نے کاؤنٹر سے پوچھ گچھ کی تھی اُس کے مطابق کمرہ نمبر نناوے کی کنجی کاؤنٹر کلرک کی تحویل میں تھی۔ جس کا یہی مطلب ہو سکتا تھا کہ ظفر ہوٹل میں موجود نہیں ہے۔ لیکن اُس نے کوئی لفافہ اسکی تحویل میں نہیں دیا تھا۔

"لیلی کے کمرے کا نمبر شاید ایک سو تین ہے۔" جیمسن نے سوما سے پوچھا

"ہاں۔ یہی نمبر ہے۔۔۔"

"لہٰذا دیکھنا چاہیے کہ وہ بھی کمرے میں موجود ہے یا نہیں۔۔۔"

"اُسے مت چھیڑو۔۔۔ اُس کی نقل و حرکت کی اطلاع مجھے مل جائے گی۔ اور یقین کرو کہ اگر تمہارا باس بھی ہوٹل سے نکل کر کہیں گیا ہوتا تو مجھے اطلاع مل جاتی پچھلی رات کو وہ دونوں ہوٹل سے نکل کر سڑک تک ضرور آئے تھے۔ لیکن پھر ہوٹل ہی میں واپس چلے گئے تھے۔ چلو ایک بار پھر اُن دونوں کے بارے میں اپنے آدمیوں سے رپورٹ لیتا ہوں۔۔۔"

"تمہارے آدمی ناکارہ معلوم ہوتے ہیں۔" جیمسن نے برا سا منہ بنا کر کہا

"انہیں حقیقی لیلی کارڈوبا کے غائب ہو جانے کا علم کب ہو سکا تھا۔"

"اُس وقت وہ معاملے کی نوعیت سے پوری طرح آگاہ نہیں تھے۔ اب ہوشیار ہو گئے ہیں۔ اُنکی کارکردگی پر شُبہ مت کرو۔۔۔"

جیمسن کچھ نہ بولا۔ سوما نے فون پر کسی کے نمبر ڈائیل کئے تھے اور سواحلی میں گفتگو کرنے لگا تھا۔ تھوڑی دیر بعد ریسیور کریڈل پہ رکھ کر طویل سانس لی اور جیمسن سے بولا۔ "اُن دونوں میں سے کوئی بھی ہوٹل سے باہر نہیں نکلا تھا۔ میرا خیال ہے کہ اب تم اُس عورت سے فون پر گفتگو کر ہی لو۔۔۔"

"اب کیوں اس پر آمادہ ہو گئے ہو۔۔۔"

"اُس سے گفتگو ضروری ہے ورنہ وہ سمجھے گی کہ تم ہوشیار ہو گئے ہو۔"

"یہی چیز میرے ذہن میں بھی تھی لیکن اگر وہاں سے بھی جواب نہ ملا تو پھر کیا کرو گے۔"

"مجبوراً بذریعہ پولیس تمہارے باس کا کمرہ کھلوانا پڑے گا۔۔۔ لیکن اس طرح ہم کھل کر سامنے آجائیں گے۔ یہی میں نہیں چاہتا۔۔۔"

"خیر۔ میں دیکھتا ہوں۔۔۔"

جیمسن نے کلیمنجارو کے ایکسچینج کے نمبر ڈائیل کئے اور کمرہ نمبر ایک سو تین سے لنک کرنے کو کہا۔ دوسری طرف سے لیلی کی آواز سنائی دی تھی۔

"ہلو۔۔۔ کون ہے۔۔۔؟"

"بنالولو۔۔۔ والی ڈاڑھی۔۔۔"

"کیا اپنے کمرے سے بول رہے ہو۔۔۔"

"نہیں۔۔۔ باہر سے۔۔۔ کلیمنجارو سے خاصا دور ہوں۔۔۔"

"تمہارا باس جواب نہیں دے رہا۔ کئی بار دروازہ پیٹ چکی ہوں۔ طے شدہ پروگرام کے مطابق ہمیں کہیں جانا تھا۔۔۔"

"جواب مجھے بھی نہیں مل رہا۔ اسی لئے تمہیں رنگ کیا ہے۔۔۔"

"فوراً یہاں پہنچو۔۔۔ پتا نہیں کیا بات ہے۔۔۔"

،،اس قسم کے احکامات میرا باس ہی دے سکتا ہے۔ اُس کا حکم ہے کہ اُس سے دُور رہوں۔ صرف فون پر رابطہ رکھ سکتا ہوں۔۔!،،

،،تم ہو کہاں۔۔؟،،

،،یہ بھی کسی تیسرے کو نہیں بتا سکتا۔۔!،،

،،سنو! مجھے اُسکی طرف سے بہت زیادہ تشویش ہو گئی ہے۔ پچھلی رات اُس نے ضرورت سے زیادہ پی لی تھی۔۔۔ ایسے حالات میں کبھی کبھی بے خبری ہی میں ہارٹ فیلیور ہو جاتا ہے۔۔!،،

،،ہارٹ فیلیور ہو جانے کی صورت میں میرا باس کمرے کی کنجی کاؤنٹر کلرک کے حوالے کیسے کرتا۔۔!،،

،،کیا کہہ رہے ہو۔۔!،،

،،کنجی کاؤنٹر کلرک کی تحویل میں ہے۔۔!،،

،،اوہ۔ تو پھر اسکا یہ مطلب ہوا کہ وہ مجھے بتائے بغیر کہیں چلا گیا۔۔،،

،،صبح ہونے سے پہلے ہی۔۔!،، جیمسن نے سوال کیا۔

،،میں کیا بتاؤں۔۔؟،،

،،کنجی رات کی ڈیوٹی والے کلرک نے وصول کی تھی۔۔!،،

،،انہونی بات سُنا رہے ہو۔ اُس نے مجھ سے کہیں اور جانے کا وعدہ کیا تھا۔،،

،،تنہا ہی نہ چلا گیا ہو۔۔!،،

،،ناممکن۔ قطعی ناممکن۔۔۔ تنہا وہ کیا کر سکے گا۔۔!،،

،،تو پھر کہیں اور جا کر ہارٹ فیلیور کرا بیٹھا ہو گا۔۔!،، جیمسن نے کہا اور ریسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔

اپنی اور لیسلی کی گفتگو سے سوما کو آگاہ کرتا ہوا بولا۔ ،،میری سمجھ میں تو کچھ نہیں آتا۔۔!،،

،،کچھ سمجھ کر کیا کرو گے۔۔۔ جو ہونا تھا ہو گیا۔۔!،،

،،کیا مطلب۔۔؟،،

،،میں نہیں جانتا تھا کہ اتنی جلدی ہاتھ صاف کر دیا جائے گا۔ میرا خیال تھا کہ تم دونوں کے سلسلے میں ایک ساتھ کارروائی ہو گی۔ اسی لئے تمہیں وہاں سے ہٹا لایا تھا۔۔!،،

،،میرا خیال ہے کہ میری موجودگی میں اسکی نوبت نہ آنے پاتی۔۔!،،

سوما کچھ نہ بولا۔ یہ بھی نہیں پوچھا تھا کہ آخر وہ کر ہی کیا لیتا۔ دونوں کے کمرے الگ الگ تھے۔ ایک کو دوسرے کی خبر بھی نہ ہو پاتی۔

فون کی گھنٹی بجی۔۔۔ سوما نے کال ریسیو کی۔ تھوڑی دیر تک کچھ سنتا رہا پھر ساحلی میں خود بھی کچھ کہتا رہا تھا۔ اس کے بعد ریسیور رکھ کر جیمسن کی طرف مڑا۔

،،یہ تدبیر بھی کارگر نہ ہوئی۔۔!،،

،،کونسی تدبیر۔۔؟،،

،،پچھلی رات والے ڈیوٹی کلرک سے پوچھ گچھ کرائی تھی۔ وہ کہتا ہے یہ بتانا دشوار ہے کہ کنجی کب اس کے پاس پہنچی تھی۔ بے شمار لوگ آتے جاتے رہتے ہیں! کبھی کبھی لوگ خود کاؤنٹر پر آنے کی بجائے عملے کے کسی آدمی سے کنجی بھجوا دیتے ہیں اور کوئی لفافہ کسی کے لئے اسکی تحویل میں نہیں دیا گیا تھا۔۔!،،

،،بات بنتی نظر نہیں آتی۔۔۔ آخر یہ گڑبڑ شروع کیسے ہوا تھا۔۔!،،

،،میں نہیں جانتا۔،، سوما غرایا۔ ،،اُوپر سے ملنے والے احکامات کے تحت کام کر رہا ہوں۔۔!،،

،،یعنی ایکسٹو سے ملنے والے احکامات کے تحت۔۔!،،

،،نہیں۔۔۔ میں اپنے یہاں کی بات کر رہا ہوں۔۔۔ براہِ راست ایکسٹو کا ایجنٹ نہیں ہوں۔ یہ کارڈ مجھے صرف اسی مہم کے لئے ملا ہے۔۔!،،

"میں اب بالکل کنگال ہوں۔۔ دراصل مجھے اُس لفافے میں باس کی طرف سے ایک رقم ملنے والی تھی۔۔"

"رقم کی پرواہ مت کرو۔ تم میرے ساتھ ہو، اور ایک معقول رقم خرچ کرنے کا اختیار مجھے بھی دیا گیا ہے۔۔"

جیمسن کچھ نہ بولا۔ اب بھی مسوما کی طرف سے مطمئن نہیں تھا۔ حالات ہی ایسے تھے۔ پہلے وہ زنجبار کے ایک تاجر کی حیثیت سے ملا تھا۔ بھانت بھانت کی باتیں کی تھیں اور پھر اچانک ایکس ٹو کا کارڈ نکال بیٹھا تھا۔

"تم کیا سوچنے لگے۔۔" مسوما اسے گھورتا ہوا بولا۔

"یہی کہ ہم یہاں کیوں آئے تھے۔۔ اور اب مجھے کیا کرنا ہے۔۔"

"اب تمہیں جو کچھ کرنا ہے۔۔ شائد کچھ دیر بعد معلوم ہو جائے۔۔"

"موا کازی کے سلسلے میں کیا کر رہے ہو۔۔؟"

"فی الحال صرف نگرانی۔۔۔ بس اتنا ہوا ہے اس سے کہ ایک مشتبہ آدمی ملنے آگیا ہے۔۔ ہمارے پاس کوئی ثبوت نہیں ہے کہ بم اسی نے میری گاڑی میں رکھوایا ہوگا۔۔"

"بم کا کیا حشر ہوا۔۔۔"

"عمارت کا ایک حصہ بالکل تباہ ہو گیا ہے۔۔"

"اور تم موا کازی کی صرف نگرانی کرا رہے ہو۔۔" جیمسن نے حیرت سے کہا۔

"اور پھر کیا کریں۔۔"

جیمسن صرف منہ بنا کر رہ گیا۔ کچھ بولا نہیں۔ اتنے میں پھر فون کی گھنٹی بجی مسوما نے ریسیور اٹھایا۔ سنتا رہا۔ خود بھی کچھ کہا تھا۔ اور پھر ریسیور رکھ کر جیمسن سے بولا تھا۔ "تم اب اس عورت سے مل سکتے ہو۔ اور طریق کار کا تعین بھی خود ہی کرو گے۔۔"

"یہ حکم کس سے ملا ہے۔۔؟"

"بھائی جیمسن۔۔ اس قسم کے سوالات نہ کرو۔ ویسے میرا خیال ہے کہ تم دونوں کے علاوہ تمہی میں سے کوئی اور بھی یہاں موجود ہے۔ تم سے بڑے رینک والا۔"

"یہ کس بنا پر کہہ رہے ہو۔۔؟"

"میرے اوپر والے شائد اسی کے مشورے سے تم لوگوں کیلئے احکامات صادر کر رہے ہیں۔۔"

"وہم ہے تمہارا۔۔ اگر ایسا ہوتا تو میرے علم میں ضرور آتا۔۔"

مسوما کچھ نہ بولا۔ اور جیمسن سوچنے لگا تھا کہ اسے کیا کرنا چاہیے۔ اس عورت سے ہوٹل کلیمنجارو میں نہیں ملنا چاہتا تھا۔

"میں کلیمنجارو نہیں جاؤں گا۔۔" اس نے مسوما سے کہا۔ "اسے کہیں اور بلانا چاہتا ہوں۔ تم کوئی جگہ تجویز کر دو۔۔"

"تم نے میرے دل کی بات کہہ دی۔" مسوما بولا۔ "کوئی کھلی جگہ ہونی چاہیے جہاں میرے آدمی بہ آسانی تم دونوں پر نظر رکھ سکیں۔ اس کیلئے مناسب ترین جگہ منازی موجا پارک ہوگی۔ اس سے کہو کہ تم اوہورو ٹارچ کے قریب اس کا انتظار کرو گے۔"

"یہ کہاں ہے۔ ظاہر ہے کہ وہ لاعلمی ظاہر کرے گی۔ بیچاری نیروبی کی ہے تو جنا۔"

"کتیا کی بچی" مسوما بُرا سا منہ بنا کر بولا۔ "اگر پتا پوچھے تو کہہ دینا کہ ٹیکسی ڈرائیور سے منازی موجا پارک کہہ دیگی۔ وہ پہنچا دے گی۔" جیمسن نے فون پر لیلی سے ایک بار پھر رابطہ قائم کیا۔

"اوہ تم ہو۔۔۔" دوسری طرف سے عورت کی آواز آئی۔ "کہو کیا بات ہے۔۔"

"میں تم سے ملنا چاہتا ہوں۔ یہ بہت ضروری ہے۔۔"

"تو آ جاؤ نا۔۔۔ میں پہلے بھی کہہ رہی تھی۔ تمہارا باس ابھی تک واپس نہیں آیا۔"

"میں وہاں نہیں آ سکتا۔ ہم کہیں اور کیوں نہ ملیں۔۔"

"اس کی کیا ضرورت ہے۔ یہیں چلے آؤ نا۔"

"اصولی بات ہے۔ باس نے تا حکم ثانی کلیمنجارو میں داخل ہونے پر پابندی لگائی تھی۔ لہٰذا وہاں نہیں آ سکتا۔ خواہ باس زندہ ہو یا مر گیا ہو۔ کسی دوسری جگہ ملنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔"

"تو پھر کہاں مل رہے ہو۔"

"منازی موجا پارک آجاؤ۔ اوہورو ٹارچ کے قریب منتظر رہوں گا۔"

"کیا ٹیکسی ڈرائیور سے اتنا ہی کہہ دینا کافی ہوگا۔"

"بالکل۔ بس میں یہاں سے روانہ ہو رہا ہوں۔"

"اچھی بات ہے۔۔۔ منازی موجا پارک۔۔۔ اور اوہورو ٹارچ۔"

"ہاں ہاں۔۔۔ اچھا۔" کہہ کر جیمسن نے ریسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

اور پھر مسوما نے اُسے کچھ رقم دی تھی۔۔۔!

"اُن سے کسی قسم کی گفتگو کرنے کا ارادہ ہے۔" اُس نے سوال کیا۔

"عقلمندی کا تقاضہ یہی ہوگا کہ کام کی بات کے علاوہ اور کسی قسم کا ذکر نہ چھیڑا جائے۔"

"تم نے تو میرے دل کی بات کہہ دی۔ لیکن وہ کام کی بات ہوگی کیا۔"

"بس یہی کہ باس کی عدم موجودگی سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ کام جاری رہنا چاہیئے۔ جس کام کے لئے باس کو کہیں لے جانا چاہتی تھی اب مجھے لے جائے۔"

"ٹھیک۔۔۔ بالکل۔۔۔ اور پھر میں دیکھوں گا کہ وہ لوگ کتنے چالاک ہیں۔"

جیمسن نے دل ہی دل میں کہا ضرور دیکھنا کچھ تھوڑی دیر پہلے دیکھتے رہے ہو۔ کچھ اب دیکھنا پیارے۔ والوں کی کارکردگی بالیدہ ممکن نہ ہوتی تو باہر سے مدد طلب کرنے کی ضرورت کیوں پیش آتی۔

اُس نے مسوما کے شانے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "مجھے یقین ہے کہ میرا بھی وہی حشر ہوگا جو میرے باس کا ہوا ہے۔"

"ناممکن۔۔۔ میرے آدمی اُس ناکامی کے بعد سے پوری طرح چوکنے ہوگئے ہیں۔ اگر اس بار اُن سے غفلت ہوئی تو ایک ایک کو شوٹ کر دوں گی۔"

"اور میں تو انہیں ریسیو کرنے کے لئے پہلے ہی سے عالم بالا میں پہونچا ہوا ہوں گا۔" جیمسن ہنس کر بولا۔

"اب مجھے مزید شرمندہ نہ کرو۔" مسوما نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"اگر ہمارے یہاں یہ واقعات پیش آئے ہوتے مسٹر مسوما۔" جیمسن نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔ "تو کار میں بم دریافت ہونے کے بعد ہی کارکن کی شامت آجاتی۔"

"دیکھو بھائی جیمسن! میں نے رپورٹ دے دی تھی۔ اوپر سے جو احکامات ملے اُن کے خلاف تو نہیں کر سکتا۔"

"میں بھی تمہیں الزام نہیں دے رہا۔ اوپر ہی والوں کی بات کر رہا ہوں۔ خیر۔ اب تو مجھے چلنا چاہیئے۔"

تھوڑی دیر بعد وہ منازی موجا پارک پہونچا تھا۔۔۔ مشعل جمہوریت کے قریب لیلی کارڈو یا منتظر ملی۔ اُسے دیکھتے ہی مضطربانہ انداز میں آگے بڑھی تھی۔

"ابھی تک اس کا کوئی پتا نہیں۔" وہ ہانپتی ہوئی بولی۔

جیمسن بائیں آنکھ دبا کر بولا۔ "مجھے خوشی ہے کہ میرے لئے میدان صاف ہوگیا۔"

"کک۔۔۔ کیا مطلب۔" وہ ہکلائی۔

"تم میری قدردان ہو، اُسکی نہیں۔"

"یہ تم نے کیا شروع کر دیا۔ میں تو اُس کیلئے بہت پریشان ہوں۔"

"لیکن مجھے ذرہ برابر بھی پریشانی نہیں۔ کیونکہ یہ اُس کی پرانی عادت ہے۔ خود ہی عورتوں سے رسم و راہ بڑھاتا ہے پھر خود ہی بھاگ کھڑا ہوتا ہے۔"

"تم ہوش میں ہو یا نہیں! یہ رسم و راہ بڑھانے کا قصہ نہیں ہے۔"

"کچھ بھی ہو۔ میرے لئے اسکی کوئی اہمیت نہیں کہ وہ اچانک غائب ہو گیا ہو جہاں چلنا ہو۔۔"

"تمہیں تو نہیں جانا تھا میرے ساتھ۔۔"

"اگر وہ کسی وجہ سے نہ جا سکتا تو مجھے ہی جانا پڑتا۔ اصولی بات ہے۔۔"

"لیکن اُس نے تو ایسی کوئی بات نہیں کہی تھی۔۔"

"کام جاری رہنا چاہیے مس کارڈوبا۔۔ یا اگر تمہارے پاس اسکے علاوہ کچھ ہدایات ہوں تو دوسری بات ہے۔۔"

وہ کسی سوچ میں پڑ گئی۔ پھر تھوڑی دیر بعد بولی "ہم دونوں کو مسانی ڈیچ جانا تھا، وہاں ہمیں کوئی تیسرا ملے گا۔ اسکے بعد یہ طے کیا جائے گا کہ کس طرح کام شروع کرنا ہے۔۔"

"کام کی نوعیت تو تمہیں معلوم ہی ہو گی۔۔"

"نہیں، وہی تیسرا آدمی کام کی نوعیت بھی بتائے گا۔۔"

"تب پھر ہمیں دیر نہ کرنی چاہیے۔ کیونکہ میں کام شروع کر دینے کیلئے بے چین ہوں۔۔"

"اچھی بات ہے۔۔" وہ طویل سانس لے کر بولی۔ "تو پھر چلو۔۔"

اس سفر کے لئے جیسن نے ٹیکسی پر بس کو ترجیح دی تھی اور لیسلی کارڈوبا نے اس پر اعتراض بھی نہیں کیا تھا۔

"کیا تم اُس آدمی کو پہچانتی ہو۔۔" جیسن نے اُس سے سوال کیا۔

"نہیں۔ میں نہیں پہچانتی۔۔"

"تو پھر کیا صورت ہو گی۔۔"

"وہ ہمیں پہچان کر خود ہی ہماری طرف آئے گا۔۔"

"اتنے پُر اسرار حالات سے میں پہلے کبھی دوچار نہیں ہوا۔۔"

"میں تو حیرت کے مارے مری جا رہی ہوں۔۔"

"کیوں؟ ..." جیسن اُسے گھورتا ہوا بولا۔ "تم پر کونسی بپتا پڑی ہے۔۔"

"میں کیا بتاؤں ... فون پر کچھ نہیں کہہ سکتی تھی۔۔"

"اوہو۔ تو اب بتا دو۔۔"

"ابھی نہیں۔۔ کسی ایسی جگہ جہاں سے چاروں طرف نظر رکھی جا سکے کہ کوئی سن تو نہیں رہا۔۔"

جیسن طویل سانس لے کر رہ گیا۔ ذہن بری طرح اُلجھ گیا تھا۔ آخر اب وہ اسے کیا بتانا چاہتی ہے ... بہرحال اب وہ اُس وقت تک اپنی زبان بند ہی رکھنا چاہتا تھا، جب تک کہ لیسلی کارڈوبا بولنے پر آمادہ نظر نہ آئے۔

پھر وہ مسانی ڈیچ بھی پہنچ گئے ... یہاں کی فضا عجیب سی تھی۔ مقامی لوگ اپنے جھونپڑوں کے باہر بیٹھے کسی نہ کسی کام میں مصروف نظر آ رہے تھے۔ کہیں مچھلی گیری کے جالوں کی مرمت ہو رہی تھی، کہیں چٹائیاں اور ٹوکریاں بنی جا رہی تھیں اور کہیں لکڑی پر نقاشی ہو رہی تھی۔ غیر ملکی سیاح اِدھر اُدھر ٹہلتے اور تصویریں کھینچتے پھر رہے تھے۔

وہ دونوں گوشے میں ایک گھنیرے درخت کے نیچے بیٹھ گئے۔ اور جیسن بولا۔ "اب بتاؤ کیا کہنا چاہتی ہو۔۔"

"انھوں نے اُس پر میرے کمرے ہی میں قابو پایا تھا۔۔"

"کیا مطلب ..." جیسن اُچھل پڑا۔

لیسلی نے نامعلوم آدمی کی فون کال سے ابتداء کرتے ہوئے کہانی شروع کر دی۔ جیسن نچلا ہونٹ دانتوں میں دبائے سنتا رہا۔ تیز نظریں لیسلی کے چہرے پر تھیں۔

"بہرحال ..." لیسلی بولتے بولتے کسی قدر رُک کر بولی۔ "وہ ایک آدمی نہیں تھا، تین تھے۔ اُن کے ہاتھوں میں ریوالور دیکھ کر میرے اوسان خطا کر گئے۔ تمہارے ساتھی کو خفیف سا اشارہ بھی نہ دے سکی، وہ اندر آ گئے ... ایک [illegible]

اور دو مقامی آدمی تھے۔ اور ان مقامیوں نے جوزی کے ملازمین کی نگاہ دوسری پر رکھی تھی۔ پھر انہوں نے تمہارے ساتھی کو باتھ روم سے نکالا اور پستول کا دستہ سر پر مار کر بیہوش کر دیا۔ اور بڑی آسانی سے اٹھا لے گئے۔"

"بھلا کس طرح۔۔" جیمسن آنکھیں نکال کر بولا۔

"لانڈری کی ٹرالی لے آئے تھے۔ اسی میں ڈال کر اوپر سے میلے کپڑے ڈال دیئے تھے۔"

جیمسن تیزی سے اپنی گردن سہلانے لگا۔ واقعی بڑی آسانی سے نکال لے گئے ہوں گے۔ کسی کو شبہ بھی نہ ہو سکا ہوگا۔

"اور تمہیں چھوڑ گئے۔" جیمسن اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا سخت لہجے میں بولا۔

"اسی پر تو مجھے حیرت ہے۔"

"تمہیں اس پر حیرت نہ ہونی چاہیئے۔"

"کیوں۔۔" لیلی چونک کر بولی۔

"وہ تو انڈے سے بچے دے گا۔ تم کس مرض کی دوا ہو بھئی۔"

"بدتمیزی نہیں۔"

"خیر۔۔ خیر۔" جیمسن خشک لہجے میں بولا۔ "اب وہ آدمی کہاں اور کس طرح ملے گا۔"

"جو میں نہیں جانتی اس کے بارے میں کیا بتاؤں۔ ٹھہرو اور انتظار کرو۔۔ ادھر اُدھر گھومنے پھرنے والوں ہی میں سے کوئی ہوگا۔"

"تو بیٹھی انتظار کرتی رہو۔۔ آہا۔۔ ذرا اُدھر دیکھنا کتنی دلکش لڑکی ہے۔ اگر کسی طرح اس سے تعارف حاصل ہو جائے تو میں اپنے باس پر بھی خاک ڈال دوں گا۔"

"تم آخر کس قسم کے جانور ہو۔" وہ منہ بنا کر بولی۔ "ایک عورت سے ایسی باتیں کر رہے ہو۔"

"میں تمہیں عورت ہی نہیں سمجھتا۔"

"خاموش رہو۔"

جیمسن کا سر اُسی طرف مڑتا چلا گیا جدھر وہ لڑکی اپنے ساتھیوں سمیت جا رہی تھی۔ شاید لڑکی نے بھی اسے اس حالت میں دیکھ لیا تھا۔ اُس کی جانب مڑی اور سر کو جنبش دے کر آگے بڑھ گئی۔

"وہ مارا۔۔" جیمسن اٹھتا ہوا بولا۔ پھر لیلی "ارے ارے۔۔" ہی کرتی رہ گئی تھی اور وہ اُس گروپ کے پیچھے چل پڑا تھا۔ جس میں لڑکی شامل تھی۔۔۔ گداز جسم والی کوئی یوریشین لڑکی تھی۔ عمر زیادہ سے زیادہ بیس بائیس سال رہی ہوگی۔ بال اخروٹ کی رنگت کے تھے اور شانوں سے نیچے تک پھیلے ہوئے تھے۔

لیلی بھی اٹھ کر اُس کے پیچھے جھپٹی۔ جیمسن لڑکی کے برابر پہنچ چکا تھا۔

"ہائے۔۔"

"ہائے۔۔"

"تنہا ہو۔۔" لڑکی نے پوچھا۔

"نہیں ایک بدروح میرے پیچھے لگی ہوئی ہے۔"

لڑکی زور سے ہنسی تھی۔ پھر اس نے پوچھا "کیا تمہاری بیوی ہے۔"

"بیوی ہی تو نہیں ہے ورنہ پیچھا چھڑانا آسان ہوتا۔"

"بہت دلیر ہو کہ اس طرح اُسے چھوڑ کر میرے پیچھے چلے آئے ہو۔"

"لیکن شاید وہ میرے پیچھے آ رہی ہے۔"

"میں مڑ کر نہیں دیکھوں گی۔ میرے ساتھ چلنا ہے تو اسی طرح چلتے رہو۔"

دفعتاً جیمسن کا ذہن جھنجھنا اٹھا۔۔۔ یہ آواز تو کچھ جانی پہچانی سی لگ رہی تھی۔ اور شاید چلنے کا انداز بھی کچھ مانوس سا تھا! اسی لئے اس شدت سے اُس کی طرف متوجہ ہوا تھا۔

"کک... کیا ہم پہلے بھی کہیں مل چکے ہیں؟" وہ احمقانہ انداز میں سوال کر بیٹھا۔

"یہ تو تمہی بتاؤ۔ کیونکہ تم ہی دوڑ کر آئے ہو۔"

اتنے میں لیلیٰ بھی جیمسن کے برابر پہنچ چکی تھی۔

"یہ تم کدھر جا رہے ہو۔" اُس نے تیکھے لہجے میں جیمسن سے پوچھا۔

"جدھر یہ جا رہی ہیں۔"

"تم ہوش میں ہو یا نہیں۔"

"کچھ دیر پہلے نہیں تھا۔ اب پوری طرح ہوش میں ہوں۔"

اچانک اُسی گروپ کا ایک بوڑھا آدمی بھی چلتے چلتے رُک گیا اور اُن کے قریب آ کر لڑکی سے پوچھا "کیا بات ہے۔"

"فوٹو گرافر...." لڑکی نے کہا۔ جیمسن کے کاندھے سے کیمرہ بھی لٹک رہا تھا۔

"فوٹو گرافر۔ کیوں۔"

"جناب عالی۔ کچھ تصویریں بناؤں گا۔ مِس کی آنکھیں بڑی پُراسرار ہیں۔"

"مِس نہیں مسز۔" بوڑھا غیر متوقع طور پر غرایا "میری بیوی ہے۔"

لیلیٰ زور سے ہنس پڑی۔

"اس میں ہنسنے کی کیا بات ہے۔" بوڑھا اُس پر اُلٹ پڑا۔ اور وہ چونک کر سنجیدہ ہو گئی۔

وہ وہیں رُک گئے تھے۔ بقیہ لوگ آگے بڑھتے چلے گئے۔ جیمسن مسمسی صورت بنا کر بولا۔ "میں یہ عرض کر رہا تھا مسٹر۔"

"ڈونا بونارڈ۔" بوڑھے نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ مسز ڈونا بونارڈ کی آنکھیں بے حد پُراسرار ہیں۔ بے اختیار جی چاہا کہ ان کے کچھ کلوز اَپ لئے جائیں۔"

"مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔" بوڑھا خشک لہجے میں بولا۔ لہجہ اور شکل کی بنا پر انگریز معلوم ہوتا تھا۔ چہرے پر بڑی دلآویز ڈاڑھی تھی۔ رِیم لیس فریم کی عینک لگائے ہوئے تھا۔

"میں مصنف بھی ہوں۔" جیمسن نے کہا۔ "ان آنکھوں پر ایسا ادبِ لطیف لکھوں گا کہ لوگ چونک پڑیں گے۔"

"فضول باتیں نہیں۔ تصویریں لو اور چلتے پھرتے نظر آؤ۔"

"ایسی بھی کیا بد اخلاقی ڈیئر۔" مسز بونارڈ نے بوڑھے کا شانہ تھپک کر کہا۔ "ہم انہیں لنچ پر مدعو کریں گے۔"

"جو دل چاہے کرو۔" اُس نے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔ "میں جا رہا ہوں۔ مدعو کرنا ہے تو انہی کے ساتھ چلی آنا۔"

بوڑھا آگے بڑھ گیا۔ مسز بونارڈ وہیں ٹھہری رہی۔ جب وہ کچھ دور چلا گیا تو جیمسن کی طرف دیکھ کر مسکرائی اور بولی۔ "کبھی کبھی بہت بور کرتے ہیں۔ تم کچھ خیال نہ کرنا۔ ریٹائرڈ فوجی ہیں۔ کرنل تھے۔"

"اوہ... تو کرنل ڈونا بونارڈ یہی ہیں جنہوں نے لیبیا کے محاذ پر اطالویوں کے دانت کھٹے کر دیئے تھے۔"

"تمہارا خیال درست ہے۔ تم دونوں ہمارے ہی ساتھ لنچ کرنا۔ ہمارا قیام یہاں سے زیادہ دور نہیں ہے۔"

لیلیٰ نے جیمسن کی طرف دیکھا لیکن وہ اُس کی پرواہ نہ کرتے ہوئے بولا۔ "تمہاری دعوت قبول کی جاتی ہے مسز بونارڈ۔"

لیلیٰ کی آنکھوں میں شدید ترین اُلجھن کے آثار نظر آنے لگے تھے۔ لیکن وہ کچھ بولی نہیں تھی۔

جیمسن نے مختلف زاویوں سے تین چار پوز لئے اور تب مسز بونارڈ کا شکریہ ادا کیا۔ لیکن مستقل طور پر اُلجھن میں بھی پڑ گیا تھا کہ آخر اسے پہلے کہاں دیکھا

تھا۔ البتہ کرنل لیونارڈ جیسی کوئی شخصیت یادداشت کی سطح پر نہیں ابھر

"کچھ دیر اور ٹہلیں گے۔ ابھی تو لنچ میں دیر ہے۔" مسز لیونارڈ نے کہا

"جیسی تمہاری مرضی۔"

"کرنل برے آدمی نہیں ہیں۔ بس نہ جانے کیوں آج صبح ہی سے اُن کا موڈ
نہیں ہے۔" اُس نے کہا۔

"مسکر نہیں! عمر کا بھی تو کچھ کریڈٹ دینا ہی پڑتا ہے۔" لیلی تیکھے
لہجے میں بول پڑی۔

"عمر کی بات نہ کرو۔ کرنل اب بھی ذہنی اور جسمانی طور پر آج کل کے نوجوانوں
بہتر ہیں۔" مسز لیونارڈ نے کسی ناگواری کے بغیر کہا۔

"بیشک۔۔" جیمسن سر ہلا کر بولا۔

"میں نے یہ بات یونہی کہہ دی تھی۔ کوئی خاص مقصد نہیں تھا۔" لیلی نے کہا۔
جیمسن اُسے گھور کر رہ گیا۔

پھر وہ آہستہ آہستہ چلتے رہے تھے۔ لیلی اس طرح چاروں طرف دیکھتی جا رہی
تھی جیسے کسی کی تلاش میں ہو۔

"اگر تم بور ہو رہی ہو تو واپس جا سکتی ہو۔" جیمسن نے اُس سے کہا۔

"قطعی نہیں۔ ساتھ آئے تھے۔ ساتھ ہی واپس جائیں گے۔" وہ ڈھیلے ڈھالے
میں بولی۔

"مجھے تنزانیہ بہت پسند آیا ہے۔" مسز لیونارڈ نے کہا۔

"مجھے بھی۔" جیمسن بولا۔

"میں تو شدت سے بور ہو رہی ہوں۔" لیلی نے کہا۔ "عجیب طرح کی بدبوئیں
فضا میں چکراتی رہتی ہیں۔"

"خوشبویات کے معاملے میں اقوام کے مزاج الگ الگ ہوتے ہیں۔" جیمسن بولا۔

"اس کی تائید تو میں بھی کروں گی! مجھے تو یہ ساری مسالوں کی سی خوشبوئیں لگتی ہیں۔"
مسز لیونارڈ نے کہا۔

"خیال اپنا اپنا۔" لیلی برا سا منہ بنا کر رہ گئی۔

"میں نے سُنا ہے کہ زنجبار کی فضا میں لونگوں کی خوشبو بکھری رہتی ہے۔"

وہ دونوں خاموش رہیں۔

ویسے لیلی بہت مضطرب نظر آ رہی تھی۔ ایسا لگتا تھا جیسے سمجھ میں نہ آ رہا ہو کہ
اب اُسے کیا کرنا چاہیئے۔ اور جیمسن کا رویہ بالکل ایسا ہی ہو گیا تھا جیسے صرف اسی لئے
یہاں آیا ہو۔

"تم لوگ کہاں سے آئے ہو۔" دفعتہً مسز لیونارڈ نے جیمسن سے سوال کیا۔

"لوگ نہیں۔ صرف میں بنالو سے آیا ہوں۔ یہ شاید یونائیٹڈ اسٹیٹ سے آئی
ہیں۔"

"شاید۔۔" مسز لیونارڈ نے کہا۔ "یقین کے ساتھ یہ بھی نہیں کہہ سکتے۔"

لیلی نچلا ہونٹ دانتوں میں دبا کر رہ گئی! اُس نے تو چُپ ہی سادھ لی تھی!

"ہاں۔۔ کلیمنجارو میں ہماری ملاقات ہوئی تھی۔ میں بھی وہیں مقیم ہوں۔"

مسز لیونارڈ نے کنکھیوں سے لیلی کی طرف دیکھا۔ وہ دُوسری طرف دیکھ رہی تھی۔
جیمسن فرنچ میں بڑبڑایا۔ "میری سمجھ میں نہیں آتا کہ کس طرح اس عورت سے پیچھا چھڑاؤں۔"
لیلی اُس کی طرف متوجہ تک نہ ہوئی۔ البتہ مسز لیونارڈ نے اُسے گھور کر دیکھا تھا۔

"کیا تم میری بات سمجھ رہی ہو۔" جیمسن نے فرنچ ہی میں کہا۔

"کیوں نہیں! میں فرنچ جانتی ہوں۔" مسز لیونارڈ بولی۔

"خدا کا شکر ہے۔"

دفعتہً لیلی نے کہا۔ "تم شاید فرنچ بول رہے ہو! مجھے نہیں آتی۔ لہٰذا اصولاً تمہیں
احتیاط برتنی چاہیئے۔"

"آوہ۔ ایسی کوئی بات نہیں۔" مسٹر لونارڈ نے جلدی سے کہا۔ "یہ تو انہوں نے اپنی فرنچ دانی کا رعب ڈالا تھا مجھ پر۔ لہٰذا میرا بھی کچھ نہ کچھ بولنا بھی ضروری ہو گیا۔ اب ہم انگلش ہی میں گفتگو کریں گے۔"

"پہلے کسی طرح اس عورت سے میرا پیچھا چھڑاؤ۔" جیمسن نے فرنچ ہی میں کہا۔

"نہیں۔ براہِ مہربانی انگلش ہی میں گفتگو کرو۔" مسٹر لونارڈ کسی قدر تیز لہجے میں بولی۔

"جیسی تمہاری مرضی۔ انگلش بولتے بولتے تھک گیا ہوں۔"

پھر وہ ایک جھونپڑے کے سامنے جا رکے۔ جہاں ایک لمبا تڑنگا نیگرو کھڑا گھور گھور کر گھورے جا رہا تھا۔ اُس کی آنکھیں چھوٹی چھوٹی تھیں اور آدھا چہرہ گھنی داڑھی میں غائب ہو گیا تھا۔

"کیا کرنل اندر ہیں۔"

"نہیں مادام۔ ابھی تشریف نہیں لائے۔"

"یہ میرے مہمان ہیں۔ لنچ ساتھ ہی کریں گے۔"

"بہت بہتر مادام۔" وہ کسی قدر خم ہوا۔ اور راستہ چھوڑ کر ہٹ گیا۔

یہ تینوں جھونپڑے میں داخل ہوئے۔

"ایک ہفتے کے لئے ہم نے یہ جھونپڑا کرائے پر حاصل کیا ہے۔" مسٹر لونارڈ نے کہا۔ "کرنل کو لکڑی پر نقاشی سے دلچسپی ہے۔ خود بھی بڑے اچھے نقاش ہیں۔ یہاں کی روایتی نقاشی نے انہیں بہت متاثر کیا ہے لہٰذا۔۔۔"

وہ جملہ پورا نہیں کر پائی تھی کہ وہی نیگرو جو باہر ملا تھا اندر داخل ہوا۔ اور بولا "معاف فرمائیے گا۔ مخل ہوا ہوں۔ لیکن یہ بہت ضروری ہے۔" اُس نے ایک لفافہ مسٹر لونارڈ کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

مسٹر لونارڈ نے اُن سے کسی قدر ہٹ کر لفافہ چاک کیا۔ پرچہ نکالا

اور پرچہ پڑھ لینے کے بعد نیگرو کی طرف بڑھا دیا۔ اس کا مقصد شاید یہی تھا کہ اگر وہ چاہے تو خود بھی اس پرچے کو دیکھ سکتا ہے۔

نیگرو نے بغور غائر پرچے کو دیکھا تھا اور تہہ کر کے پتلون کی جیب میں ڈال لیا لیکن ہاتھ جیب سے باہر آیا تو اُس میں سائلنسر لگا ہوا پستول تھا۔

"اب بتاؤ کہ تم دونوں کون ہو۔" مسٹر لونارڈ نے سخت لہجے میں کہا۔

جیمسن نے اپنے دونوں ہاتھ اوپر اٹھا دیئے۔ لیکن لیلی جون کی تیوری چڑھی رہی۔ اُس کا سینہ لوہار کی دھونکنی کی طرح پھولنے پچکنے لگا تھا۔

پھر دفعتاً وہ زور سے ہنس پڑی تھی اور بولی۔ "اس سے کیا فائدہ۔ ہم نے بہرحال تمہیں پہچان لیا۔ مسٹر جیمسن ہاتھ گرا دو۔ یہ اپنے ہی لوگ ہیں۔ انہی سے ملنے ہم یہاں آئے تھے۔"

"اب یہ کیا بکواس شروع کر دی تم نے۔" جیمسن نے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

"یقین کرو۔ وہی لوگ ہیں۔"

5/1/77

"کون لوگ ہیں۔"

"وہی جو ہمیں کام بتائیں گے۔"

"کیسا کام۔ کس کا کام۔ کیا اب کوئی نیا چکر چلاؤ گی۔"

"لہٰذا۔" مسٹر لونارڈ ہاتھ اٹھا کر بولی۔ "بہت ہو چکی اُڑان کی ضرورت نہیں۔ بتاؤ۔ تم کون ہو۔"

مخاطب لیلی کارڈوبا تھی۔ جیمسن نہیں تھا۔ اور اب اُس نے ہاتھ بھی گرا لیے تھے۔ اور نیگرو کے پستول کا رخ صرف لیلی کارڈوبا کی طرف تھا۔

"ڈنگ۔ کیا مطلب۔" وہ ہکلا کر رہ گئی۔

مسٹر لونارڈ نے کہا۔ "تم دیکھ ہی رہی ہو کہ پستول میں سائلنسر لگا ہوا ہے۔ کسی کو کانوں کان خبر نہ ہو گی اور تم یہیں دفن کر دی جاؤ گی۔ جھونپڑے کا فرش کچا ہے۔"

"پ... پتہ نہیں... تم...!"

"ہاں ہاں، پتہ نہیں میں کیا کہہ رہی ہوں۔" وہ آنکھیں نکال کر بولی "کیا تم لیلی کارڈوبا ہو...!"

وہ ہونٹوں پر زبان پھیر کر رہ گئی۔

"لیلی کارڈوبا کہاں ہے...؟"

"تم... میں لیلی کارڈوبا ہوں...!"

"اپنے کاغذات دکھاؤ...!"

"وہ... وہ چوری ہو گئے... اسکا ساتھی جانتا ہے...!"

"اسکا ساتھی گرفتار ہو چکا ہے... وہ کس طرح شہادت دے سکے گا...!"

"میں کچھ نہیں جانتی! آخر تم لوگ ہو کون...؟" وہ کسی قدر دلیر بننے کی کوشش کرتی ہوئی بولی "اور کس استحقاق کی بنا پر میرے کاغذات طلب کر رہے ہو...؟"

"اسی استحقاق کی بنا پر...!" نیگرو پستول کو جنبش دے کر بولا "اگر سچی بات نہیں بتاؤ گی تو کتیا کی موت ماری جاؤ گی...!"

"اوہ خدایا... میں شاید پاگلوں کے پھندے چڑھ گئی ہوں۔" وہ پیشانی پر ہاتھ مار کر بولی...!

"بیوقوف عورت...!" مسز لونارڈ جیمسن کی طرف ہاتھ اُٹھا کر بولی "اپنے ساتھی کی گرفتاری کے بعد سے تم بالکل تنہا رہ گئی ہو...!"

"کیا مطلب...؟"

"اب تمہیں اُن کی شکلیں نہیں دکھائی دیں گی۔ اگر ایسا نہیں ہے تو ابھی تک کسی نے تمہاری خبر کیوں نہیں لی...!"

"میں نیویارک سے آئی ہوں۔ مجھے ان دو لڑکوں سے ملنے کو کہا گیا تھا۔ یہاں کسی کو بھی نہیں جانتی...!"

"خیر... خیر... جس طرح وہ غائب ہوا ہے اُسی طرح اب تمہارا سراغ بھی کسی کو نہ مل سکے گا...!"

پھر اُس نے جیمسن سے کہا "تم اس کے ہاتھ پشت پر لے جا کر باندھ دو۔ ڈوری وہ اُدھر رکھی ہے...!"

لیلی نے بےبسی سے جیمسن کی طرف دیکھا اور جیمسن نے ہنس کر کہا "بہتر یہی ہے کہ اصل بات بتا دو جان بچ جائے گی...!"

"میں کچھ نہیں جانتی...!"

"یہ حقیقت ہے کہ اگر تم نے ہاتھ بندھواتے وقت شور مچایا تو گولی مار دوں گا۔" نیگرو نے دھمکی دی۔

لیلی نے آنکھیں بند کر لیں۔ اُسکے چہرے پر زردی چھا گئی تھی۔ جیمسن بغیر کسی دشواری کے اُس کے ہاتھ باندھ رہا تھا۔ پھر اُس کے ہونٹوں پر ٹیپ بھی چپکا دیا گیا کہ کسی مرحلے پر چیخ نہ سکے۔

"اب تم اپنی کہانی شروع سے دُہراؤ..." مسز لونارڈ نے جیمسن سے کہا۔

"مجھے افسوس ہے کہ تم لوگوں کے بارے میں پوری طرح اطمینان کر لینے سے قبل میری زبان نہیں کھل سکے گی...!"

مسز لونارڈ نے ویسا ہی کارڈ اپنے پرس سے نکال کر جیمسن کی طرف بڑھا دیا۔ جیسا وہ میسا کے ہاں دیکھ چکا تھا۔

پھر اُس نے اپنی کہانی شروع کر دی تھی۔ ظفر الملک کو ہوٹل سے نکال لے جانے کا طریقہ بھی بتایا۔

"اوہ... تو اسی لئے ہم دھوکا کھا گئے۔ ٹرالی لانڈری میں چلی گئی ہوگی اور پھر وہاں سے وہ کہیں اور منتقل کر دیا گیا ہوگا..." مسز لونارڈ بولی۔

"اب مجھے کیا کرنا چاہئے..." جیمسن نے سوال کیا۔

„واپس جاؤ۔ لیکن اس عورت کے بارے میں تمہارا بیان اس سے مختلف ہی کچھ یہاں ہوا ہے۔“

„میں نہیں سمجھا۔۔“!

„کسی کو بھی اصل بات نہ بتانا خواہ وہ اسی قسم کا کارڈ کیوں نہ رکھتا ہو۔“!

„پھر کیا کہوں۔۔“!

„اس سے بہتر بیان اور کوئی نہ ہوگا کہ لسلی تمہیں مسانی ڈیلیج میں تنہا چھوڑ کر پتا نہیں کہاں غائب ہو گئی۔۔“!

„تو میں سوما کو بھی اصل واقعہ نہ بتاؤں۔۔“!

„فی الحال مصلحتاً یہی کرنا۔۔“!

„تو پھر میں جاؤں۔۔“!

„یہی بہتر ہوگا۔ لنچ کہیں اور کر لینا۔“

„اچھا۔ اگر میں بھی اسی طرح غائب ہو گیا تو پھر کہاں پایا جاؤں گا۔“!

„اس کی فکر نہ کرو۔ اب ہم پوری طرح جاگ رہے ہیں! لیکن تم اپنے ساتھی کی تلاش بدستور جاری رکھنا اور سوما سے پُر تشویش گفتگو کرتے رہنا۔“!

„میں سمجھ گیا۔ لیکن کیا کرنل سے ملے بغیر رخصت ہو جاؤں۔۔“؟

„ہاں۔ میں نہیں چاہتی کہ اُن کی موجودگی میں کوئی جوان آدمی میرے قریب آئے۔۔“! وہ مسکرا کر بولی۔

„چھپ چھپ کر ملتے رہنے میں کیا حرج ہے۔۔“!

„کیا میں اتنی ہی پسند آئی ہوں۔۔“!

„میرا خیال یہی ہے۔“!

„جاؤ نکلو۔۔۔“! نیگرو پھر پستول نکالتا ہوا غرایا۔

„ضرور۔۔ ضرور۔۔۔ لیکن تصویریں۔۔۔“!

„میں اس کیریکٹر کی حقیقت سے بخوبی واقف ہوں۔ وقت ضائع کرو۔ چلے جاؤ۔“ پھر اُس نے فرنچ میں کہا۔ „یہ حقیقت ہے کہ یہ عورت اُن لوگوں کی نشاندہی کر سکے گی جن کے لیے کام کرتی رہی ہے۔ لیکن ہم انہیں تشویش میں مبتلا کرنا چاہتے ہیں۔۔“!

جیمسن سر ہلاتا ہوا چپ چاپ جھونپڑے سے باہر آگیا تھا۔!

* * *

ظفر کو ہوش آیا تو وہ ایک چٹیل میدان میں پڑا ہوا تھا۔ اور استوائی دھوپ اُسے پگھلائے دے رہی تھی۔ تھوڑی دیر تک تو سمجھ ہی نہ سکا کہ اُس پر کیا گزری ہے۔ پھر کراہتا ہوا اُٹھ بیٹھا۔ چاروں طرف نظر دوڑائی لیکن ویرانے کے علاوہ اور کچھ نظر نہ آیا۔

پچھلی رات کے واقعات ایک ایک کرکے یاد آنے لگے۔ لیکن اب جانے کدھر اُس نے سوچا۔ پتا نہیں دارالسلام سے کتنے فاصلے پر آ پڑا ہے۔۔ اگر آس پاس کوئی دوسرا آدمی نہ ملا تو شاید اسی ویرانے میں سسک سسک کر مر جانا پڑے۔ پھر بھی اُس نے ہمت نہ ہاری۔ اُٹھ کر ایک طرف چلنے لگا۔ دراصل اُس جانب اُسے کسی گاڑی کے ٹائروں کے نشانات دکھائی دیئے تھے۔ لیکن ان نشانات کی ابتدا اُسی جگہ سے نہیں ہوئی تھی جہاں اُس نے خود کو پڑا پایا تھا۔ بلکہ وہ مخالف سمت سے آئے تھے اور اُس کے قریب سے گزرتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے تھے۔

چلتے چلتے وہ ایک ایسی جگہ پہنچا جہاں سے اچانک ڈھلان شروع ہو گئی تھی اور ڈھلان بھی ایسی کہ اگر ذرا سی بھی لغزش ہو جائے تو سنبھلنا کاے

وارد... گہرائی میں ایک چھوٹی سی سرسبز وادی نظر آ رہی تھی۔ جہاں ہر طرف جھونپڑے بکھرے ہوئے تھے۔

وہ سنبھل سنبھل کر ڈھلان میں اُترنے لگا۔۔ اچانک بائیں جانب سے ایک گرجدار آواز آئی۔ "ٹھہرو۔۔ کون ہے۔۔۔؟"

انداز ایسا ہی تھا جیسے ملٹری کے مسلح پہرے داروں کا ہوتا ہے۔ اُس نے جلدی سے دونوں ہاتھ اوپر اُٹھا دیئے اور جہاں تھا وہیں رُک گیا۔

وزنی قدموں کی چاپ سنائی دی تھی اور ایک مسلح باوردی آدمی سامنے آ کھڑا ہوا تھا۔ رائفل اسی طرح تان رکھی تھی جیسے ذرا سا بھی غیر ذمہ داری کا ثبوت دیا گیا تو فوراً گولی مار دے گا۔۔ ناک نقشے اور رنگت کے اعتبار سے مشرق بعید کا باشندہ معلوم ہوتا تھا۔

"تم کون ہو۔۔؟" اُس نے سوال کیا "اور کیا سمجھتے ہو کہ کہاں جا رہے ہو۔۔"

"بھائی۔۔۔ اُنھوں نے مجھے لُوٹا۔۔۔ مارا پیٹا۔۔۔ اُدھر۔۔ اُوپر۔۔۔ پھینک کر چلے گئے۔۔۔ میں بیہوش ہو گیا تھا۔۔"

"تو اِدھر کہاں جا رہے ہو۔۔"

"میں نہیں جانتا کہ کہاں ہوں۔ یہاں کا باشندہ بھی نہیں ہوں۔ سیاحت کی غرض سے آیا تھا۔۔"

"اچھا چلو۔۔" اُس نے رائفل کی جنبش سے جھونپڑوں کی طرف اشارہ کیا۔ ظفر الملک اسی طرح ہاتھ اُٹھائے ہوئے پھر نشیب میں اُترنے لگا۔ یہاں ترائی خطرناک نہیں تھی۔ بآسانی چل سکتا تھا۔

بالآخر وہ اُسے ایک جھونپڑے میں لایا تھا۔ جہاں اُسی جیسا ایک آدمی ایک ٹیبل کے قریب بیٹھا کچھ لکھتا ہوا نظر آیا۔

اُس نے سر اُٹھا کر تیز نظروں سے اُنہیں دیکھا تھا۔ مسلح آدمی نے ایڑیاں

بجائیں اور بولا "جناب عالی۔۔۔ یہ ڈھلان سے آ رہا تھا۔ اور کوئی تشفی بخش جواب نہیں دے سکا۔۔۔"

یہ جملہ اُس نے فرنچ میں ادا کیا تھا! ظفر الملک ایسا بن گیا۔ جیسے اُس کے پلے کچھ پڑا ہی نہ ہو۔۔

"تم کون ہو۔۔ اور یہاں کیا کر رہے ہو۔۔" دوسرے آدمی نے اُس سے انگلش میں سوال کیا۔ اور ظفر نے وہی کچھ کہنا شروع کیا جو پہرے دار سے کہہ چکا تھا۔

"یہ واقعہ کہاں پیش آیا تھا۔۔" اُس نے سوال کیا۔

"دارالسلام میں۔۔"

"ہوش میں ہو یا نہیں۔ تم دارالسلام سے سینکڑوں دور سیرنگیٹی نیشنل پارک کے قریب ہو۔۔"

"میں کچھ بھی نہیں جانتا۔۔"

"اُنھوں نے تمہیں دارالسلام میں لُوٹا اور اتنی دُور چھوڑ گئے۔۔"

"یقین کیجئے جناب۔۔۔ میں نہیں جانتا کہ اُنھوں نے ایسا کیوں کیا۔۔؟"

"اپنے کاغذات دکھاؤ۔۔"

"پورا ہینڈ بیگ ہی چھین لے گئے۔ اُسی میں کاغذات بھی تھے اور ساری رقم بھی۔۔"

"عجیب بات۔۔۔" وہ اُس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔

"دارالسلام میں۔ میرے بیان کی تصدیق ہو سکے گی۔ ویزا فارم پر تصویر بھی ہوتی ہے۔ وہ کاغذات جو میں جمع کرا چکا ہوں۔ میرے بیان کی صداقت کیلئے کافی ہوں گے۔۔"

"اچھی بات ہے۔ جب تک تمہارے بیان کی تصدیق نہیں ہو جاتی تم حراست میں رہو گے۔۔"

"مجھے منظور ہے جناب۔۔۔"

ٹھیک اُسی وقت ایک بڑی دلکش سفید فام عورت جھونپڑے میں داخل ہوئی اور ظفر الملک پر ایک اچٹتی سی نظر ڈالتی ہوئی قریب ہی کی دوسری میز کے سامنے جا بیٹھی۔ اُس کے بعد اُس نے پھر بہ نظرِ غائر ظفر الملک کی طرف دیکھا اور چونک پڑی تھی۔

"یہ کون ہے۔۔۔؟" اُس نے باوردی آدمی سے فرنچ میں پوچھا۔

وہ اُسے اُس کے بارے میں بتلانے لگا۔

"نام کیا ہے۔۔۔" عورت نے پوچھا۔

"ابھی نہیں پوچھا۔۔۔"

"تمہارا نام کیا ہے۔۔۔" عورت نے براہِ راست ظفر الملک سے انگلش میں سوال کیا۔

"ظفر الملک۔۔۔"

"خدا کی پناہ۔۔۔" عورت بے اختیارانہ انداز میں اُٹھتی ہوئی بولی "تو میرا خیال غلط نہیں تھا۔ یعنی پرنس ز دفر۔۔۔ تم یہی تو کہلاتے تھے آکسفورڈ میں۔۔۔ اور تمہارا سیکریٹری۔۔۔ وہ ریچھ تھا۔ کیا نام تھا اُس کا۔۔۔؟"

"جیمسن۔۔۔"

"جیمسن۔۔۔ جیمسن۔۔۔" وہ سر ہلا کر بولی۔ اور باوردی آدمی سے کہا "اُٹھکر کرسی پیش کرو۔۔۔"

وہ متحیرانہ انداز میں کبھی ظفر الملک کی طرف دیکھتا تھا اور کبھی عورت کی طرف۔

"شکریہ۔۔۔" ظفر کے لہجے میں بھی حیرت تھی۔ وہ پیش کی جانے والی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"تم شاید مجھے نہ پہچانتے ہو۔۔۔"

"مجھے افسوس ہے۔۔۔"

"دراصل میں الگ تھلگ زندگی گذارنے کی عادی تھی لیکن تم تو مشہور لوگوں

میں سے تھے "مینڈولین اب بھی بجاتے ہو۔۔۔"

"کبھی کبھی۔۔۔"

"لیکن مجھے حیرت ہے کہ تمہیں لوٹنے والے اتنی دور لاکر کیوں ڈال گئے۔ ظاہر ہے کہ تم اس طویل عرصے تک بیہوش ہی رہے ہو گے۔۔۔"

"ظاہر ہے۔۔۔"

"تنزانیہ کی طرف کیسے آ نکلے۔۔۔"

"بس یونہی تفریحاً۔۔۔" ظفر نے مسکرا کر کہا "اب اپنا نام بھی بتا دو۔۔۔"

"پورشیا سنگلش۔۔۔ میں یہاں پروجیکٹ ڈائرکٹر کی حیثیت سے کام کر رہی ہوں۔ ایک زرعی پروجیکٹ ہے۔۔۔"

"فوج کی نگرانی میں۔۔۔"

"اوہ نہیں۔۔۔ یہ لوگ فوجی نہیں ہیں۔۔۔ انتظامی عملہ ہے۔ باوردی اور مسلح اس لئے رہتے ہیں کہ بعض قبائل اس پروجیکٹ کی مخالفت کر رہے ہیں۔۔۔"

چند لمحوں کی خاموشی کے بعد اُس نے باوردی آدمی سے کہا "ایک ہٹ ان کے لئے خالی کرادو۔ دو چار دن یہ میرے مہمان رہیں گے۔۔۔"

"بہت بہتر۔۔۔" کہتا ہوا وہ اُٹھا تھا اور جھونپڑے سے باہر نکل گیا تھا۔۔۔

"اگر شکار کھیلنا چاہو گے تو اس کا بھی انتظام کر دیا جائے گا۔" پورشیا نے ظفر سے کہا۔

"فی الحال تو آرام کروں گا۔۔۔"

"مگر۔۔۔ واقعی بڑی عجیب بات ہے! وہ لوگ تمہیں اتنی دور کیوں پھینک گئے۔"

"میں بھی ابھی اُلجھن میں ہوں۔ انہوں نے مجھ سے میرا وہ ہینڈ بیگ چھین لیا جس میں میرے کاغذات بھی تھے اور کرنسی بھی۔۔۔"

"کرنسی کی فکر نہ کرو۔۔۔" وہ مسکرا کر بولی "البتہ کاغذات سے متعلق تم ہی کچھ

کر سکو گے ۔۔۔ "!

ظفر کچھ نہ بولا۔ تھوڑی دیر بعد اُس کو اُسی جھونپڑے میں بھجوا دیا گیا جہا آرام کرتا تھا۔ اب وہ اِس عورت کے علاوہ اور سب کچھ بھول گیا تھا۔ نہ اپنی موجو حالت کا احساس رہ گیا تھا اور نہ اسی کی فکر تھی کہ آئندہ کیا ہوگا۔۔۔

آدھے گھنٹے بعد ایک سیاہ فام عورت اُس کیلئے کھانا لائی تھی۔ اور اُسے [illegible] ہو گیا تنہا کھانا پڑے گا۔ وہ تو سمجھا تھا کہ پورشیا کم از کم کھانا تو اُسی کے ساتھ کھائے گی ۔۔۔!

سیاہ فام عورت سرو کرنے کیلئے کھانے کے اختتام تک وہیں ٹھہری رہی تھی۔ اس کے چلے جانے کے بعد وہ بستر پر آ بیٹھا۔ پیٹ بھر جانے کے بعد اچانک نیند کا غلبہ ہوا تھا۔ اتنا شدید کہ وہ بیٹھے بیٹھے ایک دم دائیں جانب لڑھک گیا۔

تھوڑی دیر بعد دو سیاہ فام آدمی ایک اسٹریچر لئے ہوئے جھونپڑے میں داخل ہوئے۔ اسٹریچر فرش پر رکھ دیا۔ ظفر کو بستر سے اُٹھا کر اسٹریچر پر ڈالا اور اُٹھا کر ایک طرف چل دیئے۔ لیکن ظفر الملک کی نیند کا سلسلہ کسی طرح نہ ٹوٹا۔

وہ ایک چھوٹی سی جدید طرز کی عمارت کے کمپاؤنڈ میں داخل ہوئے اور دروازے سے گذرتے ہوئے ایک ایسے بڑے کمرے میں جا پہنچے جو اپنے ساز و سامان کی بنا پر کسی ہسپتال کا آپریشن تھیٹر معلوم ہوتا تھا۔ ظفر الملک کو اسٹریچر سے ایک بڑی میز پر منتقل کر دیا گیا۔ اُس کی نیند اب بھی برقرار تھی۔

وہ دونوں کمرے سے نکل گئے۔ اور کچھ دیر بعد پورشیا کمرے میں داخل ہوئی۔ اُس نے ظفر کو دیکھ کر سر کو خفیف سی جنبش دی اور میز کے قریب آ کھڑی ہوئی۔ چہرے کی طرف ہاتھ بڑھا کر اُس کی پلکیں اُلٹی تھیں اور پتلیوں کو دیکھتی رہی تھی۔

میز کے اُوپر ایک بڑے بلب والا لیمپ نصب تھا۔ وہ اُسے کھسکاتی ہوئی اُس کے چہرے پر لائی۔ اور اُسے اتنا اُوپر اُٹھایا کہ چہرے سے اُس کا فاصلہ تین فٹ

زیادہ نہ رہا۔ پھر ایک سوئچ آن کرتے ہی لیمپ روشن ہو گیا تھا۔ تیز قسم کی روشنی جیسے ہی اُس کے چہرے پر پڑی جسم کو جھٹکا سا لگا۔ اور پلکوں کے نیچے آنکھیں گردش کرنے لگیں۔ اب اُس نے ہاتھوں اور پیروں کو بھی جنبش دینی شروع کر دی تھی۔ لیکن اُسے عالم بیداری نہیں کہا جا سکتا تھا۔ دفعتہً پورشیا اونچی آواز میں بولی "ظفر الملک! کیا تم مجھے آواز سے پہچان سکتے ہو ۔۔۔"!

اُس کے ہونٹوں میں جنبش ہوئی اور ایک طویل "ہاں" نکل کر رہ گئی۔

"میں کون ہوں ۔۔۔"!

"تم پورشیا ہو ۔۔۔" بے خبر سوتے ہوئے ظفر الملک نے جواب دیا۔

"کیا تمہیں مجھ سے مل کر خوشی ہوئی ہے ۔۔۔"!

"مل کر خوشی تو ہوئی تھی۔ لیکن تمہارے رویئے سے مایوسی بھی ہوئی ہے ۔۔۔"!

"کس رویئے سے ۔۔۔"!

"میں سمجھا تھا کہ ہم دونوں کھانے کی میز پر ساتھ ہوں گے"!

"میں مصروف تھی۔ اب شکایت کا موقع نہیں ملے گا! اب تو خوش ہو ۔۔۔"!

"بہت زیادہ ۔۔۔"!

"تم تنزانیہ کیوں آئے ہو ۔۔۔"!

"میرے چیف نے بھیجا ہے ۔۔۔"!

"چیف کون ہے ۔۔۔"!

"ایکس ٹو ۔۔۔"!

"یہ تو اُس کا کوڈ نام ہوا۔۔۔ اصل نام بتاؤ ۔۔۔"!

"کوئی بھی نہیں جانتا ۔۔۔"

"اچھا۔۔۔ حلیہ بتاؤ ۔۔۔"!

"اُسے آج تک کسی نے دیکھا ہی نہیں۔۔۔ حلیہ کیا بتاؤں گا ۔۔۔"!

پودرشیا نے لیمپ بجھا دیا۔۔ ظفر الملک اب بھی سو رہا تھا۔ پودرشیا نے اس کی آستینیں شانوں تک سرکا دیں۔ ایک مشین سے دو تار الگ کئے اور ان کے سرے کو اس کے بازوؤں سے لگا کر ربڑ کے تسموں سے لپیٹ دیا۔ پھر لیمپ بھی روشن کیا تھا۔ اور ساتھ ہی مشین کا ایک اسکرین بھی روشن ہو گیا تھا۔ اسکرین کے وسط میں ایک چھوٹا سا سیاہ نکتہ متحرک رہا تھا۔

"ظفر الملک! کیا تم میری آواز سن رہے ہو؟" اس نے اونچی آواز میں پوچھا۔

"ہاں۔ سن رہا ہوں۔" ظفر نے جواب دیا۔

اس نے اسکرین کی طرف دیکھا۔ سیاہ نکتہ تیزی سے گردش کرنے لگا تھا۔

"ایکسٹو کا حلیہ بتاؤ۔۔۔!"

"اسے آج تک کسی نے دیکھا ہی نہیں۔۔۔!"

اس نے پھر اسکرین پر نظر ڈالی۔ سیاہ نکتہ اسی طرح گردش کرنے لگا تھا۔

"عمران کہاں ہے۔۔؟"

"میں نہیں جانتا۔۔ ایک ماہ سے ملاقات نہیں ہوئی۔۔!"

"تم یہاں کیوں آئے تھے۔۔؟"

"ایک عورت سے ملنا تھا۔"

"کیوں ملنا تھا۔۔؟"

"یہ نہیں بتایا گیا تھا۔ اس عورت ہی سے معلوم ہوتا کہ مجھے یہاں کیا کرنا ہے۔!"

"تو اس عورت سے کیا معلوم ہوا۔۔۔!"

"وہ فراڈ نکلی۔۔۔ اس کے ساتھیوں نے مجھے بیہوش کر کے یہاں لا ڈالا ہے۔!"

"فراڈ سے کیا مراد ہے۔۔؟"

"اگر وہ وہی عورت ہوتی جس سے مجھے ملنا تھا تو میں یہاں کیوں پایا جاتا۔۔!"

"اب تم کیا کرو گے۔۔!"

"واپس جانے کی کوشش کروں گا۔۔۔ یا پھر اپنے چیف کو حالات سے مطلع کر کے دوسرے احکامات کا منتظر رہوں گا۔۔!"

* * *

مسوما حیرت سے آنکھیں پھاڑے جیمسن کو دیکھے جا رہا تھا۔۔ اور جیمسن برا سا منہ بنائے کھڑکی سے باہر دیکھ رہا تھا۔

"مجھ میں نہیں آتا آخر یہ سب کیا ہو رہا ہے۔۔۔!" مسوما نے تھوڑی دیر بعد کہا۔

"میں نے کہا تھا کہ تمہارے آدمی ہم دونوں پر نظر رکھیں گے۔" جیمسن اس کی طرف مڑ کر بولا۔

"سنو بھائی جیمسن۔۔۔ میں صرف احکامات دے سکتا ہوں۔۔ خود ہر ایک کے پیچھے نہیں دوڑ سکتا۔ بہرحال میں ان سے جواب طلب کروں گا۔ اور پھر ہو سکتا ہے کہ وہ مجھے اس عورت کے بارے میں رپورٹ دیں۔۔ جب وہ تم سے الگ ہوئی ہو گی تو اس کا تعاقب ضرور کیا گیا ہو گا۔۔!"

"کتنے آدمی نگرانی کر رہے تھے۔۔!"

"یہ میں نہیں بتا سکتا۔ میرے ماتحت نے ڈیوٹیاں لگائی ہوں گی۔۔!"

"تم خود کچھ نہیں کرتے مسٹر مسوما۔۔۔!"

"تو پھر مسٹر جیمسن! تم مجھے کیا سمجھتے ہو۔۔! میں اپنے محکمے کے سربراہ کا ڈپٹی ہوں۔"

"اوہ۔۔۔" جیمسن ہونٹ سکوڑ کر رہ گیا۔ پھر بولا۔ "اس کے باوجود بھی تم نہیں جانتے کہ ہم سب کیا کرتے پھر رہے ہیں۔۔!"

"میں اپنے کام سے کام رکھتا ہوں۔ جتنا کہا جائے اس سے ایک انچ ادھر نہ ادھر۔!"

"ذمہ داریوں کو محدود کرنے کا بہترین طریقہ... واقعی بہت ذہین ہو"

"اور اب مجھے فکر ہے کہ تمہارے لئے کیا کروں۔"

"کیا میرے لئے سنگسار کرنے کا حکم ملا ہے۔"

مسوما نے دانت نکال دیئے۔ کچھ دیر ہنستا رہا پھر بولا "تم بہت اچھی گفتگو کرتے ہو اسی لئے تمہاری طرف دل کھنچتا ہے۔"

جیمسن اب کچھ اور ہی سوچ رہا تھا... کہیں یہ مسوما فراڈ تو نہیں ہے۔ اس پر پہلے بھی سوچ چکا تھا۔ لیکن اب حالات مختلف تھے۔ ظفر غائب ہو چکا تھا جس طرح غائب ہوا تھا اس کا اظہار خود لسلی ہی کر چکی تھی۔ اس کے باوجود بھی مسوما بارے میں اتنی لاتعلقی سے باتیں کر رہا تھا۔ حالانکہ اس واقعے کے بعد لسلی پر کڑی رکھنے کی ضرورت تھی۔

فون کی گھنٹی بجی... اور مسوما نے ریسیور اٹھایا۔ تھوڑی دیر تک کچھ پھر ریسیور کریڈل پر رکھ کر ایک زوردار قہقہہ لگایا۔

"خیریت" جیمسن آنکھیں پھاڑ کر بولا۔

"وہ کہہ رہا تھا کہ تم دونوں ہی آگے جنگل میں کسی طرف غائب ہو گئے نے اپنی ہنسی پر قابو پانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"وہ خود کسی انیونی کی صحبت میں جا بیٹھا ہوگا" جیمسن نے شانے سکوڑ کر

"بہرحال یہ تجربہ ہوا کہ میرے ماتحت سنجیدگی سے اپنے فرائض ادا نہیں

جیمسن کچھ نہ بولا۔ مسوما کہتا رہا۔ "یہ اچھی بات نہیں ہے۔ کم از کم نگرانی پر لگانے چاہیئے تھے۔ یہ شائد ایک ہی تھا اور کہیں کچھ کھا ہوگا۔ اور تم دونوں اس پلانٹ سے ہٹ گئے ہو گے جہاں تمہیں چھوڑ دیا گیا ہوگا۔"

"ختم کرو مسٹر مسوما، ہمارے یہاں کے زیر تربیت لوگ بھی اتنے

نہیں ہوتے۔"

مسوما اسے ٹٹولنے والی نظروں سے دیکھتا ہوا بولا "بات دراصل یہ ہے مسٹر جیمسن... ہمیں معاملات کی نوعیت سے پوری طرح آگاہ نہیں رکھا جاتا کہ اسکی اہمیت کا احساس ہو۔"

"میں نے کہا تھا ختم کرو... اس چکر کو... اب کچھ تفریحی باتیں ہو جائیں... آج رات کہاں گذارو گے۔"

"گھر پر..." وہ چہرے پر پریشانی کے آثار پیدا کر کے بولا "میرا چھوٹا بچہ بیمار ہو گیا ہے۔ ماں سے زیادہ مجھ سے مانوس ہے..."

"کل کتنے بچے ہیں..."

"چار... ان میں سے صرف تین عدد..."

"مایوس کن... ہماری طرف تو ایک ہی سے گھر بھر جاتا ہے... خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا۔ یہ بتاؤ کہ اس صورت میں میرا کیا ہوگا۔"

"تم کلمنجارو ہی واپس چلے جانا... میرے آدمی نگرانی کریں گے۔"

"ورنہ صبح کو تمہیں رپورٹ ملے گی کہ مجھے کوئی پری اٹھا لے گئی..."

"اوہ... نہیں اب ایسا نہیں ہوگا" وہ جھینپی ہوئی ہنسی کے ساتھ بولا "لیکن ٹھہرو... اپنے کمرے میں مت جانا۔ میرا خط لے جانا۔ ہیڈ کوارٹر تمہیں میرے کمرے کی کنجی دلا دے گا۔ وہیں قیام کرنا..."

"اچھی بات ہے..." جیمسن کچھ سوچتا ہوا بولا تھا۔

اور پھر شام کو وہ کلمنجارو کی طرف روانہ ہو گیا۔ مسوما نے... ایک بند لفافہ اس کے حوالے کیا تھا۔ اور ہدایت کی تھی کہ ہیڈ کوارٹر کے علاوہ اور کسی کو نہ دے۔ جیمسن نے راستے میں ایک ریستوران کے قریب ٹیکسی رکوائی۔ کرایہ ادا کیا۔ اور اندر چلا گیا۔ ایک میز منتخب کی۔ بیٹھا ہی تھا کہ ویٹر سر پر مسلط ہو گیا۔

"پہلے مجھے باتھ روم کا راستہ بتاؤ۔ پھر آرڈر پلیس کروں گا۔" جیمسن ن
سے کہا۔

"بہت بہتر جناب ... میرے ساتھ آئیے ...!"

باتھ روم میں پہنچ کر اُس نے دروازہ بند کیا اور جیب سے لفافہ نکال کر اُسے کھول لینے کی کوشش کرنے لگا۔ زیادہ دشواری پیش نہیں آئی تھی۔ وہ طرح کھلا تھا کہ دوسری بار بند کئے جانے پر اُس کی ہیئت نہ بگڑتی۔

اور پھر وہ متحیر رہ گیا۔ کیونکہ لفافے سے برآمد ہونے والا پرچہ بالکل سادہ تھا۔ اُس پر ایک لفظ بھی نہیں لکھا گیا تھا۔

جیمسن کی پیشانی پر سلوٹیں ابھر آئیں۔ اس کا مطلب ؟ تو کیا یہ سوما مجھ ؟ ۔ یہ سادہ پرچہ کسی قسم کا اشارہ بھی ہو سکتا تھا۔ لیکن محض اسی سادگی کے حصول کی بنا پر شہر والز در اُسے سوما کے کمرے کی کنجی دینے والا تھا۔ تو گویا رات اُسے بھی لانڈری کی ٹرالی نصیب ہونے والی تھی۔ اُس نے سر ہلا کر دل ہی دل اچھا بیٹے سوما! تمہیں بھی دیکھوں گا۔ پتا نہیں تم نے ایکس ٹو کا کارڈ کہاں حاصل کیا ہے۔ اُس نے لفافے کو جیب میں رکھا اور ہال میں واپس آکر وہی میز سنبھال لی جو پہلے سے منتخب کر چکا تھا۔

ویٹر اس کا آرڈر لے گیا اور وہ سوچتا رہا۔ کیا اس وقت سوما کے آدمی اُس کی نگرانی کر رہے ہوں گے ... دفعتہً وہ چونک پڑا ... بائیں جانب تھوڑے فاصلے پر کرنل لونارڈ کا نیگرو ملازم بیٹھا نظر آیا تھا۔ دونوں کی نظریں ملیں اور نیگرو دوسری طرف دیکھنے لگا۔ لیکن جیمسن نے اُس کی آنکھوں میں شناسائی کا اظہار پڑھ لیا تھا۔

دونوں اپنی اپنی میزوں پر کھاتے پیتے رہے اور پھر دونوں نے اپنی اپنی میزوں کے ویٹرس کو ساتھ ہی طلب کیا تھا۔

"بل لاؤ ..." جیمسن نے ویٹر سے کہا۔

قریب قریب ساتھ ہی دونوں نے ادائیگیاں کی تھیں اور آگے پیچھے باہر نکلے تھے۔ دفعتہً نیگرو نے سر گھما کر اُسے اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا اور قریب ہی کی ایک پتلی سی گلی میں داخل ہو گیا ... اور پہلی بار جیمسن نے یہاں کی تنگ پتلی گلیاں دیکھیں۔ اُسے اپنے ملک کے بعض شہروں کی گلیاں یاد آگئیں۔ لیکن دارالسلام کی گلیوں میں گندگی نام کو بھی نہیں تھی۔

انہی گلیوں میں جیمسن کو اندازہ لگانے کا موقع ملا تھا اُس کا تعاقب نہیں کیا گیا ...!

دفعتہً نیگرو ایک جگہ رک گیا اور مکان کے کھلے ہوئے دروازے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا "اندر چلو ...!"

جیمسن نے خاموشی سے اس مشورے پر عمل کیا تھا۔ دروازے سے گزر کر ایک لمبی اور نیم تاریک راہداری سے سابقہ پڑا ... لیکن ابھی چند ہی قدم چلا تھا کہ اچانک کئی آدمی اُس پر ٹوٹ پڑے۔ وہ تو مطمئن تھا کہ شاید ایسے ہی لوگوں میں پہنچ گیا ہے جو حقیقتہً ایکس ٹو کے کارندے ہیں۔ لیکن یہ کیا ہوا۔ ہاتھ پیر ہلانے کی بھی مہلت نہیں ملی تھی اور باندھ دیا گیا تھا۔

پھر وہ اُسے ایک کمرے میں لے گئے تھے اور کرسی پر بٹھا کر اس طرح جکڑ دیا کہ جنبش کرنا بھی محال ہو گیا ...

نیگرو اُس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا مسکرایا اور آہستہ سے بولا۔ "اب ٹھیک ہے ...!"

"کیا ٹھیک ہے ..." جیمسن سرخ سرخ آنکھیں نکال کر غرایا۔

نیگرو نے مڑ کر دوسرے سیاہ فاموں کو کمرے سے چلے جانے کا اشارہ کیا تھا۔

"ٹھیک ہے مسٹر! اب میں تمہاری اصلی شکل دیکھ سکوں گا۔" اُس نے اُن

لوگوں کے چلے جانے کے بعد جیمس نے کہا۔

"بکواس مت کرو۔۔۔ میں اس قسم کا مذاق پسند نہیں کرتا۔۔۔"

نیگرو ایک الماری کھولنے لگا تھا۔ کچھ نہ بولا۔ لیکن جب دوبارہ مڑا تو جیمس نے اس کے ہاتھ میں ایک بڑی سی قینچی دیکھی۔۔۔ اور اس کے ہونٹوں پر عجیب سی مسکراہٹ نظر آئی۔

"مجھ سے دور رہنا۔۔۔ تمہارے منہ سے شراب کی بو آ رہی ہے۔۔۔ تم نشے میں ہو۔۔۔" جیمس نے چیخ کر کہا۔

"شراب کی بو ضرور آ رہی ہوگی مسٹر۔۔۔ لیکن میں نشے میں نہیں" اس نے کہا اور جھپٹ کر جیمس کی ڈاڑھی پکڑ لی۔۔۔ ساتھ ہی قینچی والا ہاتھ بھی حرکت میں آ گیا تھا۔

"اوہ۔۔۔ یہ کیا۔۔۔ حرامی۔۔۔ سور۔۔۔" غصے کی شدت سے جیمس کی آواز حلق میں پھنسنے لگی۔۔۔ اتنی دیر میں داڑھی کا بیشتر حصہ ضائع ہو چکا تھا۔۔۔ لیکن جیمس اس بری طرح کرسی سے جکڑا ہوا تھا کہ صرف گردن ہی کو جنبش دے سکتا تھا۔۔۔ لیکن گردن بھی نیگرو کے بائیں ہاتھ کی گرفت میں آ گئی تھی۔ اور دایاں ہاتھ داڑھی کی صفائی کر رہا تھا۔

غصے اور احساس بے بسی کی بنا پر جیمس کے سارے جسم سے ٹھنڈا ٹھنڈا پسینہ چھوٹ رہا تھا۔ قینچی کا کام ختم کر کے اس نے اس کے گالوں پر شیونگ کریم لگائی اور اسے برش کرنے لگا۔ پھر استرہ سنبھال کر گالوں کی چھلائی شروع کر دی۔ آہستہ آہستہ جیمس کا دماغ بھی ٹھنڈا ہوتا جا رہا تھا۔ اس نے آنکھیں بند کر لیں اور کچھ سوچنا ہی چھوڑ دیا۔

اس وقت چونکا تھا جب نیگرو نے اس کے چہرے پر سائفن سے پانی کی دھار ماری تھی۔۔۔

پھر نرم تولئے سے چہرہ خشک کرتا ہوا بولا۔ "اب دیکھو تو کیسی چاند سی

شکل نکل آئی ہے۔ لیڈی لیونارڈ دیکھ کر خوش ہو جائیں گی۔"

"تو اپنی شکل بھی تو دیکھ" جیمس جھنجھلا کر بولا "یہ ڈاڑھی ہے یا گڈریے کی دم۔۔۔"

"میں برا نہیں مانتا کیونکہ اپنے مالک کے حکم سے تمہارے ساتھ یہ نازیبا برتاؤ کرنا پڑا ہے۔۔۔؟"

"آخر کیوں؟ میں نے تو تم لوگوں کو دوست سمجھا تھا۔۔۔"

"اب بھی دوست ہی سمجھو گے۔۔۔ اگر غصہ ٹھنڈا ہو گیا ہو تو اب میں تمہیں کھول دوں۔۔۔"

جیمس کچھ نہ بولا۔ بدستور پھاڑ کھانے والے انداز میں دیکھتا رہا۔۔۔

دفعتاً راہداری سے قدموں کی چاپ سنائی دی اور کرنل ڈونا لیونارڈ کمرے میں داخل ہوا۔

"ٹھیک ہے؟" اس نے جیمس پر نظر ڈال کر کہا۔

"کیا ٹھیک ہے۔۔" جیمس غرایا۔

"ضروری نہیں کہ ہر بات تمہیں بھی بتائی جائے۔۔۔"

"میں اپنی ڈاڑھی کی بات کر رہا ہوں۔۔۔"

"غیر ضروری تھی۔۔۔"

"اپنی ڈاڑھی کے بارے میں کیا خیال ہے۔۔۔"

"ضروری ہے۔" اس نے خشک لہجے میں جواب دیا اور نیگرو سے بولا "اسے آدمی بنا کر میرے کمرے میں لاؤ۔۔۔"

وہ چلا گیا۔ اور نیگرو وہیں کھڑا پر تشویش نظروں سے جیمس کو دیکھتا رہا۔ اور جیمس کی تو سمجھ ہی میں نہیں آ رہا تھا کہ اب اسے کیا کرنا چاہئے۔

"اگر تم مرنے مارنے پر آمادہ نہ ہونے کا وعدہ کرو تو میں تمہیں کھول دوں۔"

نیگرو نے تھوڑی دیر بعد اُس سے پوچھا۔

"اُو خدا کے بندے کھول بھی! میں تیرے کرنل سے دو دو باتیں کرنا چاہتا ہوں۔ پھر کہہ دوں کہ میں بالکل بے قصور ہوں۔"

"ہاں، ہاں۔ میں سمجھتا ہوں۔"

"شکریہ۔" نیگرو مسکرا کر بولا۔ اور رسی کی گرہیں کھولنے لگا۔ جیمسن نے کرسی سے اُٹھ کر بے تکلف انداز میں انگڑائی لی۔ اور اپنے چکنے چکنے گالوں پر ہاتھ پھیرا۔

"اب تمہیں کرنل کے کمرے میں چلنا ہے۔" نیگرو نے کہا۔

"چلو۔" جیمسن بالکل ٹھنڈا پڑ گیا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا۔ ہو سکتا ہے۔ اس طرح اُسے سوما کے چنگل سے رہائی مل جائے۔

وہ نیگرو کے ساتھ دوسرے کمرے میں داخل ہوا۔ لیکن یہاں کرنل کی بجائے اُس کی بیوی موجود تھی۔

"اوہ ڈیئر۔" وہ اُسے دیکھ کر اُٹھتی ہوئی بولی۔ "خاصے دلکش نکل آئے ہو۔"

نیگرو اُسے وہاں چھوڑ کر واپس چلا گیا۔

"بیٹھو۔" مسز لیونارڈ نے کرسی کی طرف اشارہ کیا۔

"شکریہ۔" وہ گالوں پر ہاتھ پھیرتا ہوا بیٹھ گیا۔

"لیکن اس بارے میں محتاط رہو۔" مسز لیونارڈ نے کہا۔ "اگر اسی طرح گالوں پر ہاتھ پھیرتے رہے تو دوسروں کو اندازہ لگانے میں دشواری نہ ہوگی کہ حال ہی میں داڑھی سے محروم ہوتے ہو۔"

"اوہ ہاں۔" جیمسن چونک کر بولا۔ "لیکن اس زبردستی کی کیا ضرورت تھی۔ یہ ضروری تھا کہ میں اپنی یہ شناخت ضائع کر دوں۔ تو محض شبہے ہی پر ایسا ہو جاتا۔"

"میں نہیں جانتی۔ کرنل جانیں۔ ہاں اُس کے بعد کی رپورٹ پیش کرو۔"

"میرے ساتھی کے بعد شاید اب میری باری ہے۔" جیمسن نے کہا۔ چند لمحے خاموش رہا اور پھر وہ گفتگو دہرانے لگا جو اُس کے اور سوما کے درمیان ہوئی تھی۔

"اب یہ خط بھی دیکھ لو۔" جیمسن نے اُسکا دیا ہوا لفافہ مسز لیونارڈ کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

اُس نے لفافہ کھول کر پرچہ نکالا اور اُسے اُلٹ پلٹ کر حیرت سے دیکھتی رہی۔ پھر بولی۔ "تمہارا خیال درست ہے۔"

"اب تو بتا دو۔ کیا چکر ہے۔۔ ورنہ غفلت میں مارا جاؤں گا۔ پتا نہیں میرے ساتھی پر کیا گذری ہو۔ اگر وہ حالات سے لاعلم نہ ہوتا تو کبھی اس طرح بے بس نہ ہوتا۔"

"حالات کا علم تو اب ہوا ہے۔" دفعتہً عقب سے کرنل کی آواز آئی اور جیمسن چونک کر مڑا۔ کرنل دروازے میں کھڑا نظر آیا تھا۔ پھر وہ آہستہ آہستہ چلتا ہوا کمرے کے وسط میں آگیا۔

"کیا علم ہوا ہے۔" جیمسن نے جھنجھلا کر پوچھا۔ کرنل کو دیکھ کر نہ جانے کیوں اُس کی مُٹھیاں بھنچنے لگی تھیں۔

"یہی کہ سوما ہی وہ کالی بھیڑ ہے جس کیلئے ہمیں اتنی تکلیف اُٹھانی پڑی ہے۔"

"میں نہیں سمجھا۔"

"وہ محکمۂ کارِ خاص کا ڈپٹی ڈائرکٹر ہے۔"

"میں جانتا ہوں۔ یہ اُس نے مجھے کچھ ہی دیر پہلے بتایا ہے۔"

"محکمۂ کارِ خاص کے سربراہ کا خیال تھا کہ اُن کے درمیان کوئی کالی بھیڑ موجود ہے جو سرکاری رازوں کو دوسروں تک پہنچاتی رہتی ہے لیکن خود وہ اُسے تلاش کرنے میں ناکام ہو گیا تھا۔"

"اچھا تو پھر۔"

"ایجنٹوں نے ایک طریقہ متعین کیا جو یہی تھا۔ ہم نے دونوں کے اندر ہی اندر

وہ کالی بھیڑ تلاش کرے۔"

"تو وہ عورت... لسلی کارڈووا... یعنی اصلی والی... ایکس ٹو ہی کی فرستادہ تھی۔"

"یہی بات ہے۔ اگر تمہیں پہلے سے علم ہوتا تو تم اداکاری شروع کر دیتے اور بات کھل جاتی۔ ان لوگوں کو غفلت ہی میں ڈال کر کام نکالا جا سکتا تھا۔ بہرحال محکمے کے سربراہ نے اپنے سارے ڈپٹیوں کی میٹنگ کال کر کے انہیں آگاہ کیا کہ غیر ملک سے ایک عورت آ رہی ہے جو کوڈ ورڈز کے ذریعے ایکسٹو کے آدمیوں کو اپنی شناخت کرائے گی۔ اور پھر وہ تینوں مل کر محکمے کی اس کالی بھیڑ کو تلاش کریں گے۔ لہٰذا وہ اپنے ڈپٹیوں میں سے کوئی ایسا رضاکار چاہتا ہے جو دن رات ان پر نظر رکھ سکے۔ موسا ہی آگے آیا تھا۔ اس نے اصل عورت کو غائب کرا دیا اور اس کی جگہ ایک اور سفید فام عورت کو لے دی۔ جو محض ایک اداکارہ ہے اور رٹائے ہوئے ڈائیلاگ بولتی ہے۔ اصل حالات کا اسے علم نہیں۔"

"تو اصلی والی مفت میں ماری گئی۔"

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا... میں نے اس پر نظر رکھی تھی۔ لہٰذا... اب وہ بھی ہمارے ہی قبضے میں ہے۔"

"خدا کی پناہ... تو شاید وہ اسی لیے مجھ سے پوچھ رہا تھا کہ ہم دونوں کے علاوہ ایکسٹو نے اور کسے بھیجا ہے۔ بلکہ اپنا خیال بھی ظاہر کیا تھا کہ ہمارے رینک سے اونچے رینک والا بھی کوئی یہاں موجود ہے۔ ظاہر ہے کہ میں لاعلم تھا ورنہ اس نے تو اعتماد میں لینے کی خام سی کوشش کر ڈالی تھی۔"

"تم پر خود کو ظاہر کر دینے کا یہی مطلب تھا۔ ورنہ اصولاً وہ ایسا کرنے کا مجاز نہیں تھا کہ ایکس ٹو کا کارڈ تمہیں دکھا دیتا۔ اگر تم سے مل بھی بیٹھا تھا تو بدستور زنجبارہ کا آدمی بنے رہنا چاہیے تھا۔"

"تو اب تم اس کے سربراہ کو مطلع کر دو گے۔"

"ابھی نہیں۔ ابھی تو یہ دیکھنا ہے کہ وہ کام کس کے لیے کر رہا ہے! اور تمہارے ساتھی کی بازیابی سے قبل میں ایسا کوئی قدم نہیں اٹھاؤں گا کہ اس کی زندگی ہی خطرے میں پڑ جائے۔"

"کیا تمہیں یقین ہے کہ وہ زندہ ہوگا۔"

"ہاں! مجھے یقین ہے۔"

"اور ہاں... وہ سوانگ بازی۔"

"سب اسی کے گرگے ہیں۔ ان کی پرواہ مت کرو۔ سوانگ بازی کا چکر اس نے اس لیے چلایا تھا کہ خود کو تم پر ظاہر کر کے تمہیں اپنے اعتماد میں لینے کی کوشش کرتے۔"

"بات سمجھ میں آ رہی ہے... سوانگ بازی والے معاملے کے بعد ہی اس نے مجھے ایکسٹو کا کارڈ دکھایا تھا۔ لیکن ایک بات سمجھ میں نہیں آتی کہ آخر ایکسٹو کو افریقہ کے کسی ملک سے کیا سروکار ہے۔"

"دو ممالک کے درمیان اس قسم کے تعاون کے سمجھوتے بھی ہو سکتے ہیں اور پھر اصل معاملہ تو دوسرا ہی ہے۔"

"اگر کوئی حرج نہ ہو تو وہ بھی بتا دو۔ کیونکہ میں اپنے ساتھی کی طرح بے خبری میں مارا جانا پسند نہیں کروں گا۔"

"تمہارے ملک میں کبھی کسی دھاریدار آدمی کا قصہ چلا تھا[ط]۔؟"

"ہاں... ہاں... چلا تھا۔"

"یہاں بھی کچھ ایسا ہی معاملہ درپیش ہے... وہاں دھاریدار آدمی بنائے گئے تھے۔ اور اس وقت ایکسٹو ان کی تخلیق کے مقصد سے آگاہ نہیں ہو سکا تھا۔ یہاں شاید مقصد کا بھی علم ہو جائے۔"

"وہ کس طرح۔؟"

"زنٹ ڈیلی کے جنگلوں میں وانڈیری قبائل آباد ہیں۔ ابھی تک وحشی ہیں۔ پہلے کبھی جنگلوں سے نکل کر انہوں نے مہذب آبادیوں کا رخ نہیں کیا۔ لیکن اب جنگلوں

[ط] اس حیرت انگیز داستان کے لیے "رینگتی موت" والا سلسلہ ملاحظہ فرمائیے۔

سے نکل نکل کر آبادیوں میں آ رہے ہیں ۔۔۔ ایک مجروح کا قصہ سُنا رہے ہیں۔ اُن قبائل کے افراد جو ہے تو انسانی ہی شکل میں لیکن اُس کے جسم پر زیبرا کی سی دھاریاں ہیں ۔۔۔ اور اُس کی قوت کا یہ عالم ہے کہ بڑے بڑے ہاتھیوں کی سونڈ پکڑ کر انہیں فٹ بال کی طرح دور دور اُچھال پھینکتی ہے ۔۔۔!"

"ہاں ۔۔۔ لیکن ہمارے یہاں جو ۔۔۔ دھاری دار آدمی پائے گئے تھے اُن پر زیبرا کی سی سفید اور سیاہ دھاریاں نہیں تھیں ۔۔۔ تین رنگوں کی دھاریاں تھیں غالباً زرد نیلی اور سُرخ ۔۔۔!"

"اِس سے کوئی فرق نہیں پڑتا ۔۔۔ دھاریوں کی رنگت میں تبدیلی بھی ممکن ہے۔"

"وہ کس طرح ۔۔۔؟"

"جس طرح وہ دھاریاں پیدا کی جاتی ہیں ۔۔۔!"

"تو اس کا یہ مطلب ہوا کہ زیبرا لینڈ کا چکر ہے۔" جیمسن طویل سانس لیکر بولا۔ کرنل اِس پر خاموش ہی رہا تھا۔

"لیکن جناب ۔۔۔" جیمسن تھوڑی دیر بعد بولا۔ "ہاتھیوں کو گیندوں کی طرح اُچھال پھینکنا مقصد تو نہ ہوا ۔۔۔!"

"میں نے یہ کب کہا ہے! بنیادی چیز تو دانڈ ریری قبائل کا جنگلوں سے نکل بھاگنا ہے ۔۔۔!"

"میں نہیں سمجھا ۔۔۔!"

"وہ اُن سے جنگل خالی کرانا چاہتے ہیں! اور ایک ایسی کہانی کی پبلسٹی کرنا چاہتے ہیں کہ مہذب لوگ بھی جنگلوں میں داخل ہونے کی جرأت نہ کر سکیں ۔۔۔!"

"ٹھہرو ۔۔۔ ٹھہرو ۔۔۔" جیمسن ہاتھ اُٹھا کر بولا۔ "مجھے مواکازی کی ایک چٹھی یاد آ رہی ہے جو غالباً اس طرح تھی تم میں وہ لوگ آئیں گے جو پہلے کبھی نہیں آئے اور وہ تمہیں ایک حیرت انگیز اطلاع دیں گے۔ تب پھر تم سفید فاموں کے ساتھ

کرنا اور وہ کرنا ۔۔۔ کہیں یہ اشارہ دانڈ ریری قبائل ہی کی طرف تو نہیں ہے کیونکہ آپ ہی کے بیان کے مطابق اُنھوں نے پہلی بار آبادیوں کا رُخ کیا ہے۔"!

"ہو سکتا ہے! اِس واقعے کی پبلسٹی کے لیئے یہ طریقہ بھی اختیار کیا جا سکتا ہے۔"

کچھ دیر تک خاموشی رہی پھر جیمسن بولا۔ "سب کچھ جائے جہنم میں ۔۔۔ میں تو اپنے ساتھی کی واپسی چاہتا ہوں۔ اگر وہ اِن حالات سے باخبر ہوتا تو اس پر ہاتھ ڈالنا آسان نہ ہوتا ۔۔۔!"

"وہم ہے تمہارا ۔۔۔ کبھی نہ کبھی کسی مرحلے پر تم میں سے کسی کو ضرور اس سے دوچار ہونا پڑتا ۔۔۔ تم نے سوما کا خط اس لئے کھول ڈالا کہ ہم سے ملاقات ہو چکی تھی اور تم نے اپنے طور پر کوئی نتیجہ اخذ کرنے کی کوشش کر ڈالی۔ اس صورت میں سوما کے خلاف شبہات میں مبتلا ہونا ہی تھا۔"

"ہاں یہ تو ٹھیک ہے۔" جیمسن سر ہلا کر بولا۔ "اچھا تو پھر اب اِس خط کے سلسلے میں کیا کرو گے ۔۔۔!"

"کچھ بھی نہیں ۔۔۔!"

"کیا بات ہوئی ۔۔۔!"

"وہ چاہتا تھا کہ تم اِس لفافے کو کھول ڈالو ۔۔۔!"

"میں نہیں سمجھا ۔۔۔!"

"وہ خود ہی تمہیں شبہات میں مبتلا کر کے یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ اب تم کہاں جاتے ہو ۔۔۔ یوں سمجھو کہ مجھ تک پہنچنا چاہتا ہے ۔۔۔!"

"اوہ ۔۔۔ سمجھ گیا ۔۔۔!"

"لہٰذا ۔۔۔ اُسے اُلجھن میں مبتلا رکھنے کا طریقہ یہی ہے کہ خود ہی غائب ہو جاؤ۔"

"لیکن حضرت داڑھی غائب ہو گئی ہے۔ اور شاید سوما مجھے داڑھی کے بغیر بھی پہچان لے ۔۔۔!"

"یونہی چھیل چھال کر نہیں چھوڑ دیئے جاؤ گے۔ ٹھیک اب بھی ہوگا۔"

"میں اب بھی مطمئن نہیں ہوں۔" جیمسن اُسے تیز نظروں سے گھورتا ہوا بولا۔

"کیا مطلب۔۔؟"

"تمہارے پاس بھی ایجنٹوں کے شناختی کارڈ موجود ہوں گے۔۔"

"ہاں۔۔ ہیں تو۔۔ لیکن تمہیں دکھائے نہیں جائیں گے۔۔"

"پھر بھی میں کیسے یقین کر لوں کہ تم بھی مسوماہی کے آدمی نہیں ہو۔۔"

"تم نے دیکھا۔" کرنل بونارڈ نے اپنی بیوی کی طرف دیکھ کر کہا۔ "میں پہلے کہہ رہا تھا کہ یہ آدمی گھامڑ نہیں معلوم ہوتا۔۔"

جیمسن نے فخریہ انداز میں مسز بونارڈ کی طرف دیکھا اور وہ برا سا منہ بنا کر بولی۔ "پچھلے ہوئے جیمبو جھینگے لگتے ہو۔۔"

"کک۔۔۔ کیا مطلب۔۔" جیمسن بوکھلا کر اُٹھ کھڑا ہوا۔

"کیوں۔۔؟ کیوں؟ کیا تکلیف ہے؟" کرنل بونارڈ نے حیرت سے کہا۔

"یہ قطعی غلط ہے کہ میرے ساتھی سے تمہاری ملاقات نہیں ہوئی۔"

"یہ کس بناء پر کہہ سکتے ہو۔۔"

"اُس کے علاوہ اور کوئی مجھے جیمبو جھینگا نہیں کہتا۔۔"

مسز بونارڈ ہنس پڑی۔ اور جیمسن بُرا سا منہ بناتے ہوئے دوسری طرف دیکھنے لگا۔ پھر بولا۔ "مجھے اپنے اس سوال کا جواب نہیں ملا کہ تمہیں بھی مخالف کیمپ کے آدمی کیوں نہ سمجھوں۔۔"

"تم بھی اوّل درجے کے گھامڑ ہی نکلے۔۔۔ اگر سمجھتے بھی تھے تو اس طرح اظہار نہ کرنا چاہیے تھا۔ لہٰذا اب مرنے کیلئے تیار ہو جاؤ۔۔"

بوڑھے کی پتلون کی جیب سے عجیب وضع کا چھوٹا سا پستول نکل آیا۔ پھر شاید جیمسن نے خود کو بہت دلیر ثابت کرنے کے لئے منہ پھاڑ کر قہقہہ لگانا چاہا تھا۔

پستول کی نال سے کسی سیال کی پھوار سی نکلی اور اُس کے حلق میں اُترتی چلی گئی۔۔

"فا، فا۔۔ خاؤں۔۔" وہ منہ پر دونوں ہاتھ رکھ کر دوہرا ہوا۔ اور پھر پٹ سے فرش پر آ رہا۔

اُس کے پورے جسم نے کبھی مرتے ہوئے سانپ کی طرح لہریں سی لی تھیں اور بے حس و حرکت ہو گیا تھا۔

کرنل اور مسز بونارڈ کے قہقہوں سے کمرہ گونجنے لگا۔

◆

ظفر الملک کی نیند کا سلسلہ بالآخر ٹوٹا تھا۔ لیکن جسم میں اتنی سکت بھی محسوس نہیں ہو رہی تھی کہ ہاتھ ایک جگہ سے اٹھا کر دوسری جگہ پر رکھ سکتا۔ اُس نے پھر آنکھیں بند کر لیں۔ سر چرخی کی طرح گھوم رہا تھا۔ دو چار کراہیں بھی نکلی تھیں اور ایسا لگا تھا جیسے کوئی جھک کر اُس کا چہرہ دیکھ رہا ہو۔ پیشانی پر گرم گرم سانسیں بھی محسوس ہوئی تھیں۔۔

اُس نے پھر آنکھیں کھول دیں۔ وہ سفید لباس میں ایک سیاہ فام لڑکی تھی۔

"تت۔۔ تم کون ہو۔۔" ظفر کی زبان سے بمشکل نکل سکا۔

"گڈ۔۔۔" وہ خوش ہو کر بولی۔ "تو تمہیں ہوش آ گیا۔"

"ہوش آ گیا۔۔" اُس نے متحیرانہ انداز میں پلکیں جھپکاتے ہوئے دل میں دہرایا۔ اور پھر خشک ہونٹوں پر زبان پھیر کر رہ گیا۔

"کیا تم میری آواز سن سکتے ہو۔۔"

"سن سکتا ہوں۔ اور تم نے میری بات کا جواب نہیں دیا۔۔"

"میں نرس ہوں۔۔۔ اور یہ ہسپتال ہے۔۔"!

"ہسپتال کیوں؟ میں نہیں سمجھا۔۔" ظفر نے اٹھ بیٹھنے کی کوشش کی۔

"تم کیسے بیہوش ہوئے تھے۔۔"!

"میں بیہوش نہیں ہوا تھا۔۔۔ میں شاید غیر ارادی طور پر سو گیا تھا۔۔"!

"کہاں سو گئے تھے۔۔"!

"ایک جھونپڑے میں جہاں کھانا کھایا تھا۔۔"!

"لیکن تم تو ایک سڑک کے کنارے پڑے پائے گئے تھے۔ بذریعہ پولیس یہاں پہونچائے گئے ہو۔۔"!

"کہاں۔۔؟ کس سڑک پر پایا گیا تھا۔۔۔"!

"یہیں۔۔ سسٹی ڈرائیو پر۔۔۔"!

"سسٹی ڈرائیو! کس شہر کی بات کر رہے ہو۔۔"!

"دارالسلام کی جناب۔۔"!

اس بار وہ بوکھلا کر اٹھ ہی بیٹھا۔۔۔ نرس نے ہاتھ اٹھا کر کہا۔ "لیٹے رہو۔ پولیس اسٹیشن فون کر دوں۔۔۔ انھوں نے کہا تھا کہ ہوش آتے ہی انھیں مطلع کر دیا جائے۔۔"!

نرس چلی گئی اور وہ دونوں ہاتھوں سے سر تھامے بیٹھا رہا۔۔۔ تو وہ دارالسلام میں ہے! شاید کلیمنجارو ہوٹل کے قریب ہی والے ہسپتال میں؟ آخر کیوں؟ کیا وہ کھانا کھانے کے بعد سویا نہیں تھا۔ بیہوش ہوا تھا۔۔۔ لیکن ان لوگوں نے اس کے ساتھ ایسا برتاؤ کیوں کیا۔ اس عورت پوشیا نے تو شناسائی ظاہر کی تھی۔۔ اوہ۔۔۔ جہنم میں جائے۔۔ لیکن اب وہ پولیس کو کیا بیان دے گا۔۔"!

تھوڑی دیر بعد ایک پولیس آفیسر وہاں پہونچ گیا۔ اس عرصے میں ظفر نے طے کر لیا تھا کہ اسے کیا کہنا ہے۔۔ وہی زنجر فون والی کہانی۔ اس نے آفیسر کو بتایا کہ وہ کلیمنجارو کے کمرہ نمبر ننانوے میں مقیم ہے اور بغرض سیاحت وارد ہوا ہے! ہوٹل سے نکل کر

بس سڑک تک آیا تھا۔ کیونکہ اسکی پسند کے برانڈ کے سگریٹ ہوٹل کے کاؤنٹر پر نہیں بکتے تھے! بس پھر اسے اتنا ہی یاد ہے کہ کسی نے پیچھے سے اس کی گردن پکڑ کر گلا گھونٹنا شروع کر دیا تھا۔۔۔ وہ بیہوش ہو گیا تھا شاید۔۔ اور اب ہسپتال میں ہوش آیا ہے۔۔"!

"لیکن آپ کی جیبیں خالی تھیں۔۔۔"!

"اوہ۔۔ تو وہ میرا پرس بھی لے گئے۔ پچاس پچاس شلنگ کے دس نوٹ تھے اس میں!

"کاغذات کہاں ہیں۔۔" آفیسر نے پوچھا۔

"وہ تو کمرے ہی میں چھوڑ گیا تھا۔۔"!

"کیا آپ ابھی میرے ساتھ ہوٹل تک چل سکیں گے۔۔"!

"کیوں نہیں! اتنی ناتوانی بھی محسوس نہیں کر رہا کہ ہوٹل تک نہ چل سکوں۔۔"!

وہ دونوں ہوٹل پہونچے تھے۔ ظفر نے کاؤنٹر سے کنجی حاصل کی تھی۔ ساتھ ہی کاؤنٹر کلرک نے اسے ایک لفافہ بھی تھما دیا تھا۔

"یہ کیا ہے۔۔؟" ظفر نے سوال کیا تھا۔

"آپ کے لئے کوئی دے گیا تھا جناب۔۔"!

پولیس آفیسر نے کمرے میں پہونچ کر اس کے کاغذات چیک کئے۔ اور تعجب آمیز لہجے میں بولا "سسٹی ڈرائیو پر کبھی ایسا نہیں ہوا۔ میری یادداشت میں آپ کا پہلا کیس ہے۔ بہرحال ہم کوشش کریں گے کہ آپ کے نقصان کی تلافی ہو جائے اور مجرم اپنی سزا کو پہونچے۔۔"!

"بہت بہت شکریہ۔۔"!

آفیسر اس کا تحریری بیان لے کر رخصت ہو گیا۔۔۔ پھر ظفر الملک نے کمرے کی طرف توجہ دی تھی۔ سب کچھ جوں کا توں موجود تھا۔ لیکن وہ الیکٹرونک مچھر غائب تھا۔ جھنگے تو سے اسکی آواز کہیں اور سے پہونچتی رہی تھی۔۔!

اچانک اُسے وہ لفافہ یاد آیا جو کاؤنٹر کلرک سے ملا تھا۔ مضطربانہ انداز میں لفافہ جیب سے نکال کر چاک کیا۔ اس میں سے برآمد ہونے والے پرچے پر ایک فون نمبر تحریر تھا اور ہدایت کی گئی تھی کہ ہوٹل پہونچتے ہی اس نمبر پہ رنگ کرے۔ لکھنے والے نے اپنا نام نہیں لکھا تھا۔ ظفر نے ایکس چینج سے رابطہ قائم کر کے نمبر بتلائے اور کال کا منتظر رہا۔

"ہیلو۔۔" دوسری جانب سے مردانہ آواز آئی۔

"ظفر الملک۔۔!"

"اوہ۔ تو تم واپس آ گئے۔۔ وہیں ٹھہرو۔۔ میں آ رہا ہوں۔۔ دس منٹ میں پہونچ جاؤں گا۔۔" کہہ کر سلسلہ منقطع کر دیا گیا۔

ظفر نے بُرا سا منہ بنایا تھا۔ ریسیور کریڈل پہ رکھکر آرام کرسی پہ گر گیا۔ ذہن پر عجیب سی بے حسی طاری تھی۔ اپنے علاوہ اور کسی کا ہوش نہیں تھا۔ اتنی دیر میں ایک بار بھی تو جیمس کا خیال نہیں آیا تھا۔۔۔

دس منٹ گذر گئے۔ کسی نے دروازے پہ دستک دی۔

"آجاؤ۔۔" اُس نے اونچی آواز میں کہا اور ایک سیاہ فام آدمی دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔ لباس سے ذی حیثیت آدمی معلوم ہوتا تھا۔

ظفر نے اُٹھ کر استقبال کیا۔ لیکن اُسے ٹٹولنے والی نظروں سے دیکھے جا رہا تھا۔

"میرا نام مسوما ہے۔" سیاہ فام نے مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

ظفر نے ڈھیلے ڈھالے ہاتھ سے مصافحہ کیا۔ اور دونوں بیٹھ گئے۔

"آپ کا ساتھی جیمس کہاں ہے۔۔!"

"جیمس۔ اوہ۔" ظفر اچھل پڑا۔ "ہاں۔۔ وہ کہاں ہے۔۔ شاید اپنے کمرے میں ہوگا۔۔!"

"جی نہیں! وہ تین دن سے غائب ہے۔۔" مسوما بولا۔

"لیکن آپ اُسے کیا جانیں۔۔" ظفر نے حیرت سے کہا۔

مسوما نے "ایکس لو" والا کارڈ جیب سے نکالا۔ اور اس کی طرف بڑھا دیا۔ ظفر سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔ ذہنی بے حسی یکلخت کافور ہو گئی۔

بلاشبہ یہ اُس کے چیف کی علامت تھی۔ لیکن اِس طرح اس کا سامنے آجانا اُس کی سمجھ میں نہ آسکا اور پھر اُس سے قطعی یہ نہیں کہا گیا تھا کہ اُسے دارالسلام میں کسی ایجنٹ کو اس طرح شناخت کرنا پڑے گا!۔۔ لیلی کارڈوبا کے لئے بھی کوڈ ورڈز مقرر کئے گئے تھے۔ ایجنٹ کے شناختی کارڈ کو ذریعہ ملاقات نہیں بنایا گیا تھا۔

"یہ کیا ہے۔۔؟" بالآخر اُس نے مسوما کو حیرت سے دیکھتے ہوئے سوال کیا۔

"اب لفافات کی ضرورت نہیں رہی۔۔!"

"کیا مطلب۔۔؟"

"تمہارے غائب ہو جانے کے بعد میں نے جیمس پر بھی خود کو ظاہر کر دیا تھا۔۔!"

"تمہاری کوئی بات میری سمجھ میں نہیں آ رہی تم آخر ہو کون۔۔!"

"آہستہ بولو۔" مسوما نے مڑ کر دروازے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

اور پھر وہ اُسے بتانے لگا تھا کہ ہوا کازی کا جادو دیکھ کر کس طرح جیمس پریشان ہوا تھا۔ پھر اُس کے غائب ہو جانے کے بعد لیلی کارڈوبا جیمس کو اپنے ساتھ مسلاقی نریجا لے گئی تھی۔ اور پھر اُسے وہیں چھوڑ کر خود غائب ہو گئی۔ اور اب جیمس کا بھی کہیں پتا نہیں۔۔!"

ظفر خاموشی سے سنتا رہا۔ اور بات ختم ہو جانے پر بھی خاموش ہی رہا۔

"تم کچھ بول نہیں رہے۔۔" مسوما نے کہا۔

"مجھے پولیس کو فون کرنا چاہیئے۔۔!"

"ہرگز۔۔ کیوں۔۔ نہیں۔ کھیل بگڑ جائے گا۔۔!"

"کیسا کھیل۔" ظفر اُسے گھورتا ہوا بولا۔

"تم اچھی طرح جانتے ہو۔۔!"

“ہاں۔۔۔ اور اسی لئے پولیس کو فون کرنا چاہتا ہوں۔۔”

“ایک منٹ۔۔” وہ ہاتھ اُٹھا کر بولا “پولیس سے کیا کہو گے۔۔”

“یہی کہ ایک ایسا آدمی جسے میں نہیں جانتا۔ مجھ سے اوٹ پٹانگ باتیں کر رہا ہے۔ ہو سکتا ہے تم انہی لوگوں میں سے ہو جنہوں نے مجھ پر حملہ کر کے میرے پانچ شلنگ اُٹھا لئے۔ پولیس نے بحالت بیہوشی مجھے ہسپتال پہنچایا تھا۔ ابھی ابھی انسپکٹر میرا تحریری بیان لے گیا ہے۔۔”

“تم کسی غلط فہمی میں مبتلا ہو۔ حملہ کہاں ہوا تھا تم پر۔۔”

“یہیں ہوٹل کے سامنے سڑک پر۔۔”

“تم کچھ بھول رہے ہو۔۔”

“کیا بھول رہا ہوں۔۔”

“یہی کہ تم کسی سڑک پر نہیں گھیرے گئے تھے، بلکہ تم پر حملہ لیسلی کازودا کے کمرے میں ہوا تھا۔۔”

“کہاں کی ہانک رہے ہو۔۔۔ میں کسی لیسلی کازودا کو نہیں جانتا۔۔”

مسوما بے بسی سے اُسے دیکھتا رہا۔ پھر بولا “تمہارے ساتھی جیمسن نے تسلیم کر لیا تھا کہ وہ ایجنس ٹو کا آدمی ہے۔۔”

“تم مجھے بہت زیادہ نشے میں معلوم ہوتے ہو۔۔” ظفر حقارت آمیز ہنسی کے ساتھ بولا “جہنم میں جائے۔۔” مسوما جھنجھلا کر بولا “مجھے کیا۔۔ میں رپورٹ دے دوں گا کہ تم تعاون کرنے پر آمادہ نہیں ہو۔۔”

“کس سلسلے میں تعاون کرنے پر آمادہ نہیں ہوں۔۔”

مسوما جواب دیئے بغیر اُٹھ کھڑا ہوا۔ پھر نہ تو اُس نے رخصتی مصافحہ کیا تھا، نہ کچھ کہا ہی تھا۔ دروازہ کھول کر نکلا چلا گیا۔۔

* * *

پیشانی پر کسی قسم کا دباؤ محسوس ہوا تھا اور جیمسن نے آنکھیں کھول دی تھیں۔ کرنل ہونارڈ کا ملازم داڑھی والا نیگرو اُس کی پیشانی پر اس طرح ہاتھ رکھے جھکا ہوا تھا، جیسے اندازہ لگانے کی کوشش کر رہا ہو کہ بخار اب بھی ہے یا اُتر گیا۔

“کیا بات ہے۔۔” جیمسن نے غصیلے لہجے میں پوچھا۔

“کب تک سوتے رہو گے۔۔”

“تم سے مطلب۔۔۔ دفع ہو جاؤ یہاں سے۔۔”

“اتنی گرمی کیوں دکھا رہے ہو۔۔”

“خط استوا کے قریب اور کیا ہو گا۔۔”

“میں تمہیں جگانے آیا ہوں۔ جغرافیہ پڑھنے نہیں آیا۔۔”

“جگا چکے ہو تو اب چلتے پھرتے نظر آؤ۔۔”

“مبارکباد بھی نہ دوں۔۔” نیگرو نے حیرت سے پوچھا۔

“کیسی مبارکباد۔۔؟”

“میرے ہی جیسے ہو گئے ہو۔۔”

“تمہارے منہ سے شراب کی بو آ رہی ہے۔ چلے جاؤ یہاں سے۔۔”

“ذرا چادر سے اپنے ہاتھ تو نکال کر دیکھو۔۔”

جیمسن نے غیر ارادی طور پر اپنے ہاتھ چادر کے نیچے سے نکالے اور چیخ مار کر اچھل پڑا۔۔ کالے کالے انسانی ہاتھ۔۔ وہ دوسری چھلانگ میں بستر سے نیچے آ گیا۔ پیر بھی ویسے ہی سیاہ نظر آئے۔ نیگرو بے تحاشا ہنس رہا تھا۔ بدقت ہنسی پر قابو پا کر بولا “اب آئینہ دیکھو اور بے ہوش ہو جاؤ۔۔”

اُس نے ملبوسات کی الماری کی طرف ہاتھ اُٹھایا تھا جس میں قدِ آدم آئینہ لگا ہوا تھا۔!

جیمسن بوکھلا کر اُس طرف گھوما اور سچ مچ گرتے گرتے بچا۔ سر بری طرح چکرا گیا تھا۔۔ کیونکہ آئینے میں کسی سیاہ فام افریقی کی شکل دکھائی دی تھی۔ خود اُس کی اپنی تو نہیں تھی۔!

تو اُسے بیہوش کر کے یہ کارروائی عمل میں لائی گئی تھی۔ بےبسی سے مٹھیاں بھینچ کر وہ نیگرو کی طرف پلٹا۔

"اسے میری صحبت کا اثر سمجھنا" نیگرو ہنس کر بولا۔ "کرنل ایک باکمال آدمی ہیں۔"!

جیمسن نے اُنگلی میں تھوک لگایا اور کلائی پر ایک جگہ رگڑنا شروع کر دیا۔ بیکار لاحاصل۔ اُس کا لونچ کا کچھ بھی تو نہیں بگڑا تھا۔!

"ہم۔۔ میں کرنل کو گولی مار دوں گا۔" جیمسن دانت پیس کر بولا۔

"کہاں پاؤ گے۔۔۔ ہم دونوں بے یار و مددگار رہ گئے ہیں۔" نیگرو نے ہنس کر سے کہا۔

"کک۔۔ کیا مطلب۔۔؟"

"کرنل اور بیگم دونوں غائب ہو گئے۔" نیگرو نے کہا۔

"کہاں غائب ہو گئے۔۔"!

"میں کیا جانوں! مجھے عارضی طور پر ملازم رکھا تھا۔ تمہارا یہ حلیہ بنایا اور غائب ہو گئے۔ یہ مکان کرائے پر حاصل کیا تھا۔ میری لاعلمی میں نکل گئے۔ اُن کا سامان بھی غائب ہے۔۔"!

"تو پھر۔۔۔ اب تم کیا کرو گے۔۔۔"!

"میں بھی چُپ چاپ کسی طرف کھسک جاؤں گا! ورنہ ہو سکتا ہے کہ کسی مصیبت میں

"پھر میرا کیا ہو گا۔۔؟"

"تم خود سوچو۔۔"!

"اچھا ذرا یہ تو بتاؤ کہ تم اُن کے فرار کا علم ہو جانے کے بعد بھی کیوں رُکے رہے۔"!

"تمہارے لئے۔۔۔ اگر میری عدم موجودگی میں تمہیں ہوش آتا تو تم پاگل ہو جاتے۔"!

"اس کا یہ مطلب ہوا کہ تمہیں مجھ سے ہمدردی ہے۔۔"!

"یہی سمجھ لو۔۔۔"!

"تو پھر اب تم ہی میرے لئے کچھ سوچو بھی۔۔ کیونکہ مجھے سواحلی نہیں آتی۔ اور یہاں کسی کالے آدمی سے توقع نہیں کی جا سکتی کہ وہ انگریزی کے علاوہ اور کوئی زبان بولتا ہو گا۔۔"!

"امریکی نیگرو بن جانا۔۔۔ اور صرف انگلش بولنا۔ ویسے بھی خدوخال کے اعتبار سے اصیل نیگرو نہیں لگتے۔۔ دوغلے معلوم ہوتے ہو۔۔"!

"یہ اچھی بات سمجھائی۔۔"!

"ویسے بھی دو جنسی تو گورنگے ہر قوم اور ملک میں پائے جاتے ہیں۔۔"!

"لیکن گورنگے گالیاں تو نہیں دے سکتے۔" جیمسن دانت پیس کر بولا۔ "سنو! اصیل نیگرو۔ میں اتنا گھامڑ نہیں ہوں۔ جتنا تم لوگ سمجھتے ہو۔ وہ حضرت مجھے بیہوش کئے بغیر سیاہ فام نہیں بنا سکتے تھے۔ مر جاتا یا کوڑی کوڑی کو محتاج ہو جاتا لیکن اس حلیے میں زندگی بسر کرنے پر کبھی آمادہ نہ ہوتا۔۔"!

نیگرو کا منہ حیرت سے کھل گیا۔۔!

"میں نہیں سمجھا! تم کیا کہنا چاہتے ہو۔" وہ گھبرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"اگر تمہارے ساتھ جولیانا فٹزواٹر نہ ہوتی تو شاید نہ پہچان سکتا! کیا تم نوبل جوزف مگونڈا نہیں ہو۔۔"!

"خدا کی پناہ۔۔" وہ گھبرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "باس کا خیال یہی تھا کہ تم جولیا

ہی کی وجہ سے ہمیں پہچان چکے ہو۔ لیکن میں اُن سے متفق نہیں تھا۔"

"کرنل کی بات کر رہے ہو ۔۔"

جوزف نے سر کو اثباتی جنبش دی۔

"جولیانا اپنی چال کو مستقل طور پر بدلے رکھ سکتی ہے اور نہ آواز کو۔ محض اسی کی وجہ سے پہچانے گئے ہو ۔۔"

"لیکن یہ حقیقت ہے مسٹر کہ ہم دونوں یہاں تنہا رہ گئے ہیں ۔۔"

"وہ دونوں کہاں ہیں ۔۔"

"میں نہیں جانتا۔ لیکن ہمیں اُن ہدایات پر عمل کرنا ہے جو باس کی طرف سے ملی ہیں"

"کیا کرنا ہے ۔۔"

"فکر نہ کرو۔ بتدریج بتاؤں گا۔ فی الحال نکل چلو یہاں سے ۔۔"

"تم لوگ یہاں کب آئے تھے ۔۔"

"ایک ماہ پہلے کی بات ہے ۔۔" جوزف نے کہا۔

"تمہارے میک اپ کی ضرورت کیوں پیش آئی۔ تم تو ہو ہی کلوٹے ۔۔"

"مائی ڈیئر مسٹر جیمسن ۔۔ یہ میرا ملک ہے ۔۔ یہیں دارالسلام میں نہ جانے کتنے شناسا موجود ہیں ۔۔"

"برفٹ ویلی کے جنگلات کا کیا قصہ ہے ۔۔"

"تم وقت ضائع کر رہے ہو ۔ اب نکل بھی چلو ۔۔"

"میرے باس کا کوئی سراغ ملا یا نہیں ۔۔"

"اُس کے بارے میں کچھ نہیں جانتا ۔۔"

"تم تینوں کے علاوہ اور کون کون ہے ۔۔؟"

"کچھ پتا نہیں ہے مسٹر جیمسن! ... تمہیں بھی سالی ویلیج ہی میں دیکھا تھا۔ اس سے پہلے اس کا وہم و گمان بھی نہیں تھا کہ تم یہاں ہو گے ۔ باس بہت محتاط ہیں ۔۔"

"سالی ویلیج کیسے جا پہنچے تھے ۔۔"

"یہ بھی باس ہی جانیں ۔ میں بالکل لاعلم ہوں ۔۔ چلو ۔۔ اُٹھو ۔۔"

"بھوک لگ رہی ہے ۔۔"

"کہیں کھا لیں گے ۔۔۔ یہاں سے تو نکلو ۔۔"

"میں تمہیں بیحد عجلت پسند دیکھ رہا ہوں ۔۔"

"اپنی آب و ہوا میں پہنچ گیا ہوں نا ۔۔۔ مجھے تو ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے برسوں سوتا رہا ہوں۔ اب آنکھ کھلی ہے ۔۔"

"اور تمہاری اس نیند کے دوران میں وہ سب بوڑھی بھی ہو گئی ہوں گی ۔۔"

"کون سب ۔۔۔؟"

"جن سے آنکھ مچولیاں ہوتی تھیں جوانی میں ۔۔"

جوزف نے دانت تو نکال دیئے تھے لیکن آنکھوں میں عجیب سی اداسی نظر آنے لگی تھی ۔۔

"تم بیکار باتوں میں وقت ضائع کر رہے ہو ۔۔" وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"اوہ ۔ میرا کیمرہ کہاں گیا ۔۔" جیمسن چونک کر بولا۔

"موجود ہے ۔ لیکن اب تم اسے شانے پر نہیں لٹکاؤ گے ۔ تھیلے میں ڈالے رکھو گے۔ جس حیثیت میں اب رہنا ہے اُس کے لئے مناسب نہ ہو گا ۔۔"

تھوڑی دیر بعد وہ دونوں اپنے اپنے تھیلے کاندھوں پہ لادے باہر نکل رہے تھے۔

جیمسن نے پھر سوال کیا تھا کہ جانا کہاں ہے ۔۔

"کیا بتاؤں ۔۔ تم یہاں کی جگہوں کے نام تو جانتے نہیں۔ پھر کیا سمجھو گے۔ بس چلتے رہو۔ سڑک پر پھر بگھیاں ملیں گی اور جہاں جانا ہے وہاں پہنچائے گی ۔۔"

"اور مجھے کسی گوریلے کا رول ادا کرنا ہو گا ۔۔"

"یہی مناسب ہے ۔۔"

"اُردو میں گالیاں تو چلیں گی ہی۔ صرف تم ہی کچھ کہہ سکو گے"!

"اس وہم میں نہ رہنا۔۔ تم بازاروں میں اُردو بھی سن سکو گے۔۔۔ جنوب مشرقی ایشیا کی نسلیں یہاں بھی آباد ہیں اور انھوں نے آپس میں اپنی زبان کو بھی زندہ رکھا ہے لہٰذا کسی مجمعے میں محتاط رہنا۔۔"!

جیمسن منہ بنا کر خاموش ہو رہا۔۔ وہ بس میں بیٹھے تھے۔۔ اور کچھ دیر بعد ایک جگہ اُتر گئے تھے۔!

پتلی پتلی گلیوں سے گزرتے ہوئے ایک مکان کے دروازے پر رکے اور جوزف نے آگے بڑھ کر کنڈی کھٹکائی۔ تھوڑی دیر بعد کسی نے دروازہ کھولا۔

ایک زرد فام آدمی سامنے کھڑا نظر آیا۔۔ جوزف نے سواحلی میں اُس سے کچھ کہا تھا۔ اور وہ واپس چلا گیا تھا۔ کچھ دیر بعد پھر پلٹا اور اُنھیں اپنے ساتھ لے گیا۔۔۔

اور اندر پہنچ کر جیمسن کی آنکھیں کھل گئیں۔ وہ تو سمجھا تھا کہ اب شاید وہ کسی مفلس آدمی کے مکان میں داخل ہونے والے ہیں۔ لیکن یہاں تو ایسا ساز و سامان نظر آیا کہ زمانہ قدیم کے شاہی محلات کی تصویر آنکھوں میں پھر گئی۔۔۔ گلی میں کھڑے ہو کر اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ اس بوسیدہ دروازے کے پیچھے تزک و احتشام کے ایسے ہوشربا مناظر ہوں گے۔ زرد فام آدمی اُنھیں ایک بہت بڑے کمرے میں لے آیا۔ اسے ہال ہی کہنا زیادہ مناسب تھا! اور یہاں نشستوں میں کچھ ایسا اہتمام نظر آیا جیسے اس ہال کو دربار خاص کی حیثیت حاصل ہو! سامنے اسٹیج پر ایک زرنگار کرسی پر جو شخص بیٹھا نظر آیا اُس نے جیمسن کے مزید ہوش اُڑا دیئے۔ یہ سیاہ فام جادوگر مواکازی کے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتا تھا۔ جوزف کو احتراماً جھکتے دیکھ کر جیمسن کو بھی خم ہونا پڑا۔

مواکازی نے سواحلی میں کچھ کہا تھا۔ جوزف نے جواب دیا۔ لیکن اسکا لہجہ جیمسن کو ایسا ہی لگا تھا جیسے وہ بہت زیادہ مرعوب ہو کر عاجزانہ گفتگو کر رہا ہو۔ سوال و جواب ہوتے رہے تھے۔۔۔ پھر مواکازی اُٹھ کر چلا گیا۔ بائیں جانب کے ایک دروازے میں داخل ہوا تھا۔!

زرد فام جو ہال کے دروازے ہی پر ٹھہر رہا تھا آگے بڑھا اور جوزف سے کچھ کہہ کر پھر دروازے ہی کی طرف مڑ گیا۔

اب یہ دونوں اُس کے پیچھے چل رہے تھے۔ بالآخر ایک اور کمرے میں پہنچے اور زرد فام اُنھیں وہیں چھوڑ کر چلا گیا۔!

جوزف چند لمحے بے حس و حرکت کھڑا رہا۔ پھر مڑا اور دروازہ بند کر کے بولٹ کر دیا۔ جیمسن نے شاید کچھ کہنا چاہا تھا لیکن جوزف نے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔

پھر تھیلے سے کاغذ اور قلم نکال کر لکھنے لگا "محتاط رہو، تم یہاں ایک گونگے کی حیثیت سے قیام کرو گے کسی مرحلے پر بھی یہ ظاہر نہ ہونے پائے کہ تم گونگے نہیں ہو۔۔ ورنہ مارے جاؤ گے۔۔ یہ باس کا حکم ہے"!

جیمسن نے اُسکے ہاتھ سے قلم لیکر لکھا "میں اس شخص کو پہچانتا ہوں۔ یہی جادوگر مواکازی ہے"!

جواب میں جوزف لکھنے لگا۔ "ہو گا کوئی بھی ہو! مجھے اس سے سروکار نہیں۔ تم سے جو کہا گیا ہے اسکا خیال رکھنا! میں تھوڑی دیر بعد یہاں سے چلا جاؤں گا۔ اگر آئندہ تمہارے سے کوئی اور حماقت سرزد ہوئی تو وہ کسی نہ کسی طرح تم تک پہنچ جائے گی"!

جیمسن نے طویل سانس لی۔ اور جوزف نے وہ پرچہ چاک کر کے اپنے تھیلے میں ڈال لیا۔

*

ظفر الملک نے گویا گوشہ نشینی اختیار کر لی تھی۔ کمرے سے نکلتا ہی نہیں تھا۔۔ درجنوں بار جیمسن سے اُس کے کمرے میں فون پر رابطہ قائم کرنے کی کوشش کر ڈالی تھی لیکن جواب نہیں ملا تھا بار بار کاؤنٹر کلرک سے رابطہ قائم کر کے استفسار

کرتا لیکن وہاں سے صرف ایک ہی جواب ملتا "کینجی اب بھی کاؤنٹر ہی پر ہے۔ جمیسن واپس نہیں آیا۔۔"!

مسہا سے گفتگو ہونے کے بعد سے اُلجھن اور بڑھ گئی تھی۔ سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ اُسے کیا کرنا چاہیئے۔ آخر مقصد کیا تھا اُسے یہاں بھیجنے کا جبکہ اُسے اصل حالات ہی سے آگاہی نہیں تھی۔ ضروری نہیں تھا کہ وہ بچّوں کی طرح اُنگلی پکڑ کر چلتا لیکن کچھ کرنے سے قبل کم از کم یہ تو معلوم ہی ہونا چاہیئے کہ کرنا کیا ہے۔۔

دفعتہً فون کی گھنٹی بجی اور اُس نے جھپٹ کر ریسیور اُٹھا لیا۔

"آپریٹر جناب۔" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"کیا بات ہے۔۔؟"

"آپ کے لئے مونزا سے کال ہو رہی ہے۔ ہولڈ آن کیجئے۔۔"!

"اچھا۔۔"! ظفر نے کہا اور سوچ میں پڑ گیا۔ مونزا سے کون کال کر رہا ہے۔۔

مونزا وکٹوریہ جھیل کا ایک ساحلی شہر تھا۔

"ہیلو۔ ظفر الملک۔۔"! تھوڑی دیر بعد ایک نسوانی آواز آئی۔

"ظفر الملک ہی ہے۔۔"!

"میں پورشیا برل سری ہوں۔۔"!

"اوہ۔ یہ تم نے کیا کیا۔ آخر اس کا مقصد۔۔"!

"فی الحال مقصد بتانا میرے بس سے باہر ہے۔ بس اتنا سمجھ لو کہ میں ایکس ٹو کی ایک ایجنٹ ہوں۔ مسومانا میں ایک آدمی تم سے ملے گا اُس سے تعاون کرو۔ اپنا ہی آدمی ہے۔۔"!

"وہ تو مل بھی چکا اور میں نے اُسے فراڈ سمجھ کر بھگا دیا۔۔"

"وہ فراڈ نہیں ہے۔ اپنا ہی آدمی ہے۔ تمہیں اُس کے ساتھ مل کر کام کرنا ہے"

"لیکن میرا خیال ہے کہ میرے سیکرٹری جمیسن کے غائب ہو جانے میں اُسی کا ہاتھ ہے۔۔"!

"تمہارا خیال غلط ہے۔ تمہارے ساتھی اور اُس عورت کی تلاش جاری ہے۔۔"

"میں نہیں جانتا کہ اب مسوبا کہاں ملے گا۔۔؟"

"زنجبار گیسٹ ہاؤز۔ زانا کی اسٹریٹ۔ کمرہ نمبر گیارہ۔ فون نمبر ڈائرکٹری میں دیکھ لو۔۔"!

"اچھی بات ہے۔۔"!

"میں فون ہی پر تم سے رابطہ رکھوں گی۔۔"!

"اگر مجھے کسی ضرورت کے تحت تمہیں کال کرنا پڑے تو کیا کروں۔۔"!

"مسوبا ہی سے یہ بھی معلوم ہو جائے گا۔ فوراً اس سے رابطہ قائم کرو۔۔"!

"بہت بہتر۔۔"!

دوسری طرف سے رابطہ منقطع ہونے کی آواز آئی۔ ظفر نے ریسیور رکھ کر ٹیلیفون ڈائرکٹری اٹھائی اور اس کی ورق گردانی کرنے لگا۔ زنجبار گیسٹ ہاؤز کا نمبر تلاش کر کے اُس نے مسوبا سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی تھی۔ اور تھوڑی ہی دیر بعد اُس سے گفتگو کر رہا تھا۔

"غلط فہمی رفع ہو گئی ہے۔" ظفر نے کہا "اپنے رویّے پر نادم ہوں۔۔"!

"اوہ۔ کوئی بات نہیں۔۔"! دوسری طرف سے آواز آئی "ہر معاملے میں اسی طرح محتاط رہنا چاہیئے۔۔"!

"تو پھر اب کیا کہتے ہو۔۔"!

"تھوڑی دیر بعد پھر پہنچ رہا ہوں۔ انتظار کرو۔۔" دوسری طرف سے آواز آئی۔

ظفر الملک نے ریسیور کریڈل پر رکھ کر طویل سانس لی۔ وہ سوچ رہا تھا کہ شاید اُس سے جلد بازی سرزد ہوئی ہے۔ پورشیا سے گفتگو ہونے کے بعد فوراً ہی مسوبا سے رابطہ قائم کرنا چاہیئے تھا۔۔ یہ پورشیا۔۔۔ سنگل۔۔۔ ٹن۔۔۔ آخر اُس نے اُکھڑ دالی ہوائی چھوڑنے کی بجائے اُسی وقت کھل کر بات کیوں نہیں کی تھی۔۔

ظفر ایک بار پھر اپنی یادداشت پر زور دینے لگا۔ لسلی کارڈوبا کے کمرے میں اُس پر حملہ ہوا۔۔ اُس کے بعد بلیک آؤٹ۔۔۔ پھر ایک ویرانے میں ہوش آیا۔ وہاں سے پارشیا سنگلٹن کے ہتھے چڑھا۔۔ دوپہر کا کھانا کھایا اور پھر غائب۔۔ پھر وہی بلیک آؤٹ۔۔۔ نیند کا سلسلہ ٹوٹا تو دارالسلام کا ایک ہسپتال تھا۔۔ آخر چکر کیا ہے وہ خود ایک کارکن ہے۔۔ کھیل کے میدان کی گیند نہیں ہے۔۔ یہ کس قسم کے رول کی ادائیگی ایکس ٹو نے اُس کے سر منڈھ دی ہے۔ کہیں نہ کہیں کوئی پھیر ضرور ہے پارشیا سنگلٹن۔۔ سوما۔۔ خیر دیکھا جائے گا۔ اُس نے گھڑی پر نظر ڈالی اور اُٹھ کر لباس تبدیل کرنے لگا۔

پندرہ بیس منٹ بعد دروازے پر دستک ہوئی تھی۔

"یس۔۔ کم اِن۔۔۔" ظفر نے اُونچی آواز میں کہا۔

سوما دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔۔ ظفر نے خوش اخلاقی سے استقبال کیا۔ اِس پر سوما نے حیرت بھی نہیں ظاہر کی تھی۔ گویا اُس کے تئیں سب کچھ معمول کے مطابق ہو رہا تھا۔

"میں جیمسن کے بارے میں تشویش میں مبتلا ہوں۔" سوما نے بیٹھتے ہی کہا۔

"اگر تمہارا بیان دُرست تھا تو مجھے بھی تشویش ہی ہونی چاہیئے۔۔"

"یقین کرو۔ وہ لسلی کارڈوبا کے ساتھ مسانی دیکھنے گیا تھا۔۔"

"حالانکہ میری عدم موجودگی میں اُسے لسلی سے دُور ہی رہنا چاہیئے تھا۔"

"میں نے ہی اُسے مشورہ دیا تھا۔۔"

"تم نے ایسا مشورہ کیوں دیا تھا۔۔"

"اِس لئے کہ وہ اصل لسلی کارڈوبا نہیں تھی۔۔"

"میں نہیں سمجھا۔۔"

"میری غفلت کی بناء پر وہ غائب کر دی گئی اور اُس کی جگہ دوسری عورت

نے لے لی۔۔"

"وہی عورت جس سے میری ملاقات ہوئی تھی۔" ظفر نے حیرت سے پوچھا۔

"ہاں وہی۔۔"

"اور جیمسن اُسی کے ساتھ گیا تھا۔"

"میں یہی کہہ رہا تھا۔۔"

"یہ معلوم ہو جانے کے بعد بھی کہ وہ اصل عورت نہیں ہے۔ تم نے اُسے اُس کے ساتھ جانے کا مشورہ کیوں دیا۔"

"ظاہر ہے کہ میں اُن لوگوں تک پہنچنا چاہتا تھا جو اصل عورت کو غائب کر دینے کے ذمہ دار ہیں۔۔"

"پھر یہ کیسی نگرانی تھی کہ وہ دونوں بھی غائب ہو گئے۔ اور تمہیں اس کا بھی علم نہ ہو سکا۔۔"

"میری بدقسمتی۔۔ اور کیا کہوں۔۔"

"طریقِ کار کیا تھا۔۔" ظفر نے اُسے گھورتے ہوئے سوال کیا۔

"بس طریقِ کار ہی میں تو خامی رہ گئی۔۔"

"پہلی غلطی کے بعد بھی طریقِ کار میں خامی۔۔"

"بس میرے ماتحت ناکارہ ہیں۔ کم از کم تین افراد کو اُن کی نگرانی پر مقرر کرنا چاہیئے تھا۔ لیکن احمقوں نے صرف ایک سے کام نکالنے کی کوشش کی۔۔"

"یہ سب کچھ مجھے بےحد مضحکہ خیز لگ رہا ہے مسٹر سوما۔۔"

"پہلے میری پوری بات سن لو۔۔ پھر اظہارِ خیال کرنا۔۔"

"میں سن رہا ہوں۔۔"

"میں نے جیمسن کے بارے میں مزید وضاحت نہیں کی تھی۔ دراصل وہ عورت اُسے مسانی دیکھنے لے گئی تھی اور اُسے جل دیکر وہاں سے غائب ہو گئی تھی۔ میرا آدمی بھی

اُس پر نظر نہ رکھ سکا۔ جیمسن واپس آیا تھا اور میں نے اُسے مشورہ دیا تھا کہ وہ کلیمنجارو میں اپنے ہی کمرے میں قیام کرے۔ لیکن وہ اِس پر تیار نہ ہوا۔ بہرحال اُس نے جو وجہ بتائی تھی اُسنے مجھے چکرا کر رکھ دیا۔"

"کیا وجہ بتائی تھی۔"

"نقلی لیسلی کارڈوہا نے اُسے بتا دیا تھا کہ تم کس طرح غائب ہوئے تھے۔"

"یعنی کہ۔" ظفر مسکرا کر رہ گیا۔

"ہاں اُس نے بتایا تھا کہ اُس وقت تم اُسی کے کمرے میں تھے جب تین آدمی اندر گھس آئے۔ تینوں مسلح تھے۔ اُنھوں نے تمہیں بیہوش کر کے لانڈری کی ٹرالی میں ڈالا اور نکال لے گئے۔"

"حیرت ہے۔ آخر اُس نے یہ کیوں بتا دیا۔ جبکہ وہ تینوں اُسی کے ساتھی تھے۔"

"اُس نے تو اُنھیں اپنے لئے اجنبی ظاہر کیا تھا۔ بہرحال جب میں نے اپنے کمرے کی پیش کش کی۔ اس پر وہ تیار ہو گیا تھا۔ لیکن پھر سویرے سے کلیمنجارو تک پہونچا ہی نہیں۔"

"یہ تو سب سے زیادہ حیرت انگیز ہے۔"

"کیا تم دونوں کے علاوہ بھی تم میں سے اور کوئی یہاں ہو سکتا ہے۔" مسوما نے اُس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے سوال کیا۔

"میرے علم میں تو ایسی کوئی بات نہیں ہے۔"

"تب پھر جیمسن بھی آخر کار اُنہی لوگوں کے ہتھے چڑھ گیا جو لیسلی کو لے گئے تھے۔"

ظفر تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر بولا۔ "حقیقت یہ ہے مسٹر مسوما کہ مجھے اپنے یہاں آنے کے مقصد تک سے آگاہ ہی نہیں ہے۔ بس لیسلی کارڈوہا سے ملنا تھا۔ اصل تو وہی بتاتی۔ لیکن تمہارے بیان کے مطابق وہ پہلے ہی غائب کر دی گئی تھی۔ لہٰذا پھر نقلی عورت کیا بتاتی۔"

"بہرحال۔" مسوما ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ "مجھ سے جو کچھ کہا گیا تھا۔ میں وہ کام نہ کر سکا۔ یعنی اصل عورت کی نگرانی اور تحفظ۔"

"بس تو پھر اَب مجھے واپس چلا جانا چاہیئے۔ کیونکہ اصل معاملے سے تم بھی واقف نہیں ہو۔"

"کیا جیمسن کی بازیابی سے قبل ہی چلے جاؤ گے۔"

"اگر اُنھوں نے اُسے مار ڈالا ہوگا تو بازیابی کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔"

"میں اِس حد تک مایوس نہیں ہوں۔"

"مایوس نہ ہونے کی کوئی خاص وجہ۔"

"نہ وہ لیسلی کارڈوہا سے کچھ معلوم کر سکے ہوں گے اور نہ جیمسن سے۔"

"جیمسن تو خیر کچھ جانتا ہی نہیں تھا۔" ظفر نے کہا۔ "لیکن لیسلی کے بارے میں وثوق سے کیا کہا جا سکتا ہے۔ ویسے کیا تم لیسلی کے مشن سے واقف ہو۔"

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔"

"وہ کون تھی اور کہاں سے آئی تھی۔"

"مائی ڈیئر سر! میں کیا جانوں۔ مجھ سے تو صرف اُسکی نگرانی کرنے کو کہا گیا تھا۔"

"کس نے کہا تھا۔"

"ظاہر ہے کہ ایجنسی ڈی ہی کی طرف سے ہدایات ملی تھیں۔"

"براہِ راست۔" ظفر نے اُس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے سوال کیا۔

"نہیں۔ ایک درمیانی آدمی سے۔"

"میں اُسی درمیانی آدمی کا پتا چاہتا ہوں۔"

"وہ کوئی عورت ہے۔ انگریز۔ موانزا سے اُسکی کالیں آتی ہیں۔" مسوما نے پُرتفکر لہجے میں کہا۔

ظفر طویل سانس لے کر رہ گیا۔ یوروشیا کی کال موانزا ہی سے آئی تھی۔۔۔ وہ

تھوڑی دیر خاموش رہ کر بولا۔ ”کیا موانزہ سیرنگیٹی نیشنل پارک کے قریب ہی کا کوئی مقام ہے۔۔!“

”نہیں خاصے فاصلے پر ہے۔۔“

”کیا سیرنگیٹی پارک کے قریب کوئی زرعی پروجیکٹ بھی چل رہا ہے؟“

”ہو سکتا ہے۔ چل رہا ہو۔ آزادی کے بعد سے تو پروجیکٹوں کی بھرمار ہو گئی ہے ہر جگہ ایک نہ ایک موجود ہے۔ لیکن تمہیں اس سے کیا سروکار۔۔“

”کیا تم اُس عورت کے نام سے واقف ہو۔۔؟“ ظفر نے اُس کے استفسار کو نظر انداز کر کے پوچھا۔!

”نہیں! وہ صرف ایکس ٹو کے حوالے سے بات کرتی ہے۔۔“

”بہر حال ہماری اتنی دیر کی گفتگو لا حاصل رہی۔۔“

”میرا بھی یہی خیال ہے“ مسوا برا سا منہ بنا کر بولا۔ ”نہ تمہیں اصل معاملات کی خبر ہے اور نہ مجھے۔۔“

”خیر۔ کیا پیو گے۔۔“ ظفر نے پوچھا!

”کونیاگی منگوالو۔۔“

”کونیاک۔۔!“

”نہیں! وہ تو امریکی ہے۔ دراصل ہم نے جِن کو کونیاگی کا نام دیا ہے۔“

”اوہ۔ اچھا۔۔“

ظفر نے روم سروس کو رنگ کر کے کونیاگی طلب کی تھی۔ مسوا نے اُس سے پوچھا ”تم نے ڈوڈوما بھی چکھی یا نہیں۔۔“

”میں نے تو نام بھی نہیں سنا۔۔“

”ہماری بہترین وائن جسکا نام اپنے ایک نئے جدید شہر کے نام پر رکھا ہے۔“

”میں وائن نہیں استعمال کرتا۔ کبھی کبھی بیئر لے لیتا ہوں۔۔“

مسوا کچھ نہ بولا وہ اچانک کسی سوچ میں پڑ گیا تھا۔۔۔ ہیئت کذائی سے یہی ظاہر ہو رہا تھا۔ بھنویں سکڑ گئی تھیں۔ آنکھیں بھینچی ہوئی تھیں اور پیشانی پر تین عدد موٹی موٹی سلوٹیں دکھائی دے رہی تھیں۔

روم سروس کے ویٹر کی آمد تک یہی کیفیت رہی۔

لیکن جیسے ہی بوتل سے گلاسوں میں اُنڈیلی گئی۔ پیشانی کی سلوٹیں غائب ہو گئیں اور وہ پُر جوش انداز میں بولا ”اگر جیسن وہاں بھی نہ ملا تو پھر۔۔۔ تو پھر۔۔۔“

”تو پھر“ کی تکرار کے ساتھ ہی نہ صرف آواز ڈھیلی پڑ گئی تھی بلکہ جملہ بھی ادھورا رہ گیا تھا۔!

”کیا کہنا چاہتے ہو۔“ ظفر اُسے تیز نظروں سے دیکھتا ہوا بولا۔

”مجھے ایک جگہ پر اُن لوگوں کی کمین گاہ ہونے کا شبہ ہے۔۔“

”اور تمہارا خیال ہے کہ جیسن وہیں ہوگا۔۔“

”کوشش کر دیکھنے میں کیا حرج ہے۔۔“

”ابھی تک کا ریکارڈ تو سعیِ رائیگاں ہی کی تفسیر نظر آتا ہے۔۔“

”یار میری توہین نہ کرو۔۔“ مسوا ایک بُرا سا گھونٹ لیکر بولا ”ابھی تک ذاتی طور پر میں نے کچھ بھی نہیں کیا۔ اپنے ”لائق“ ماتحتوں کو آزما رہا ہوں۔ اب خود ہی سب کچھ دیکھوں گا۔۔“

”یہ بھی کر کے دیکھ لو۔۔“

مسوا چند لمحے اُسے غور سے دیکھتا رہا! پھر بولا ”تم مجھے بہت ذہین آدمی معلوم ہوتے ہو۔ کیوں نہ ہم دونوں مل کر کام کریں۔ اس طرح شاید بہتر نتائج برآمد ہو سکیں۔۔“

”مگر کام کی نوعیت تو معلوم ہو۔۔“

”فی الحال جیسن کی بازیابی۔۔“

"ہاں ٹھیک کہتے ہو۔ میں تیار ہوں۔ مجبوری یہ ہے کہ ایک اجنبی دیس میں پھنس یا ہوں۔ باہر نکلوں بھی تو کدھر جاؤں۔"!

"اسی لئے میں نے یہ مشورہ پیش کیا ہے۔ لہٰذا اب ہوٹل میں کیا آگ لگاؤ۔۔۔ اور میرے ساتھ چلو۔"!

"چلو۔" ظفر اٹھتا ہوا بولا۔

* * *

جوزف اسے چھوڑ کر چلا گیا تھا۔ جمین شام تک پڑا سوتا رہا۔ پھر کسی نے اسے جھنجھوڑ کر جگایا تھا۔ سوتے وقت اس نے دروازہ اندر سے بولٹ نہیں کیا تھا۔ بوکھلا کر اٹھ بیٹھا۔ جگانے والا وہی زرد فام دوغلا افریقی تھا۔ جس نے انکی آمد پر عمارت کا دروازہ کھولا تھا۔ اس نے جمین چلنے کا اشارہ کیا اور جمین ہڑبڑا کر بستر سے کود پڑا۔۔۔

زرد فام اسے ایک بڑے کمرے میں لے آیا جہاں کھجور کی چٹائی کا فرش تھا اور پندرہ بیس سیاہ فام آدمی بیٹھے قہوہ پی رہے تھے۔ زرد فام نے اسے بھی ایک طرف بیٹھ جانے کا اشارہ کیا۔

پھر تھوڑی دیر بعد اس کے سامنے بھی قہوہ کی پیالی رکھ دی گئی۔ زرد فام تو اسے وہاں چھوڑ کر پہلے ہی جا چکا تھا۔ اور اس دوران میں جمین نے اندازہ لگایا تھا کہ یہاں موجود سارے ہی افریقی گونگے ہیں۔ وہ سب اشاروں میں ایک دوسرے سے باتیں کر رہے تھے۔ کبھی کبھی جمین کو بھی گھورنے لگتے۔ قہوہ لذیذ تھا۔ سالوں کی خوشبو سے روح تک معطر ہوتی محسوس ہوتی۔ وہ ننھی ننھی چسکیاں لیتا رہا۔

پھر اچانک وہاں سناٹا چھا گیا۔ گونگوں کے حلق سے نکلنے والی بے ہنگم آوازیں تھم گئیں اور وہ سب داخلے کے دروازے کی طرف دیکھنے لگے۔ جمین بھی مڑا۔ اور سناٹے میں رہ گیا۔

بےحد حسین چہرہ تھا۔ آنکھیں تو قیامت تھیں۔ ہونٹوں کی بناوٹ پر مسلسل مسکراہٹ کا دھوکا ہوتا تھا۔ سفید فام لڑکی تھی۔ عمر بیس سے زیادہ نہ رہی ہوگی۔ وہ اٹھلاتی ہوئی چال کے ساتھ جمین کے قریب پہنچی تھی اور اسے شرارت آمیز نظروں سے دیکھتی رہی تھی۔ جمین بوکھلا گیا۔ لیکن اسے بہرحال یاد تھا کہ وہ گونگا ہے۔ جب سے گونگا بنا تھا بار بار خود کو یاد دلاتا رہتا تھا کہ وہ گونگا ہے۔ لڑکی کی مترنم آواز کمرے میں گونجی۔ وہ اس سے کہہ رہی تھی۔ "ہو تو دوغلے ہی۔ لیکن تم میں جنوبی ایشیا کی کسی نسل کا میل معلوم ہوتا ہے۔ کیوں کیا میرا خیال غلط ہے۔۔؟"

"نہیں جانِ من!" وہ بے اختیار کہنے ہی والا تھا کہ ذہن کو جھٹکا سا لگا۔ وہ تو گونگا ہے۔ زبان جس پوزیشن میں تھی اسی میں رہ گئی۔ لیکن اس نے ہاتھ ہلا کر اشارے سے یہ ضرور پوچھ لیا تھا کہ وہ کیا کہہ رہی ہے۔

"پیدائشی گونگے ہو؟" اس نے پوچھا اور جمین بونقوں کی طرح منہ بناتے اس کی شکل دیکھتا رہا۔ ویسے یہ بھی سوچ رہا تھا کہ کہیں پہچان تو نہیں لیا گیا۔

"چلو اٹھو! میرے ساتھ۔۔" وہ پھر بولی۔

لیکن جمین کی حالت میں کوئی تبدیلی نہ ہوئی۔ ادھر نہ جانے کیوں وہ سارے گونگوں نے حلق پھاڑ پھاڑ کر ہنسنا شروع کر دیا۔ جمین پر مزید بدحواسی طاری ہوئی لیکن وہ خود کو کنٹرول میں رکھنے کے لئے برابر کوشاں رہا۔۔!

پھر جب لڑکی نے اٹھنے کا اشارہ کیا تو بڑی سعادت مندی سے اٹھ گیا۔

پھر اس نے اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا تھا۔ اس نے چپ چاپ تعمیل کی۔ ٹھیک اسی وقت کسی گونگے نے جن کر بھوں بھوں رونا شروع کر دیا تھا اور جمین نے بڑی مشکل

ے اپنے اُسی قہقہے کا گلا گھونٹا تھا جو سینے کی گہرائیوں سے ہونٹوں تک آنے کے لئے مچل رہا تھا۔!

لڑکی عمارت سے گلی میں نکل آئی۔ جمیسن اُس کے پیچھے چلتا رہا۔ وہ مڑ مڑ کر اُسے اشارہ کئے جا رہی تھی کہ اسی طرح چلتا رہے۔۔۔

گلی سے نکل کر وہ سڑک پر پہونچے تھے۔ یہاں ایک جگہ ایک لمبی سی سیاہ گاڑی کھڑی تھی۔ جمیسن بہت زیادہ محتاط ہو گیا تھا۔ ایک پل کے لئے بھی اپنی موجودہ حیثیت کو فراموش نہیں کرنا چاہتا تھا۔

گاڑی کے قریب رُک کر لڑکی نے پچھلی سیٹ کی طرف اشارہ کیا۔ لیکن جمیسن ہونقوں کی طرح منہ پھاڑے کھڑا رہا۔ ایسا لگتا تھا جیسے اُس کی سمجھ ہی میں نہ آیا ہو کہ لڑکی کیا چاہتی ہے۔ بالآخر لڑکی نے خود ہی دروازہ کھولا تھا، اور اشارہ کیا تھا۔ کہ وہ اندر بیٹھ جائے خوفزدہ انداز میں جمیسن نے تعمیل کی تھی۔

لڑکی اب اسٹیرنگ کے سامنے بیٹھی اور گاڑی حرکت میں آ گئی۔ جمیسن نے طویل سانس لے کر آنکھیں بند کر لیں۔ اب پتا نہیں کیا ہونے والا تھا۔ وہ اُسے کہاں لے جا رہی تھی؟ اور وہ اُس عمارت میں گونگوں کی بھیڑ کیسی تھی؟ کیا یہ سب گونگے کسی خاص مقصد کے تحت اکٹھا کئے گئے ہیں۔ موالازی کی حیثیت اُس پر اظہر من الشمس تھی۔۔۔ تو کیا۔۔۔ وہ نیگرو جوزف نہیں تھا جس نے اُسے موالازی کے ٹھکانے تک پہونچایا تھا۔؟ اُلجھن بڑھتی رہی اُس نے مڑ کر دیکھا۔ سڑک دُور تک سنسان پڑی تھی۔ اگر وہ نیگرو جوزف نہیں تھا تو کرنل بھی فراڈ۔۔۔ اور وہ عورت جسے وہ جولیانا فٹز واٹر سمجھا تھا۔

دفعتاً گاڑی جدید طرز کی ایک عمارت کی کمپاؤنڈ میں داخل ہوئی اور رُک گئی لڑکی نے مڑ کر اُسے نیچے اُترنے کا اشارہ کیا۔ لیکن وہ بےبسی سے اُس کی طرف دیکھتا رہا۔ یہ تاثر دینا چاہتا تھا کہ اُسے دروازہ کھولنا نہیں آتا۔ لڑکی بُرا سا منہ بنا کر خود اُتری اور اُس کے لئے دروازہ کھولا۔

پھر وہ اُسے عمارت کے اندر لائی تھی۔ یہ اسپتال تھا۔ جمیسن کے کان کھڑے ہوئے۔ کیا اُس کا طبی معائنہ کیا جائے گا۔۔ اگر ایسا ہوا تو پول کھل جائے گی۔ کیونکہ کم از کم قمیض تو اُتارنی ہی پڑے گی۔۔ اور ادھر اس کالے میک اپ کا یہ حال تھا کہ صرف وہی حصے رنگے گئے تھے جو لباس سے باہر تھے بقیہ جسم کی رنگت میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی تھی۔

اتنے میں اُس نے لڑکی کو ایک ڈاکٹر سے گفتگو کرتے دیکھا اور کان اُدھر ہی لگا دیئے۔ ڈاکٹر بھی سفید فام ہی تھا۔ لڑکی اُس سے کہہ رہی تھی کہ وہ جمیسن کے خون کی قسم معلوم کرنا چاہتی ہے۔ جمیسن طویل سانس لے کر رہ گیا! اس کیلئے اُسے صرف بازو تک آستین چڑھانی پڑی لیکن ہاتھوں پر شانوں تک پینٹ کیا گیا تھا۔ لہٰذا افشائے راز کا خطرہ نہیں تھا۔ وہ اُس بینچ پر بیٹھ گیا جس پر کئی لوگ اور بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ تھوڑی دیر بعد وہی سفید فام ڈاکٹر ایک بڑی سی ہائپو ڈرمک سرینج ہاتھ میں لئے اُس کے قریب آ کھڑا ہوا۔ لڑکی ساتھ تھی۔ لیکن جیسے ہی ڈاکٹر کے سیاہ فام اسسٹنٹ نے جمیسن کا ہاتھ پکڑ کر آستین چڑھانے کی کوشش کی وہ بُری طرح چیخنے لگا۔ ایسا ہی معلوم ہوتا تھا جیسے وہ لوگ اُسے ذبح کر دینے کا ارادہ رکھتے ہوں۔!

"گونگا ہے بیچارہ۔۔" لڑکی نے ڈاکٹر سے کہا "ڈر رہا ہے"!

ڈاکٹر اپنے اسسٹنٹ سے بولا۔ "کسی اور کو بھی بلاؤ۔ تم تنہا اسے قابو میں نہیں کر سکو گے"!

کسی نہ کسی طرح خون کی مطلوبہ مقدار سرینج میں کھینچ لی گئی تھی اور جمیسن سہمے ہوئے بچوں کی طرح سسکیاں لیتا رہا تھا۔

لڑکی اس سے ذرہ برابر بھی متاثر نہیں نظر آ رہی تھی۔ ایسا لگتا تھا جیسے یہ اس کیلئے کوئی نئی بات نہ ہو۔!

"رپورٹ اس پتے پر جا بیجئے ..."! اُس نے اپنے پرس سے ایک کارڈ نکال کر ڈاکٹر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ اور چند کرنسی نوٹ بھی اُسکے ہاتھ پر رکھ دیئے

پھر اس نے جیمسن کا بازو پکڑ کر بنچ سے اُٹھایا تھا اور باہر چلنے کا اشارہ کیا تھا۔

جیمسن کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اب اُسے کیا کرنا چاہیئے۔ دھاریدار آدمیوں کے سلسلے میں بلڈ گروپ کے چکر سے آگاہ تھا۔ تو کیا اُسے قربانی کا بکرا بنایا گیا ہے۔ ضروری نہیں ہے کہ اُسکے ساتھی بروقت اُسے بچانے میں کامیاب ہی ہو جائیں۔ بسا اوقات قربانی کے بکرے سچ مچ قربان ہو جاتے ہیں۔

لڑکی کی گاڑی کے قریب پہونچ چکا تھا۔ لیکن اندر بیٹھنے پر کسی طرح بھی خود کو آمادہ نہ کر سکا۔ دفعتہً ایک زوردار چیخ ماری اور وہاں سے بھاگ کھڑا ہوا۔

لڑکی "ارے ارے" ہی کرتی رہ گئی تھی۔!

شائد ہی کبھی اتنا تیز دوڑا ہو۔ ویسے اوسان خطا نہیں ہوئے تھے۔ ورنہ کسی گلی میں کیوں مڑتا۔ سیدھا ہی دوڑتا چلا جاتا۔ لیکن اس سے بے خبر تھا کہ اُس کے اس طرح بھڑک کر بھاگتے ہی سڑک کی دوسری طرف سے ایک جیپ اشارٹ ہو کر اُسکے پیچھے لگ گئی ہے۔ جیپ پر چار عدد فوجی سوار تھے۔ گلی اتنی کشادہ نہیں تھی کہ جیپ فوری طور پر موڑی جا سکتی۔ لہٰذا اُسے روک کر چاروں وجی نیچے کود پڑے اور جیمسن کے پیچھے دوڑنے لگے۔

ایک نے اُسے للکارا بھی تھا۔ "ٹھہرو! ورنہ فائر کر دیا جائے گا۔"!

جیمسن، خواہ مخواہ لڑکھڑایا۔ اور منہ کے بل گر پڑا۔ اُن کے حکم پر رُکتا کیسے؟

و نگا اور بہرہ تو تھا۔!

پھر اُنھوں نے اُسے جا لیا اور گھیر کر کھڑے ہو گئے۔ جیمسن خوفزدہ سی آوازیں لق سے نکال رہا تھا۔۔۔ چاروں فوجی مقامی ہی تھے۔ لیکن سواحلی کی بجائے انگلش ں گفتگو کر رہے تھے۔ اُن میں سے ایک نے کہا تھا۔ "گاڑی یہیں لے آؤ۔"!

ایک فوجی اُسی طرف دوڑ گیا۔ جہاں جیپ چھوڑی تھی۔ اور تین جیمسن کو گھیرے کھڑے رہے۔ جیمسن بیوقوفوں کی طرح ایک ایک کی شکل دیکھتا اور حلق سے عجیب طرح کی آوازیں نکالتا رہا۔

تھوڑی ہی دیر میں جیپ وہیں آ پہونچی اور جیمسن کو زبردستی اُس پر چڑھا دیا گیا۔۔۔ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ مواکازی کے آدمیوں کے ہتھے چڑھا ہے یا یہ سچ مچ فوجی ہی ہیں اور اُسے اس طرح بھاگتے دیکھ کر دھر لیا ہے۔ بہرحال تن بہ تقدیر بیٹھے رہنے کے علاوہ اب کوئی چارہ نہیں تھا۔ چپ چاپ بیٹھا رہا اور جیپ حرکت میں آگئی۔ لیکن سڑک کی طرف نہیں لے جائی گئی تھی۔ گلی کے اندر ہی سے دوسری جانب نکل گئی۔!

* * *

چام کے درختوں کے درمیان خیموں کی چھوٹی سی بستی تھی۔۔ شہر سے باہر نکل کر فوجیوں کی جیپ نے اُدھر ہی کا رُخ کیا تھا۔۔ خیموں کے درمیان پہونچ کر رُک گئی۔! شائد یہ کوئی فوجی کیمپ ہی تھا۔ ڈرائیو کرنے والے فوجی نے جیمسن سے کہا۔ "نیچے اُترو۔" لیکن جیمسن احمقوں کی طرح منہ پھاڑے بیٹھا رہا۔

فوجی ہنس کر بولا۔ "نہ تم گونگے ہو اور نہ بہرے۔ کھیل ختم ہو گیا۔"!

لیکن جیمسن نے اپنی حالت میں کسی قسم کی بھی تبدیلی نہ ہونے دی۔۔۔!

اتنے میں دوسرے فوجی نے کہا۔ "وقت ضائع نہ کرو۔ کرنل کو مطلع کر دو۔"!

"ٹھیک کہتے ہو۔"! ڈرائیور نے کہا اور جیپ سے اُتر کر ایک خیمے میں چلا گیا۔!

جیمسن جس طرح بیٹھا تھا اُسی طرح بیٹھا رہا۔ ایک گونگے اور بہرے آدمی کی بہترین

اداکاری کر رہا تھا۔ ساتھ ہی سوچ بھی رہا تھا کہ اگر انہی لوگوں کے ہتھے چڑھ جاتے تو
ہ زیادہ سے زیادہ بھاگ نکلنے کے فعل کو خوفزدگی پر محمول کریں گے۔ لیکن اگر اُس سے
وئی غلطی سرزد ہو گئی تو گردن بے دریغ کٹ جائے گی۔!

تھوڑی دیر بعد اُسی خیمے سے برآمد ہونے والے ایک فرد کو دیکھ کر دفعتاً اُس کی باچھیں
ھل گئیں۔ یہ کرنل ڈونا ہو نارڈ تھا۔ سیاہ فام فوجی اُس کے پیچھے نظر آیا۔

"اب اندر بھی آیئے جناب۔" کرنل نے اُردو میں کہا! اور جیمسن نے بیٹھے بیٹھے
ی چھلانگ لگا دی۔!

"تم اگر اس طرح نہ بھاگتے تب بھی کسی نہ کسی طرح وہاں سے نکال لائے جاتے"
رنل نے دوبارہ خیمے کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔ "وہ آخری مرحلہ تھا۔"!

"تو میں غلط نہیں بھاگا تھا۔"!

"بھاگے کیوں تھے۔"؟

"وہاں میرا بلڈ گروپ معلوم کرنے کیلئے خون لیا گیا تھا۔"!

"اس لئے تم دہشت زدہ ہو کر بھاگ نکلے۔"!

"کیا کرتا۔۔ جبکہ مجھے علم تھا کہ بلڈ گروپ معلوم ہو جانے کے بعد اگر میں اُن کے
لئے کارآمد ثابت ہوا تو میرا کیا حشر ہوگا۔ لیکن میرے خدا۔"!

"کیوں خاموش کیوں ہو گئے۔"!

"وہ کیمرہ میرے تھیلے میں رہ گیا۔"!

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔" کرنل نے کہا "جوزف اُسے نکال لایا تھا۔ لیکن
ہارا اس طرح بھاگ نکلنا مجھے پسند نہیں آیا۔"!

"اگر میرا پورا جسم سیاہ ہوتا تو شاید اس کی نوبت نہ آتی۔ وہ تو مجھے علم ہو گیا تھا
ہ صرف خون ہی لینے تک بات رہ جائے گی۔ ورنہ میں تو ہسپتال کے اندر ہی سے
کل بھاگنے کی سوچ رہا تھا۔"!

"خیر۔۔ خیر۔۔۔"!

"میرے باس کا کچھ پتہ چلا۔"!

"بخیریت ہے۔"!

"کک۔۔ کیا مطلب۔۔۔"!

وہ خیمے میں داخل ہو چکے تھے! کرنل نے اسٹول کی طرف اشارہ کرکے کہا۔

"بیٹھ جاؤ۔"!

"آپ بہت سنجیدہ ہو رہے ہیں یور میجسٹی۔"! جیمسن تعمیل کرتا ہوا بولا۔

"ایسا ہی معاملہ ہے۔"!

"ہاں۔ آپ میرے باس کے بارے میں کچھ بتا رہے تھے۔"!

"وہ پھر موسا کے ہتھے چڑھ گیا ہے! اور وہ دونوں ملکر تمہیں تلاش کرتے پھر رہے ہیں۔ دوسرے الفاظ میں دراصل موسا کو میری تلاش ہے۔ اچھی طرح جانتا ہے کہ تم اُس کے آدمیوں کے ہاتھ نہیں لگ سکے۔"!

"تو اب آپ موسا کیلئے کیا کریں گے۔"!

"فی الحال اُسے سسپنس میں رکھنے کا ارادہ ہے! یہی مناسب ہوگا۔"!

"اور باس۔۔۔"!

"کسی کی پوزیشن میں کوئی تبدیلی نہیں ہوگی۔ ظفر کے لئے اب کوئی خطرہ نہیں ہے کیونکہ میرے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتا۔ بس تمہیں تلاش کرتا رہے گا۔ اور موسا اُسی کے توسط سے مجھ تک پہنچنے کی کوشش کرے گا۔"!

"آپ کا کیا پروگرام ہے۔"!

"ایک طویل سفر کا آغاز۔"!

"اوہ۔ تو آپ رفٹ ویلی کے جنگلات میں سفر کریں گے۔"!

کرنل نے سر کو خفیف سی جنبش دی! جیمسن پھٹی پھٹی سی آنکھوں سے اُسے دیکھتا رہا۔

دعا دیدار آدمیوں میں تبدیل کر دیئے جائیں گے۔"

"میرا بھی خیال ہے۔" کرنل نے کہا "ان گرگٹوں کا مصرف ہی معلوم کرنے کیلئے تمہیں وہاں بھجوایا گیا تھا۔ موکاکاری کے ایجنٹ گرگٹوں کو تلاش کر کے وہاں پہنچاتے ہیں۔۔ بلڈ گروپ معلوم کرنے کی کہانی اسی طرف اشارہ کرتی ہے کہ یہاں گرگٹ ہی استعمال کئے جا رہے ہیں۔"

"وہ لڑکی قیامت تھی۔" جمیسن ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔

"اگر تم ہی واپس جانا چاہو تو مجھے کوئی اعتراض نہ ہوگا۔ لیکن اتنا مسالہ فراہم کرنا میرے بس سے باہر ہوگا کہ تمہیں پیچھے سے اُوپر تک کالا کر کے رکھ دوں۔"

"تو کیا اب مجھے اسی کھٹکے میں رہنا ہے۔"

"یہی سوچ رہا ہوں۔۔ فوجی وردی میں اچھے خاصے لگو گے۔"

"تو کیا یہ واقعی زرجیوں ہی کا کیمپ ہے۔"

"یہاں کی ملٹری انٹیلیجنس کا ایک دستہ ہے۔"

"اور یہ شریک سفر ہوگا۔"

"یہی بات ہے۔۔ میں یہاں ان کی مدد کیلئے آیا ہوں۔"

"لیکن اپنا قصور اب بھی مجھے نہیں معلوم ہو سکا۔"

"جاؤ آرام کرو۔"

"کک۔ کہاں جاؤں۔"

"تمہیں اُس خیمے میں پہنچا دیا جائے گا جہاں قیام کرنا ہے! دوسروں کے سامنے کرنل کہہ کر مخاطب کرو گے اور یہ نہیں بھولو گے کہ میں کرنل ڈوفنا بونانڈ ہوں۔"

"تو کیا یہ لوگ بھی آپ کی شخصیت سے واقف نہیں ہیں۔"

"کرنل ڈوفنا بونارڈ اس برّاعظم میں مشہور شخصیت ہے۔"

"مطلب یہ کہ وہ عمران صاحب کی حیثیت سے آپکو نہیں جانتے۔"

"کیا کہنا چاہتے ہو۔؟"

"عجیب خطرناک جنگل ہیں۔"

"میں نے بھی جغرافیے کی کتاب میں یہی پڑھا تھا۔" کرنل نے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

"لیکن وہاں جا کر کریں گے کیا۔"

"یہ وہیں پہنچ کر سوچوں گا۔"

"ہمارے لئے کیا حکم ہے۔"

"تمہاری جدائی اب پل بھر کے لئے بھی گوارا نہیں ہے۔"

"کک۔ کیا مطلب۔"

"مطلب یہ کہ تمہارا باس یہاں عیش کریگا اور تم میرے ساتھ دھکے کھاتے پھرو گے۔"

"میرا قصور تو سمجھیں۔"

"تم بہت اچھے جا رہے ہو! میں تمہیں پسند کرنے لگا ہوں۔ اور جسے میں پسند کرتا ہوں اُس کے لئے یہی خواہش ہوتی ہے کہ قبر میں بھی ساتھ لے جاؤں۔"

"مجھے جنگلات کا کوئی تجربہ نہیں ہے۔"

"مجھے خاصا تجربہ ہے اور اتنا ہی کافی ہے۔"

"مادام جولیانا کہاں تشریف رکھتی ہیں۔"

"وہ یہیں رہے گی تاکہ ظفر پر نظر رکھ سکے۔"

"کیوں نہ میں مادام پر نظر رکھنے کی ڈیوٹی پر لگا دیا جاؤں۔"

"اُس کے لئے کوئی خطرہ نہیں ہے۔"

"آخر مجھ ہی کو لیے سرخاب کے پر لگے ہوئے ہیں۔"

"فضول باتیں چھوڑو۔۔ اندازاً اُس عمارت میں اور کتنے گرگٹ رہے ہوں گے۔"

"پچیس۔۔ تیس۔"

کرنل سر ہلا کر رہ گیا۔ جمیسن تھوڑی دیر خاموش رہ کر بولا۔ "کیا وہ گرگٹ ہیں۔۔۔

"عمران صاحب کسی چڑیا کا نام ہے۔"

"واقعی۔ میں نے پہلے کبھی آپ کو ایسے موڈ میں نہیں دیکھا۔"

"ایشیا اور افریقہ پر ڈونا ابونار ڈوں ہی کا راج ہے۔ عمرانوں کو کون پوچھتا ہے۔۔ عمرانوں کا مصرف صرف یہ رہ گیا ہے کہ ڈونا ابونار ڈوں کی سازشوں کا شکار ہوتے رہیں اور اُن کا آلۂ کار بنتے رہیں۔"

……

"آپ بہت غصے میں معلوم ہوتے ہیں یور میجسٹی۔"

"اس لئے میں ڈونا ابونار ڈو ہی کی حیثیت سے انھیں چاق و چوبند رکھ سکوں گا ورنہ ان کا احساسِ کمتری مجھے بھی لے ڈوبے گا۔"

"اتنے سیریس کبھی نظر نہیں آتے۔"

عمران نے کسی کو آواز دی تھی۔ ایک سیاہ فام فوجی خیمے میں داخل ہو کر اُسے سیلیوٹ کیا۔

عمران نے جیمسن کی طرف اشارہ کر کے کہا "اسے مگونڈا کے خیمے میں پہنچا دو۔"

جیمسن بہت سی باتیں کرنا چاہتا تھا لیکن اُس فوجی کی موجودگی۔ عمران کے سر نہ ہو سکا۔ چپ چاپ فوجی کے پیچھے چل پڑا تھا۔

مگونڈا سے مراد شاید جوزف مگونڈا تھی۔۔۔ جیمسن کا اندازہ غلط نہ نکلا اُس خیمے میں جوزف ہی سے ملاقات ہوئی۔ جیمسن کو دیکھ کر اُس نے دانت نکال دیئے وہ بھی فوجی وردی ہی میں تھا۔

"بہت خوش نظر آ رہے ہو۔" جیمسن نے بُرا سا منہ بنا کر کہا۔

"برسوں کی آرزو پوری ہوئی مسٹر۔ اپنے دیس کی فضا میں سانس لے رہا ہوں۔"

"پہلے کیوں نہیں آئے۔۔ کسی نے باندھ تو نہیں رکھا تھا۔"

"باندھ رکھا تھا۔ باس کی محبت نے باندھ رکھا تھا۔ شاید قبر ہی مجھے اُن سے جُدا کر سکے۔"

"میرا دل نہیں لگ رہا۔"

"تم یہاں دل لگانے نہیں آئے۔ میری اور بات ہے۔"

"مجھے اُس علاقے کے بارے میں بتاؤ جدھر سفر کرنا ہے۔"

"میں نہیں جانتا مسٹر کہ کدھر سفر کرنا ہے۔"

"اس کیمپ میں عمران صاحب کی کیا پوزیشن ہے۔"

"میرا باس ہر جگہ بادشاہ نظر آتا ہے۔"

"مطلب یہ کہ کمانڈر کے مقابلے میں کیا حیثیت ہے اُن کی۔"

"اُن کے علاوہ اور کوئی کمانڈر نہیں ہے۔ دوسرے صرف مشورہ دے سکتے ہیں۔ حکم باس ہی کا چلتا ہے۔"

"تم لوگ جب سے یہاں آئے ہو کیا کیا کرتے رہے ہو۔"

"پورا تنزانیہ چھان مارا ہے۔ جنگلوں کو چھوڑ کر۔۔۔ اب شاید کسی جنگل میں گھسنے کا پروگرام ہے۔"

"کہیں کشت و خون کی نوبت تو نہیں آئی۔"

"ابھی تک تو ایسا نہیں ہوا۔ لیکن میں خون کی بُو سونگھ رہا ہوں۔ لاشوں پر منڈلانے والے گدھوں کو مژدہ ہو۔"

"وہ تو ویسے بھی ہوگا۔ افریقہ بڑی طاقتوں کا اکھاڑا بننے والا ہے۔ فاضل اسلحہ کی فروخت سے جو رقم حاصل ہوگی۔ انسانیت کی فلاح پر صرف کی جائے گی۔"

"تم نے یہ طنز بڑی طاقتوں پر کیا ہے یا افریقہ پر۔" جوزف آنکھیں نکال کر بولا۔

"کسی پر بھی نہیں! میں نے تو حقیقت بیان کی ہے۔ دونوں بڑی طاقتیں اپنا فاضل اسلحہ اسی طرح ٹھکانے لگاتی ہیں۔"

"بس ختم کرو۔ میں اس سلسلے میں کچھ نہیں سننا چاہتا۔" جوزف ہاتھ اٹھا کر بولا۔

* * *

جیمسن تو ہاتھ نہیں لگا تھا۔ لیکن اب اُن دونوں کے درمیان یہ ٹھہری تھی کہ موانزا میں اُس عورت کو تلاش کیا جائے جو فون پر اُن سے گفتگو کرتی رہتی ہے! مسوما نے پہلے تو اسے لاحاصل قرار دیا تھا۔ لیکن پھر نہ جانے کیوں اس پر آمادگی ظاہر کی تھی۔ بذریعہ ریلوے ٹرین اَروشا پہونچے تھے اور پھر وہاں سے ایک لینڈ رُوور کرائے پر حاصل کی تھی اور موانزا کی طرف روانہ ہوگئے تھے!

ظفر نے مسوما کو یہ نہیں بتایا تھا کہ وہ اُس عورت سے مل چکا ہے!

”لیکن ہم اُسے تلاش کس طرح کریں گے۔۔“ مسوما نے کہا۔

”کیوں؟ تم نے تو کہا تھا کہ تم اُس سے فون پر رابطہ قائم کرتے ہو۔ فون نمبر کے ذریعے پتا لگایا جا سکتا ہے۔۔!“

”میں نے یہ کبھی نہ کہا ہوگا کہ میں رابطہ قائم کرتا ہوں“ مسوما نے کہا ”کیونکہ حقیقت یہ ہے کہ وہی مجھے کال کرتی رہتی ہے۔ اور کبھی کوئی فون نمبر مجھے نہیں دیا۔۔!“

”تب تو دشواری ہی ہوگی“ ظفر کچھ سوچتا ہوا بولا۔ ”کیا اِن اطراف میں کوئی ایسی جگہ بھی ہے جہاں چڑھائی پر ریگستان ہو اور ڈھلان میں ایک چھوٹی سی سرسبز وادی۔۔!“

”بے شمار ایسی جگہیں ہونگی“ مسوما نے لاپرواہی سے کہا۔

ظفر نے پھر کچھ نہ پوچھا۔ خود اُسے اپنا یہ سوال احمقانہ معلوم ہوا تھا۔

”ویسے میں تمہیں بتا دوں کہ میں یہاں اُس عورت کی تلاش میں نہیں آیا ہوں“ مسوما نے تھوڑی دیر بعد کہا۔ وہ لینڈ رُوور کو ڈرائیو کر رہا تھا۔۔!

”میں نہیں سمجھا۔۔!“

”بس تھوڑی سی تفریح چاہتا تھا۔ موانزا میں سیاحوں کی بھیڑ ہوگی! بڑے

حسین حسین چہرے دکھائی دیتے ہیں۔۔!“

”مجھ سے بڑی غلطی ہوئی۔۔“ ظفر پُر تفکر لہجے میں بولا۔

”کیسی غلطی۔۔!“

”مجھے دراصل معلوم کر لینا چاہیئے تھا کہ تمہارے پاس اُس عورت کا کوئی فون نمبر بھی ہے یا نہیں۔۔!“

”ارے، ابھی فکر نہ کرو۔ تمہاری تفریح بھی میرے ذمّے۔ تم بہت اچھے دوست ثابت ہوئے ہو۔۔“ مسوما ہنس کر بولا۔

”نہیں۔ مجھے شرمندگی ہے۔ مسٹر مسوما۔۔!“

”اوہ۔ بھول بھی جاؤ۔۔۔ میں یاروں کا یار ہوں۔۔!“

دوپہر کے کھانے کیلئے وہ ایک چھوٹی سی بستی میں رُکے۔ بڑی پُر فضا جگہ تھی۔ چاروں طرف کئی رنگوں کے خودرو پھولوں کے تختے لہلہا رہے تھے اور فضا میں عجیب سی خوشبو رچی بسی ہوئی تھی۔

ایک صاف ستھرے ہوٹل میں لنچ کرنے کیلئے داخل ہوئے۔

کھانے کا کمرہ سیاحوں سے بھرا ہوا تھا۔ کوئی میز خالی نہیں تھی۔ اس لئے وہ کاؤنٹر کے قریب ہی رُک گئے۔

”ادھر تو یہی ہوگا۔ کھڑے کھڑے کھاؤ۔۔“ مسوما بولا۔

”کوئی فرق نہیں پڑتا۔۔“ ظفر نے کہا اور یک بیک چونک پڑا۔ صدر دروازے کے قریب ایک طویل قامت دُبلا پتلا آدمی دکھائی دیا تھا۔ چپٹی سی ناک کے نیچے گھنی مونچھیں کچھ عجیب سی لگ رہی تھیں۔ اتنی گھنی تھیں کہ دہانہ بالکل نہیں دکھائی دیتا تھا! اُس کے ساتھ ایک سیاہ فام عورت بھی تھی۔ خاصی صحت مند اور شوخ آنکھوں والی بھی عمر زیادہ سے زیادہ پچیس سال رہی ہوگی۔ وہ دونوں بھی اُن کے قریب ہی آ کھڑے ہوئے۔ ظفر کو ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے اُس آدمی کو پہلے بھی کہیں دیکھ

چکا ہو۔۔ پہلی ہی نظر میں شناسا سا لگا تھا۔ اسی لئے تو وہ اُسے دیکھتے ہی چونکا تھا لیکن وہ اس کی طرف توجہ دیئے بغیر اپنی ساتھی عورت سے باتیں کئے جا رہا تھا۔ دونوں انگلش ہی میں گفتگو کر رہے تھے۔ مرد کا لہجہ بے حد بھرا بھرا تھا۔ اس کے مقابلے میں عورت کچھ زیادہ دلچسپی نہیں لے رہی تھی۔

"کیا رکھا ہے اِس عورت میں۔ کیوں گھور رہے ہو۔۔" مسوما نے آہستہ سے کہا

"وہم ہے تمہارا۔ میں تو نہیں گھور رہا۔۔" ظفر جلدی سے بولا۔

"اُدھر وہ لمبا آدمی اپنی ساتھی سے کہہ رہا تھا "تمہیں بہت جلد جلد بھوک لگتی ہے کہیں معدہ خراب کر بیٹھنا۔۔"

"تو ملامت کرو۔۔" وہ جھنجھلا کر بولی۔

"تمہارے بھلے کو کہہ رہا ہوں۔۔ حلق تک ٹھونس لیتی ہو۔۔۔ پھر کہتی ہو کہ طبیعت حاضر نہیں۔۔"

"بکواس مت کرو۔ تمہاری موٹر سکار کے فرائض انجام نہیں دے سکتی! پتہ نہیں کس بُری گھڑی میں تم سے ملاقات ہوئی تھی۔"

"اچھا۔۔ اچھا۔۔ کیا کھاؤ گی۔۔"

"اسٹیک۔۔"

"کتنے درجن منگوالوں۔۔"

"پھر تم نے میری خوش خوراکی پر طنز کیا۔"

مسوما کی طلب کی ہوئی اشیاء آ گئی تھیں اور انہوں نے کاؤنٹر ہی پر کھانا شروع کر دیا تھا اور مسوما بھی بڑی دلچسپی سے اس جوڑے کی گفتگو سن رہا تھا۔

"کیا خیال ہے۔۔ یہ آدمی کہاں کا باشندہ ہو سکتا ہے۔۔" مسوما نے ظفر سے پوچھا

"کچھ کہہ نہیں سکتا۔ ناک کی بناوٹ تو چینیوں جیسی ہے۔۔ لیکن مونچھیں۔۔۔ اُن بیچاروں کو ایسی گھنی مونچھیں کہاں نصیب۔۔"

"میرا خیال ہے کہ اسی کی گاڑی ہمارے پیچھے پیچھے ہی آئی ہے۔" مسوما نے کہا۔

"میں نے تو توجہ نہیں دی تھی۔۔"

"پھر اسے دیکھتے ہی چونکے کیوں تھے۔۔"

"ہاں، میرا خیال ہے کہ مجھ سے یہ اضطراری فعل سرزد ہوا تھا لیکن کیوں؟"

"یہی میں بھی اتنی دیر سے سوچ رہا ہوں۔۔"

"بڑی عجیب بات ہے۔" مسوما سر ہلا کر بولا۔ "ایسے افعال اسی صورت میں سرزد ہوتے ہیں جب کوئی غیر متوقع بات سامنے آ جائے۔۔"

"کچھ کہہ نہیں سکتا۔" ظفر پُر تفکر لہجے میں بولا۔ "نہ جانے کیوں ایسا محسوس ہو رہا ہے جیسے اسے پہلے بھی کہیں دیکھ چکا ہوں۔۔"

"گویا تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ شناسا سا لگ رہا ہے۔۔"

"میرا خیال ہے۔ کوئی ایسی بات ضرور ہے۔ جس میں شناسائی کی جھلک ملتی ہے۔ لیکن یقینی طور پر کچھ نہیں کہہ سکتا۔۔"

"کہیں یہ ہمارا تعاقب تو نہیں کر رہا۔۔" مسوما نے کہا۔

"خدا جانے۔۔"

"ابھی معلوم ہو جائے گا۔۔"

کھانے کا حساب بیباق کر کے وہ باہر نکلے۔ سفر پھر شروع ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد مسوما نے عقب نما آئینے پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ "دیکھو! اسی کی گاڑی معلوم ہوتی ہے۔۔"

"اتنے یقین کے ساتھ نہ کہو! کیا تم اُن کی گاڑی پہچانتے ہو۔۔"

"میں نے اُس وقت تک گاڑی اسٹارٹ نہیں کی تھی۔ جب تک وہ آگے اپنی گاڑی میں روانہ نہیں ہو گئے تھے۔۔"

"اگر وہ واقعی ہمارا تعاقب کر رہے ہیں تو کون ہو سکتے ہیں۔" ظفر نے پُر تشویش لہجے

لہجے میں کہا۔

"اُدھو۔ اِتنے بھولے نہ بنو۔۔"

"کیا مطلب۔۔؟"

"ہو سکتا ہے یہ بھی اُنہی میں سے ہوں جنہوں نے تمہارے ساتھی کو غائب کر دیا ہے"

"اُف وہ! میں بھی کتنا بے عقل ہو گیا ہوں۔۔"

"لہٰذا ہوشیار رہو۔ اگر یہ کسی طرح ہمارے ہاتھ آ جائیں تو۔۔۔"

"کیا ضروری ہے کہ صرف دو ہی ہوں"

"میں سمجھا نہیں کیا کہنا چاہتے ہو۔۔" مسوما بولا۔

"ہو سکتا ہے اور بھی ہوں۔۔۔ کئی گاڑیاں تو ہیں اُس کے پیچھے۔۔"

"کچھ بھی ہو۔ ہمیں اُن پر ہاتھ ڈالنے کی کوشش کرنی چاہیے۔۔"

"جیسی تمہاری مرضی! مجھے کسی طرح پیچھے نہ پاؤ گے"

"کوئی تدبیر سوچو کہ کیسے گھیرا جائے۔۔"

"کسی جگہ رُک کر۔ اگر وہ لوگ بھی رُک گئے تو تصدیق بھی ہو جائے گی کہ ہمارے ہی تعاقب میں ہیں۔ بس پھر وہیں گھیر لیں۔۔"

"مناسب سی جگہ کا انتخاب کرنا پڑے گا۔۔" مسوما نے پُر تفکر لہجے میں کہا۔

"مجھے تو نہیں لگتا کہ کہیں کوئی ایسی جگہ مل سکے۔ یہ سڑک بھی اتنی کشادہ نہیں ہے کہ دوسری گاڑیوں کو روکے بغیر ہم کسی جگہ رُک سکیں۔۔"

"ہاں۔ شاید۔ اب موانزا تک ایسی کوئی جگہ نہ مل سکے گی"

"تو پھر سیدھے موانزا ہی چلو۔ اگر وہ تعاقب کرتے ہوئے ہے تو وہیں نپٹ لیں گے۔۔"

"ٹھیک ہے۔ ایسا ہی کرتے ہیں۔۔" مسوما طویل سانس لے کر بولا۔ اُس کی

[illegible] آخر یہ لمبا آدمی کون ہو سکتا ہے۔

شناسائی کی جھلکیاں کیوں محسوس کی تھیں۔ جب وہ عورت سے گفتگو کر رہا تھا تو آواز بھی کچھ جانی پہچانی سی لگی تھی۔۔

"کیا سوچنے لگے۔۔" مسوما نے کچھ دیر بعد پوچھا۔

"اُلجھن میں ہوں۔۔" ظفر طویل سانس لے کر بولا۔ "آخر یہ آدمی کسی قدر جانا پہچانا سا کیوں لگ رہا ہے۔ جبکہ میں نہیں جانتا کہ کن لوگوں کے ہاتھوں ستایا گیا ہوں"

"اوہ۔ ایک بات۔۔ کیا یہ تمہارے ساتھیوں میں سے بھی کوئی ہو سکتا ہے۔ مطلب یہ کہ میک اَپ میں ہو اور تم نے چال ڈھال کی بناء پر شناسائی محسوس کی ہو"

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ میرے ساتھیوں میں نہ کوئی اتنا دُبلا ہے اور نہ اتنا لمبا"

"ضروری تو نہیں کہ اپنے محکمے کے سارے آدمیوں سے واقف ہو"

"سوال ہے شناسائی محسوس کرنے کا۔۔" ظفر بولا۔

"ٹھیک کہہ رہے ہو۔۔"

سفر جاری رہا۔ اچانک ظفر کو یاد آ گیا کہ غیر شعوری طور پر اُس کا ذہن کس کی طرف بھاگ رہا ہے۔ کیا یہ مشہور چینی جرائم پیشہ سنگ ہی ہو سکتا ہے؟ اوہ۔۔ شاید۔۔ ناک اور پیشانی کی بناوٹ کی بناء پر اُسے شناسائی محسوس ہوئی تھی۔ گھنی مونچھوں نے کسی حد تک اصل چہرے کی پردہ پوشی کر رکھی ہے لیکن پیشانی، ناک اور آنکھوں کی ساخت اور وہی چھوٹی چھوٹی چمکیلی آنکھیں۔۔

وہ سوچتا رہا۔ اِس سلسلے میں مسوما سے کوئی بات نہیں کرنا چاہتا تھا۔ پتا نہیں کیا چکر ہے۔۔؟

بالآخر وہ موانزا جا پہنچے۔۔

"کیا یہاں کچھ وقت گذارنے کا ارادہ ہے" ظفر نے پوچھا۔

"کیوں نہیں۔۔! وکٹوریہ کے ساحل کی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں روز روز کہاں نصیب ہوتی ہیں۔ کام ہو یا نہیں۔ دو ایک دن تو یہاں گذارنے ہی ہیں۔۔ کسی

ات سستی ہوٹل کی طرف چلتے رہیں ۔۔"

دوسری گاڑی اب بھی پیچھے لگی ہوئی تھی ۔

"تم دیکھ لینا ۔۔" مسوما بولا ۔ "جہاں ہم ٹھہریں گے ۔ وہیں یہ دونوں بھی قیام کریں گے ۔۔"

"اچھا ہے ۔ ہمیں ان پر نظر رکھنے میں آسانی ہوگی ۔۔"

مسوما نے قہقہہ لگایا اور بولا ۔ "کتنے مزے کی بات ہے کہ وہ ہم پہ نظر رکھیں گے اور ہم اُن پہ ۔ لیکن وہ عورت تو مجھے کوئی سڑی ہوئی طوائف لگتی ہے ۔۔"

ظفر کچھ نہ بولا ۔ وہ ایک ہوٹل کے سامنے رکے تھے ۔ بدقت تمام ایک ہی کمرہ مل سکا ۔

"چلو غنیمت ہے ۔ ورنہ پہلے سے ریزرویشن کرائے بغیر ان ہوٹلوں میں جگہ نہیں ملتی ۔۔" مسوما نے کہا ۔

"لیکن وہ دونوں کیا کریں گے ۔ میرا خیال ہے کہ باہر ہی رُکے ہوئے ہیں — ابھی تک اندر نہیں آئے ۔۔" ظفر بولا ۔

"انھیں یہاں جگہ نہ ملے تب بھی وہ قیام کریں گے ۔ کیا تم نے تھوڑے ہی فاصلے پر وہ رنگا رنگ خیمے نہیں دیکھے ۔۔"

"تو کیا وہ خیمے بھی ۔۔"

"جب اندر جگہ نہیں ہوتی تو وہ خیمے ہی کام آتے ہیں ۔ ہمیں یہاں جگہ نہ ملتی تو ہم بھی یہی کرتے ۔۔"

"اگر وہ واقعی ہمارا تعاقب کر رہے ہیں تو دوبارہ ضرور ملاقات ہوگی ۔" ظفر نے لاپرواہی سے شانوں کو جنبش دے کر کہا ۔

وہ اس کمرے میں پہونچا دیئے گئے جہاں انھیں قیام کرنا تھا ۔

مسوما گھوڑے بیچ کر سویا ۔ البتہ نیند ظفر کی آنکھوں سے کوسوں دور تھی ۔ کبھی جمیسن کا خیال آتا اور کبھی اُس لمبے آدمی کا جس میں اُس نے سنگ ہی کی جھلکیاں پائی تھیں ۔

کیا وہ محض اتفاق تھا یا وہ سچ مچ اُن دونوں کا تعاقب کر رہا تھا ۔۔ تو پھر مقصد ؟ کیا یہ انہی لوگوں کا چکر ہے ؟ لیکن یہاں تنزانیہ میں اگر وہ لوگ کچھ کر رہے تھے تو ان سے اُسکو کیا سروکار ۔ ؟ اُس نے ابھی تک مسوما سے اپنے شبہے کا اظہار نہیں کیا تھا ۔ وجہ اس کے علاوہ اور کچھ نہیں تھی کہ وہ ابھی تک اُس کی طرف سے مطمئن نہیں ہوا تھا ۔

شام ہوئی ، اُس نے لباس تبدیل کیا اور مسوما کو سوتا چھوڑ کر باہر نکل گیا ۔ یہاں تو شام ہوتے ہی اچھی خاصی سردی ہوگئی تھی ۔ دارالسلام میں گرمی تھی ۔

ایک سایہ دار درخت کے نیچے لمبے آدمی کی گاڑی کھڑی نظر آئی ۔ اور وہ دونوں گاڑی ہی میں موجود تھے ۔ مسوما کے خیال کے مطابق شاید انھوں نے کوئی خیمہ بھی حاصل کرنے کی کوشش نہیں کی تھی ۔ اس سے تو یہی ظاہر ہوتا تھا وہ قیام کرنے کا ارادہ نہیں رکھتے ۔

ظفر ان کی طرف سے انجان بن کر ٹہلنے کے سے انداز میں اُن کی جانب چل نکلا ۔ گاڑی کے قریب سے گذر ہی رہا تھا کہ اسے بہت ہی صاف ستھری اُردو میں مخاطب کیا گیا ۔

"میاں صاحبزادے ، ذرا سنیئے گا ۔۔"

ظفر ایک جھٹکے کے ساتھ رُک گیا ۔ لمبا آدمی گاڑی سے نکلتا ہوا بولا ۔ "ایسی بھی کیا جلدی ۔ ذرا رکیے ۔۔"

"جی فرمایئے ۔۔"

"تکلفات برطرف ۔۔" وہ اُس کے قریب پہونچ کر شانے پر ہاتھ رکھتا ہوا بولا ۔

"مجھے یقین ہے کہ تم نے مجھے پہچان لیا ہوگا ۔ مونچھوں سے کیا ہوتا ہے ۔۔"

"ن ۔۔ نہیں تو ۔۔ میں نے آپ کو نہیں پہچانا ۔۔ پہلے ہم کہاں ملے تھے ۔۔؟"

وہ زور سے ہنس کر بولا ۔ "مجھے چڑانے کی کوشش کر رہے ہو ۔ حالانکہ تمہارا گرو بھی مجھے چچا کہتا ہے ۔۔"

"مجھے بیحد افسوس ہے کہ اس حوالے کے باوجود بھی میں آپ کو نہیں پہچان سکا ۔۔"

"کیا تم نوابزادہ ظفرالملک نہیں ہو ۔۔"

"دوست فرمایا۔ یہی میرا نام ہے۔"!

"عمران کے لئے کام کرتے ہو۔"!

"وہ میرے دوست ہیں۔ اُن کے لئے کام نہیں کرتا۔"!

"کیا تم تنہا ہو۔"!

"فی الحال تنہا ہی سمجھئے۔۔۔ میرا ساتھی اچانک غائب ہو گیا ہے۔"!

"جیمسن کی بات کر رہے ہو۔"!

"جی ہاں۔۔۔"! ظفر نے حیرت سے کہا۔ "کمال ہے۔ آپ سب کچھ جانتے ہیں۔"!

"یہاں آنے کا مقصد۔"!

"سیاحت۔"!

"محکمۂ کارِ خاص کے ایک ڈپٹی ڈائرکٹر کے ساتھ۔"!

"میں نہیں سمجھا۔"؟

"مسٹر کریلو مسوا کی بات کر رہا ہوں! کچھ دن پہلے جیمسن بھی اُس کے ساتھ دکھائی دیا تھا۔"!

"میں اُس کے بارے میں اتنا ہی جانتا ہوں کہ اُس کا نام مسوا ہے! کلیمنجارو پر ملاقات ہوئی تھی۔ دوستی ہو گئی۔"!

"عمران کہاں ہے۔"!

"وطن ہی میں ہوں گے۔"!

"میں یقین نہیں کر سکتا۔"!

ظفر الملک نے لاپروائی سے شانوں کو جنبش دی! لمبا آدمی اُسے بغور دیکھے جا رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد بولا۔ "ہو سکتا ہے تمہیں اُس کی موجودگی کا علم ہی نہ ہو۔"!

"ممکن ہے۔" ظفر نے کہا۔ "لیکن ابھی تک آپ نے اپنا نام نہیں بتایا۔"!

"تم مجھے اچھی طرح جانتے ہو۔ خواہ مخواہ بننے کی کوشش مت کرو۔"!

دفعتہً کالی عورت نے جو کسی قدر نشے میں معلوم ہوتی تھی گاڑی کے اندر سے پوچھا

"یہ تم کس زبان میں گفتگو کر رہے ہو ڈارلنگ۔"!

"فرشتوں کی زبان میں۔" لمبے آدمی نے اُسے جواب دیا اور ظفر سے بولا۔ "بنگریس کمال کی عورت ہے۔"!

ظفر نے لاپروائی سے سر کو جنبش دی۔

"اگر یہاں تمہاری آمد کا مقصد محض سیاحت ہوتا تو تم اُس کلوٹے کے ساتھ نہ دیکھے جاتے۔۔۔ کوئی عورت تمہاری ہم جلیس ہوتی۔"! لمبے آدمی نے کہا۔ "مجھے علم ہے کہ میرے بھتیجے کے سکار پہ رانوں میں تم ہی سب سے زیادہ رنگین مزاج اور حسن پرست ہو۔"!

ظفر نے سوچا۔ اب اس سسن چیس سے نکلنا چاہئے۔ ہو سکتا ہے سنگ ہی اس مسئلے پر روشنی ڈال سکے کہ انہیں یہاں کیوں بھیجا گیا تھا۔!

دفعتہً وہ اُسے آنکھ مار کر مسکرایا اور آہستہ سے بولا۔ "اچھا مسٹر سنگ ہی۔۔ تم کیا چاہتے ہو۔"!

"شناسائی کا اعتراف میرے بچے اور کچھ نہیں۔"!

"لیکن میں نہیں جانتا کہ عمران صاحب کہاں ہیں۔"!

"تم دونوں یہاں کیوں آئے ہو۔"!

"یہ بھی مجھے نہیں معلوم۔۔ صرف ایک فرد سے ملاقات ہوئی تھی۔ وہ بھی نہیں رہی۔ اُسی فرد سے ہمیں معلوم ہوتا کہ ہم یہاں کیوں آئے ہیں۔"!

"تو واپس کیوں نہیں چلے گئے۔"

"جیمسن کی بازیابی کے بغیر یہ ممکن نہیں۔"!

"کیا میں اس سلسلے میں کسی کام آ سکتا ہوں۔"!

"شکریہ! مسٹر سنگ ہی۔۔ ہم آپس میں دوست تو نہیں ہیں۔"!

"جس ملک میں تم قانوناً میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ وہاں مجھے اپنا دوست سمجھو۔"

"اگر اُس ڈپٹی ڈائرکٹر کو تمہاری شخصیت کا علم ہو جائے جو میرے ساتھ ہے، تو کیا ہوگا۔۔؟"

"وہ خود چور ہے۔۔!"

"میں نہیں سمجھا۔۔!"

"یہ اپنے محکمے کا وفادار ہے اور نہ ملک کا۔۔!"

"خیر۔۔ خیر۔۔ تم میری کوئی مدد نہ کر سکو گے مسٹر سنگ ہی۔۔!"

"تمہاری مرضی۔۔!" سنگ ہی نے بُرا سا منہ بنا کر شانوں کو جنبش دی۔۔

"لیکن میں ایک بات ضرور پوچھوں گا۔۔!"

"گاڑی میں بیٹھ جاؤ۔ کب تک کھڑے رہو گے۔۔!"

"شکریہ۔۔" کہہ کر ظفر الملک نے اگلی سیٹ کا دروازہ کھولا اور اندر بیٹھ گیا۔ پچھلی سیٹ پر ٹیگرس نیم دراز تھی۔ سنگ اُسے دوسری طرف دھکیلتا ہوا اُدھر ہی بیٹھ کر بولا۔ "اب پوچھو کیا پوچھنا ہے۔۔!"

"ناگن[1] والے چکر میں۔۔! تم تھریسیا کی فلائنگ مشین کا پایہ پکڑ کر اُس کے ساتھ ہی فرار ہوئے تھے۔ پھر کیا ہوا تھا۔۔؟"

سنگ نے زوردار قہقہہ لگایا اور بولا۔ "ہو گیا۔۔ میں نہیں جانتا تھا کہ فرگاز مجھے اور اُسے کہاں لے جائے گا۔ لیکن پھر بھی عمران کی حماقتوں میں نہیں پڑنا چاہتا تھا۔ اسی طرح نکل جانا بہتر سمجھا۔۔!"

"پھر تھریسیا سے کیا رہی تھی۔۔!"

"غیر یقینی حالات تھے۔ اس لئے اُس وقت تو میں ہی کسی نہ کسی طرح جان بچانا چاہتا تھا۔ فرگاز کا پایہ تھام کر کسی لمبے سفر کا سوال ہی نہیں پیدا ہو سکتا تھا۔"

---

[1] اس کہانی کے لئے عمران سیریز کا خاص نمبر "جونک اور ناگن" ملاحظہ فرمائیے۔

لہٰذا وہ جیسے ہی ایک عمارت پر سے گزرا میں نے پایہ چھوڑ دیا۔۔!"

"خاصی چوٹیں آئی ہوں گی۔۔"

"ذرہ بھی نہیں۔۔ عمارت کے سوئمنگ پول میں گرا تھا۔ البتہ اندازے کی ذرا سی بھی غلطی چیتھڑے اُڑا دیتی۔۔!"

"سوئمنگ پول کیسے نظر آگیا تھا۔ غالباً یہ رات کی بات تھی۔۔!"

"اس کے چاروں گوشوں کی لائٹیں کھلی ہوئی تھیں۔۔ بس زندگی تھی بچ گیا۔۔!"

"تو پھر صلح ہو گئی ہوگی تھریسیا سے۔۔!"

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔۔!"

"اُوہ۔۔ تو جنگ جاری ہے۔۔!"

سنگ کچھ نہ بولا۔ سیٹ کے نیچے ہاتھ ڈال کر شراب کی بوتل نکالی اور اُس سے منہ لگا کر دو تین گھونٹ لئے۔ پھر بوتل ٹیگرس کو تھماتا ہوا بولا۔ "تم بیکار بیٹھی ہوئی ہو۔"

"نہیں بس۔۔ زیادہ نہیں پیتی۔۔!"

"تم پیو گے۔۔!" سنگ نے ظفر سے پوچھا۔

"نہیں شکریہ۔۔ تم نے مجھے سوما کے سلسلے میں تشویش میں مبتلا کر دیا ہے۔!"

"اسی لئے کہہ رہا ہوں کہ سچی بات بتا دو، ورنہ دشواری میں پڑ جاؤ گے۔۔!"

"میں نہیں جانتا تھا کہ وہ محکمہ کار خاص کا کوئی آفیسر ہے۔"

"پھر کیسے مل بیٹھا۔۔!"

"کلیمنجارو میں۔۔!"

"اگر وہ تم سے خواہ مخواہ مل بیٹھا ہے تو میں کسی طرح بھی تسلیم نہیں کر سکتا کہ وہ تمہارے مشن سے ناواقف تھا۔۔!"

"تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ وہ سرکاری طور پر میری ٹوہ میں رہا ہوگا۔۔!"

"سرکاری طور پر بھی اور غیر سرکاری طور پر بھی۔۔ میں تمہیں بتاتا ہوں کہ وہ غیر

سرکاری طور پر زیرولینڈ کا ایجنٹ ہے۔۔“

”خدا کی پناہ۔۔“

”بس ہوشیار رہنا۔۔۔ اسی لئے اب اور شدت سے یقین ہو گیا ہے کہ میرا بھتیجا یہاں ضرور موجود ہو گا۔۔“

”مجھے تمہاری باتوں پر یقین کرنا ہی پڑے گا۔“ ظفر نے پُرتفکر لہجے میں کہا۔

”کوئی خاص وجہ۔۔“ سنگ نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے سوال کیا۔

”بہت خاص! سوما تمہاری طرف سے چوکنا ہو گیا ہے۔ اس کا خیال ہے کہ تم اروشاہی سے ہم دونوں کا تعاقب کر رہے ہو۔ میں تمہیں اس ہوٹل میں دیکھ کر چونک پڑا تھا۔ اُس نے محسوس کیا تھا اور مجھ سے تمہارے متعلق پوچھا تھا کہ میرے شناسا تو نہیں ہو۔ ایک بات اور محسوس کی ہے میں نے۔ وہ جاننا چاہتا ہے کہ ہم دونوں کے علاوہ اور کون آیا ہے ہم میں سے۔“

”تم نے دیکھا۔۔“ سنگ انگلی اُٹھا کر بولا۔ ”وہ بھی محسوس کر رہا ہے کسی تیسرے کی موجودگی اور حقیقتاً وہ اسی تیسرے کے چکر میں ہے۔“

”تو پھر اب مجھے کیا کرنا چاہیے۔۔“

”اب پوچھی ہے تم نے قاعدے کی بات۔۔“ سنگ کچھ سوچتا ہوا بولا۔ ”اس وقت وہ کہاں ہے۔۔“

”کمرے میں سوتا چھوڑ کر آیا ہوں۔۔“

”بس تو پھر اب مجھ سے الگ ہو۔۔۔ میں دیکھ لوں گا۔۔“

ظفر نے گاڑی کا دروازہ کھولا۔ اور نیچے اُتر آیا پھر تیزی سے ہوٹل کی طرف روانگی ہوئی تھی۔ لیکن اپنے کمرے کے دروازے پر اُسے رُک جانا پڑا، کیونکہ سوما دروازہ کھول کر باہر آ رہا تھا۔۔

”تت۔۔ تم کہاں تھے۔ کب گئے تھے۔“ اُس نے کسی قدر اضطراب کے ساتھ پوچھا۔

”اُسی لمبے آدمی کے چکر میں تھا۔۔“

”کیا مطلب۔۔؟“

”اُس نے شاید کوئی خیمہ بھی حاصل نہیں کیا۔ ابھی تک گاڑی ہی میں بیٹھا ہوا ہے۔۔“

”بڑی عجیب بات ہے۔۔ لیکن تمہیں تنہا نہیں جانا چاہیے تھا۔۔“

”اوہو۔۔ تو کیا میں کوئی ننھا سا بچہ ہوں۔۔“

”یہ بات نہیں مسٹر۔۔ یہاں کے لئے اجنبی ہو۔ لہٰذا کوئی افتاد پڑی تو ناواقفیت کی بنا پر حالات کا مقابلہ نہیں کر سکو گے۔“

”یہ دلیل مان لوں گا۔“ ظفر مسکرا کر بولا۔

”ابھی اندھیرا پھیلنے میں دیر ہے۔ چلو ذرا ساحل تک ہو آئیں۔۔ وہاں غروب کا منظر دیکھ کر خوش ہو جاؤ گے۔۔“

”بالکل مزہ نہیں آئے گا۔ میرا ذہن اُس لمبے آدمی میں اُلجھا ہوا ہے۔“

”اوہ۔۔ چھوڑو بھی۔۔۔ وہ ہزار آدمیوں کے ساتھ بھی ہو تو ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔۔ چلو چلیں۔۔ اُدھر کے ایک ہوٹل میں بہترین بیئر ملتا ہے۔“

وہ باہر نکلے۔۔ لیکن اس بار سنگ ہی کی گاڑی کہیں نہ دکھائی دی۔ سوما کے قدم بھی رُک گئے تھے۔ اُس نے چاروں طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ ”تم نے اُس کی گاڑی کہاں دیکھی تھی۔۔“

”میں خود بھی حیران ہوں۔ اب تو کہیں نظر نہیں آ رہی۔۔“

”خیر۔۔ مجھ سے بچ کر کہاں جائے گا۔۔“

وہ لینڈ روور میں بیٹھے اور ساحل کی طرف روانہ ہو گئے۔۔

◆

دس بارہ افراد کی میٹنگ تھی۔ اور عمران بحیثیت کرنل ڈوڈنابونار صدر نشین تھا۔ وہ سب مختلف رینک کے آفیسر تھے۔ اور سفر کے آغاز کا مسئلہ درپیش تھا۔ ان کے درمیان ایک بڑا سا نقشہ پھیلا ہوا نظر آرہا تھا۔

"لیکن کرنل۔۔!" اُن میں سے ایک نے کہا۔ "جنگلوں سے نکل کر آنے والوں میں سے کوئی بھی اُن جگہوں کی صحیح نشان دہی نہیں کر سکا۔ جہاں وہ خبیث دکھائی دیا تھا۔۔!"

"اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔۔۔ اُن جگہوں پہ نشانات موجود ہیں۔ جہاں سے لوگ برآمد ہو کر ہم تک پہونچے ہیں۔۔!" عمران نے کہا۔

"کن جگہوں پہ نشانات ہیں۔۔!"

"یہی کہنا چاہتے ہو کہ آخر اُن میں سے کس پوائنٹ کا انتخاب کروگے؟" عمران نے پوچھا۔

"ہاں کرنل۔۔!"

"اگر اُنہی میں سے کچھ لوگ ساتھ لے جائیں تو کیا برائی ہے۔۔!"

"اُن میں سے کوئی بھی اب جنگلوں کا رخ کرنے پر آمادہ نظر نہیں آتا۔ ہم کوشش کر چکے ہیں۔ زبردستی نہیں کی جاسکتی۔۔!"

"تو پھر تمہاری دانست میں طریق کار کیا ہونا چاہئے۔۔!"

"اس کا فیصلہ مشکل ہے۔۔!"

"ناممکن تو نہیں ہے۔ اچھا۔ میرے اردلی جوگنڈا کو بلاؤ۔۔!"

تھوڑی دیر بعد جوزف نے خیمے میں داخل ہو کر ایڑیاں بجائیں۔۔

"اِدھر قریب آجاؤ۔۔" عمران نے نقشے کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ "تم بھی تو کچھ کہہ رہے تھے۔۔!"

"یس سر۔۔۔!"

دوسروں کے چہروں سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ اُنھیں یہ بات پسند نہیں آئی لیکن زبانیں بند ہی رہیں۔ جوزف نقشے پہ جھک کر تھوڑی دیر تک کچھ دیکھتا رہا۔ پھر ایک جگہ اُنگلی رکھ کر بولا۔ "یہ کی گوما ہے۔ یہاں سے گوریے کی شکارگاہ شروع ہوتی ہے۔۔۔ میری دانست میں یہ پوری پٹی صرف اسی جگہ سے قابلِ عبور ہوگی۔۔!"

"یہ تو ہم بھی جانتے ہیں۔" ایک آفیسر جلدی سے بولا۔ لیکن جوزف بدستور سر جھکائے کھڑا رہا۔ نہ اُس نے عمران کی طرف دیکھا تھا اور نہ اُس آفیسر کی طرف۔

"یعنی تم نے یہ بات اپنی ہی ذات تک محدود رکھی تھی؟" عمران نے خشک لہجے میں کہا۔

"جناب بات دراصل یہ ہے کہ وہیں سے کدھر جائیں گے۔۔!"

"اس کا فیصلہ وہیں پہونچ کر کیا جائے گا۔۔!"

آفیسر کچھ نہ بولا۔

عمران نے جوزف سے کہا۔ "اور کیا کہنا چاہتے ہو۔۔!"

"کی گوما کے قریب ہی ایک قصبہ نیابونڈا ہے وہاں ہمیں ایسے لوگ مل سکیں گے جو ہماری رہنمائی کر سکیں۔۔!"

"تمہارا اشارہ شاید شکاری بل جیروم کی طرف ہے۔" ایک آفیسر بولا۔

"یس سر! بل جیروم اور اُس کے مقامی ساتھی۔۔!"

"بل جیروم بوڑھا ہو چکا ہے۔ ریٹائرڈ زندگی گذار رہا ہے۔۔!"

"لیکن جناب۔ وہ ہمارے لئے مفید معلومات فراہم کر سکے گا۔۔!"

پھر کوئی کچھ نہ بولا۔

عمران نے میٹنگ برخاست کردی۔ جوزف اُس کے پیچھے پیچھے خیمے سے نکلا

اور اُس کے خیمے تک چلا آیا۔۔۔

"اندر آجاؤ۔۔" عمران اپنے خیمے میں داخل ہوتا ہوا آہستہ سے بولا۔

"مجھے حیرت ہے باس۔۔" جوزف نے کہا "جو کچھ میں نے کہا ہے وہ سب ہی جانتے ہیں لیکن اُنہوں نے تمہیں نہیں بتایا۔ بل جیروم ہی وہ فردِ واحد ہے جو ریف ویلی کے جنگلوں کے بارے میں سب سے زیادہ جانتا ہے۔۔"

"یہ لوگ میری سمجھ میں نہیں آئے ہیں۔۔" عمران بولا۔

"بے فکر رہو! میں سب سے سمجھ لوں گا۔ لیکن وہ چوہا تو بالکل ہی خاموش رہا تھا۔ کچھ نہیں بولا تھا۔۔"

"کس کی بات کر رہے ہو۔۔" عمران چونک پڑا۔

"کیپٹن بنگاسی! کالی بھیڑ معلوم ہوتا ہے۔۔"

"کوئی ثبوت۔۔"

"میری چھٹی حس باس۔۔۔ تم ان لوگوں کو نہیں جانتے۔۔۔ میں جانتا ہوں۔۔"

"کیا اس کا بھی امکان ہے۔۔"

"کسی بھی امکان کو رد نہ کرو۔۔۔ جب سے آیا ہوں مجھے پورے ملک میں گڑبڑ محسوس ہو رہی ہے۔۔"

"اچھی بات ہے تو اس پر نظر رکھنا! واقعی یہاں پہنچ کر میری کھوپڑی گھوم گئی ہے۔۔"

"فکر نہ کرو باس! سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔"

"تم ابھی تک اپنے لوگوں سے نہیں ملے۔۔"

"کیا کروں گا باس! شاید اب وہی ملیں جنہیں ذرا سا چھوڑ کر گیا تھا۔ وہ مجھے کیا پہچانیں گے۔۔"

"تمہارا اپنا خاندان۔۔"

"تمہارے علاوہ اب میرا اور کوئی اور خاندان نہیں ہے۔۔"

"میں اندر آسکتا ہوں جناب۔۔" دفعتہً کسی نے باہر سے کہا۔

"آجاؤ۔۔" عمران بولا۔

ریڈیو آپریٹر اندر داخل ہوا۔ اور ایک پرچہ اُس کی طرف بڑھاتا ہوا بولا "آپ کے لئے لاسلکی پیغام ہے جناب۔ لیکن ہم اسے ڈی کوڈ کرنے سے معذور ہیں۔"

"اوہ۔۔ اچھا۔۔ لاؤ۔۔"

وہ عمران کو پرچہ تھما کر چلا گیا۔ کوڈ ورڈز میں جولیا کا پیغام تھا۔ موانزا سے آیا تھا۔

"دونوں کا دارالسلام سے تعاقب کرتی ہوئی موانزا پہنچی ہوں۔ یہاں سنگ ہی دکھائی دیا ہے۔ بہت ہی معمولی میک اپ میں ہے۔ کم از کم میں تو پہچان ہی سکتی ہوں ظفر اپنے ساتھی کی لاعلمی میں اُس سے ملا تھا۔ دونوں بہت دیر تک اُسی کی گاڑی میں بیٹھے باتیں کرتے رہے تھے۔ پھر ظفر ہوٹل چلا گیا تھا۔ اور سنگ کسی اور طرف نکل گیا تھا۔۔"

عمران نے طویل سانس لی۔

"کوئی خاص خبر باس۔۔" جوزف نے پوچھا۔

"بہت ہی خاص۔۔۔ جیمسن کو بلاؤ۔۔"

جوزف چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد جیمسن کے ساتھ واپسی ہوئی تھی۔ عمران نے اسٹول کی طرف اشارہ کیا۔ دونوں بیٹھ گئے۔

"ذہن پر اچھی طرح زور دے کر بتاؤ کہ تمہیں اس دوران میں کوئی ایسا آدمی تو نہیں ملا جس پر تمہیں سنگ ہی کا دھوکا ہوا ہو۔۔" عمران نے جیمسن سے سوال کیا۔

"نہیں۔۔۔ جناب! مجھے نہیں یاد پڑتا۔۔"

"جب یہاں پہنچے تھے۔ مطلب یہ کہ کلمنجارو میں۔۔"

"جی نہیں۔۔ میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ ابھی تک ایسا کوئی آدمی میری

نظر سے نہیں گذرا۔۔"

"ٹھیک ہے۔" عمران ہاتھ اُٹھا کر بولا۔ اور جوزف سے کہا "اب کیپٹن بگاسی کو بلواؤ۔۔"

کیپٹن بگاسی بھی تھوڑی دیر بعد پہونچ گیا تھا۔ لیکن اُس کی آنکھوں میں اُلجھن کے آثار تھے۔ عمران نے اُسے کرسی پیش کی۔

"شکریہ جناب۔۔" وہ بیٹھتا ہوا بولا۔ لیکن مجسم سوال بنا ہوا تھا۔

"اس پوری بھیڑ میں صرف تمہاری آنکھوں میں مجھے ذہانت کی جھلکیاں ملی ہیں۔۔"

"اوہ۔۔ نہیں جناب۔۔" وہ گڑبڑا کر بولا "شش۔۔ شکریہ۔۔"

"میں غلط نہیں کہہ رہا۔ تم کبھی کوئی رائے نہیں دیتے۔ لیکن تمہاری آنکھیں غور و فکر میں ڈوبی رہتی ہیں۔۔"

"اب میں کیا عرض کروں جناب" وہ کھسیانی سی ہنسی کے ساتھ بولا۔

"شکاری بل جیرڈم سے پوچھ گچھ کرنے سے متعلق تمہاری کیا رائے ہے؟"

"کوئی امکانی پتھر اُلٹے بغیر نہ چھوڑنا چاہیئے۔ اُس کا کوئی نہ کوئی ساتھی ایسا ضرور ہوگا کہ ہمارے کام آسکے۔۔"

"گڈ۔ تو بس اب صرف ہم چاروں ہی چلیں گے۔۔"

"ہم۔۔ میں نہیں سمجھا جناب۔۔"

"سنو! فوجی خواہ سادہ لباس ہی میں کیوں نہ ہو۔ اپنی چال ڈھال سے فوراً پہچان لیا جاتا ہے۔۔۔"

"یہ بات تو ہے جناب۔۔۔"

"دو چار لوگوں پر نظر رکھنا آسان ہے۔ اُن کے عادات و اطوار میں تبدیلی کی جا سکتی ہے لیکن پورے دستے پر اثر انداز ہونا ممکن نہیں۔۔"

"میں سمجھ گیا جناب۔۔! لیکن صرف چار افراد۔۔؟ دوسرے خطرات کو کیوں نظر انداز کر رہے ہیں۔"

"پیشہ ور مزدور۔۔ میانڈا میں ایسے مزدور بہت مل جائیں گے۔۔"

"مشکل ہے جناب۔۔ میں نے سُنا ہے کہ کئی گوما کے آس پاس والے گاؤں بھی خالی ہوتے جا رہے ہیں۔۔"

"میں کچھ عرض کروں جناب۔" جوزف بول پڑا۔

"ضرور۔۔ ضرور۔۔" عمران نے کہا۔

"میانڈا سے کوئی بھی نہیں ہٹا۔۔۔ مزدور فراہم کرنا میری ذمہ داری۔۔ بل جیرڈم کو بھی بات چیت پر آمادہ کر سکوں گا۔۔"

کیپٹن بگاسی اُسے گھور کر رہ گیا۔ عمران نے اُس سے پوچھا "اب کیا کہتے ہو؟"

"میں انکار تو نہیں کر سکتا جناب! صرف خطرات کا احساس دلانا چاہتا تھا۔"

"اچھا تو بس تیار رہنا۔۔۔ ہم چاروں کسی وقت بھی نکل چلیں گے۔ دوسروں کو ہماری اسکیم کا علم نہ ہونے پاتے۔ ہم انہیں یہیں چھوڑ جائیں گے۔ اور سنو یہ ضروری نہیں ہے کہ ہم فوراً ہی جنگلوں میں گھس پڑیں۔ فی الحال سفر کا مقصد صرف بل جیرڈم سے ضروری معلومات حاصل کرنا ہے۔"

"بہت بہتر جناب۔۔"

"ڈس مس۔۔۔"

کیپٹن بگاسی چلا گیا۔ عمران جوزف سے بولا "اب تم اُس پر نظر رکھ سکتے ہو۔ اگر یہ کسی اجنبی سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کرتے تو فوراً گردن دبا دینا۔"

"او کے باس۔" جوزف نے کہا۔ پھر وہ بھی نکلا چلا گیا تھا۔

"اب آپ فرمائیے جناب عالی۔" عمران نے جیمسن کو مخاطب کیا۔

"میں تو بے موت مارا گیا ہوں۔۔۔ دوغلا سمجھ کر کوئی نگرس بھی قابل اعتنا نہ سمجھے گی۔"

"اطلاع یہی ہے کہ آپ کے شہزادے صاحب سنگ ہی کے چکر میں پڑ گئے ہیں۔"

"گک۔ کہاں۔۔؟"

"فی الحال موانزا میں ہے۔۔"

"لیکن یور میجسٹی۔۔۔ یہ اس وقت کی بات میری سمجھ میں نہیں آئی۔۔"

"کونسی۔۔؟"

"جوزف کو بعد میں آپ نے جو ہدایات دی ہیں اُس سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کیپٹن بنگاسی پر کسی قسم کا شبہ کر رہے ہیں۔"

"تمہارا خیال درست ہے۔۔!"

"تو پھر اُس سے اس قسم کی گفتگو کیوں کر ڈالی۔ پوری اسکیم ہی سے آگاہ کر دیا!"

"شبہے کو یقین کی حد تک لے جانا چاہتا ہوں۔۔!"

"اور اگر یہ بات دوسروں تک پہونچ گئی تو۔۔؟"

"کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ بس دیکھتے جاؤ۔۔!"

"مجھے کیوں طلب فرمایا ہے۔۔!"

"تم اپنے لئے کیا کہنا چاہتے ہو۔۔"

"جو آپ چاہیں۔۔!"

"تم اب میرے ہی ساتھ رہو گے۔۔"

"خوش نصیبی۔۔ لیکن آپ کو اتنا سیریس دیکھ کر گہرا صدمہ پہونچا ہے۔!"

"کیا مجھے سیریس نہ ہونا چاہئے۔۔"

جیمسن کچھ کہنے ہی والا تھا کہ جوزف بوکھلایا ہوا اندر داخل ہوا۔

"بب۔۔ باس۔۔۔ وہ بنگاسی۔۔!"

"کیا ہوا بنگاسی کو۔۔!"

"وہ سچ مچ کسی اور کا آدمی ہے۔۔۔ ابھی ابھی میں نے چیک کیا ہے۔!"

"بیٹھ جا اور خود کو سنبھال۔" عمران نے اسٹول کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

"یہاں سے وہ سیدھا جھاڑیوں کی طرف گیا تھا۔" جوزف جھینپتا ہوا بولا۔ "غالباً۔ رفع حاجت کے بہانے۔۔۔ اُدھر ٹیلے کے قریب والی جھاڑیوں میں۔ میں بھی پہونچا۔۔۔ اور متحیر رہ گیا۔۔!"

"رفع حاجت کرتے دیکھ کر۔۔" جیمسن بول پڑا۔

"تم چپ رہو۔۔" جوزف بھنا کر بولا۔ عمران نے بھی ہاتھ اٹھا کر جیمسن کو خاموش رہنے کا اشارہ کیا تھا۔

"وہ ٹرانسمیٹر پر کسی سے بات کر رہا تھا! اور جانتے ہو ٹرانسمیٹر کیسا تھا۔"

جوزف نے طویل سانس لی اور پھر بولا "وہ فونٹین پن جو اُس کی جیب میں لگا رہتا ہے۔ ہم سب دیکھتے ہیں۔ اُس کی کیپ ایئر فون بن گئی تھی اور نب والے حصے کو ہونٹوں کے قریب لا کر کسی سے بات کر رہا تھا۔"

"کیا بات کر رہا تھا۔۔"

"کسی کو رپورٹ دے رہا تھا ہمارے متعلق اور کچھ دیر قبل کی ساری باتیں دہرائی تھیں۔۔!"

"ٹھیک ہے۔۔۔ لیکن یہ تو بتا کہ آخر تجھے کس بنا پر اُس پر شبہ ہوا تھا۔"

"صرف وہی تمہاری ٹوہ میں رہتا ہے اور تمہارے سامنے پہونچ کر ایسا بن جاتا ہے جیسے ادب اور احترام کرنے کے علاوہ اور کچھ جانتا ہی نہ ہو۔ مشاورتی نشستوں میں گم سم بیٹھا رہتا ہے۔ نہ کبھی کچھ کہتا ہے اور نہ پوچھتا ہے۔۔!"

"ٹرانسمیٹر پر کس کا نام لے کر مخاطب کیا گیا تھا۔۔؟" عمران نے پوچھا۔

"یہ نہیں بتا سکتا۔۔۔ اُس کے قریب اُس وقت پہونچا تھا جب وہ آدھی بات کر چکا تھا۔۔"

"خیر دیکھیں گے۔" عمران اٹھتا ہوا بولا "اب تم دونوں اپنے ٹھکانے پر

"جاؤ ۔۔۔"!

"میرا خیال ہے باس! اُس کے سلسلے میں جو کچھ بھی کرنا ہے ۔۔۔ جلد کر ڈالو۔"

جوزف نے اُٹھتے ہوئے کہا ۔۔۔!

"ٹھیک ہے! میں دیکھوں گا ۔۔۔" عمران ہاتھ ہلا کر بولا۔

وہ دونوں باہر نکل گئے ۔۔۔!

* * *

خضر الملک نے تیراکی کے گھاٹ پر تہلکہ مچا دیا تھا۔ تیراکی کے ایسے ایسے کرتب دکھاتا کہ اس کے گرد بھیڑ لگ جاتی۔ سوانزا میں آن کا تیسرا دن تھا۔ سنگ ہی سے دوبارہ ملاقات نہیں ہوئی تھی۔ مسوما کی تیز نظریں ہر وقت اُس کی تلاش میں رہتیں۔ یہاں اس وقت وکٹوریہ کے اُس ساحل پر بھی جہاں تیراکی ہوتی تھی اُسے سنگ ہی کی تلاش تھی۔ ہو سکتا ہے کہ اُس کی اصلیت سے واقف نہ ہو۔ بہرحال لیکن ظفر کے نامعلوم ساتھی کی حیثیت سے وہ اس کے لئے اہم تھا۔ شاید وہ اسی غلط فہمی میں مبتلا ہو گیا تھا کہ وہ ظفر کا وہی نامعلوم ساتھی ہے جس کی اُسے تلاش تھی اور شاید وہ دُور رہ کر اُن دونوں کی نگرانی کر رہا ہے۔

مسوما اب تنہا بھی نہیں تھا۔ اُس نے اپنے کئی آدمی طلب کر لئے تھے جو یہاں بھی اُس کے آس پاس ہی موجود تھے۔ لیکن ظفر کو اس کا علم نہیں تھا۔ وہ تو لوگوں کو اپنے کرتب دکھانے میں مگن تھا۔ بالکل کسی ڈولفن مچھلی کی طرح پانی کی سطح سے اُوپر اُچھلتا۔ اور جسم کو جھٹکا دیتا ہوا پھر پانی میں آ رہتا۔ ایک لڑکی خصوصیت سے اُسکے گرد چکر لگا رہی تھی۔

"مجھے بھی سکھا دو ۔۔ کس طرح کرتے ہو؟" وہ اُس سے بار بار کہتی۔ لہجے سے اطالوی معلوم ہوتی تھی ۔۔۔!

"یہ سکھانے کی چیز نہیں ہے۔ عادت ہے! میں تو سمندر ہی میں پیدا ہوا تھا۔" ظفر نے کہا۔

"بیوقوف بنانے کی کوشش مت کرو۔ سکھا دو ۔۔۔"!

"بہت تھک گیا ہوں ۔۔۔ چلو کنارے چلیں ۔۔۔"!

وہ تیرتے ہوئے خشکی پر آ گئے۔ اور لڑکی اُسکا ہاتھ پکڑ کر اپنی جھونپڑی کی طرف لے جاتی ہوئی بولی "تم کہاں سے آئے ہو ۔۔۔"!

"ترکی سے ۔۔۔"!

"تمہاری رنگت بہت صاف ہے ۔۔۔"!

"ترکوں کی ہوتی ہے ۔۔ آدھے یوروپی ہیں نا ۔۔۔"!

"میں نے تمہیں اُس کالے آدمی کے ساتھ دیکھا تھا" لڑکی نے مسوما کی طرف اشارہ کیا جو اُن سے بہت دُور بیٹھا ہوا تھا اور کبھی کبھی اُن کی طرف بھی دیکھ لیتا تھا۔

"ہاں وہ یہیں کا باشندہ اور میرا دوست ہے ۔۔"!

اور ٹھیک اُسی وقت ظفر نے مسوما کو اُٹھ کر ایک طرف دوڑتے دیکھا اور جھلا کر سیدھا ہو بیٹھا ۔۔!

"اُسے کیا ہو گیا ۔۔۔؟" لڑکی نے حیرت سے کہا ۔۔!

"خدا جانے ۔۔۔" ظفر کی تشویش بڑھ گئی۔ وہ بھی اُٹھ گیا۔ البتہ مسوما کی طرح دوڑ نہیں لگائی تھی۔ کسی قدر تیز رفتاری سے اُسی جانب چل پڑا جدھر مسوما گیا تھا۔ لڑکی جہاں تھی وہیں بیٹھی رہی ۔۔۔

لیکن ظفر کی تگ و دو کا کوئی نتیجہ نہ نکلا۔ مسوما نہ جانے کہاں غائب ہو گیا تھا! وہ تھک ہار کر پھر لڑکی کی طرف پلٹ آیا۔

"کیا قصہ تھا۔۔؟" اُس نے سوال کیا۔

"پتہ نہیں۔ وہ مجھے نہیں مل سکا۔۔!"

"بڑی عجیب بات ہے۔ وہ اس طرح کیوں بھاگا تھا۔۔!"

"اگر مجھے تمہارے ساتھ نہ دیکھتا تو ہرگز نہ بھاگتا۔ بدذوق آدمی ہے۔۔!"

"میرا نام ایمیلیا ہے۔۔!"

"اور میں غزن بغابوز ہوں۔۔!"

"بڑا مشکل نام ہے۔ میری زبان سے ادا نہیں ہو سکے گا۔۔!"

"پھر تم جو نام چاہو مجھے دے سکتی ہو۔۔!"

"چھوڑو بھی۔ ناموں میں کیا رکھا ہے۔ نام بھلا دیئے جاتے ہیں۔۔ کل تم کہیں اور ہو گے اور میں کہیں اور۔۔۔!"

ظفر بور ہو رہا تھا۔ اَب اُسے اس لڑکی سے ذرہ برابر بھی دلچسپی نہیں رہی تھی۔ ذہن مسوا میں اُلجھ گیا تھا۔ جلد سے جلد ہوٹل پہونچنا چاہتا تھا۔ لیکن لڑکی جان کو آلگی تھی۔۔! بدقت اُس سے پیچھا چھڑا کر ہوٹل پہونچا۔ مسوا یہاں بھی نہ ملا۔ کمرے کی کنجی کاؤنٹر کلرک ہی کی تحویل میں تھی۔ اُس سے کنجی لیکر کمرے میں آیا۔۔۔

تھوڑی دیر بعد ایک ویٹر نے اطلاع دی کہ اُس کی فون کال ہے۔ وہ کمرے سے نکل کر کاؤنٹر پہ آیا۔ یہاں کمروں میں فون سروس نہیں تھی۔

"ظفر۔۔" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"ہاں۔ ظفر ہی ہوں۔۔!" اُس نے ماؤتھ پیس میں کہا۔

"میں سنگ ہی بول رہا ہوں۔ تمہارے ساتھی نے اپنے آدمیوں سمیت مجھے گھیرنے کی کوشش کی تھی۔۔"

"کب۔۔ کہاں۔۔۔؟"

"تیراکی کے ساحل کے قریب۔۔۔!"

"پھر کیا ہوا۔۔۔؟"

"اُس کے پانچوں ساتھیوں میں سے تین زخمی ہوئے اور دو مر گئے اور وہ خود اس وقت میری قید میں ہے۔۔!"

"خدا کی پناہ۔۔!"

"ہوٹل فوراً چھوڑ دو۔ اپنا اور اسکا سامان وہیں چھوڑ دو۔ صرف اپنے کاغذات لے کر نکل آؤ۔۔!"

"نکل کر جاؤں کہاں۔۔؟"

"میرے پاس آجاؤ۔۔!"

"تم کہاں ہو۔۔؟"

"مجھ تک پہونچنے کا طریقہ سُنو! ساحل پر وہ لڑکی اب بھی اُسی چھتری کے نیچے بیٹھی ہوئی ہے۔ وہیں واپس جاؤ۔ لڑکی سے کہنا مجھے مسٹر ویلی کے پاس لے چلو۔۔!"

"بس اتنی سی بات۔۔!" ظفر جھینپ کر بولا۔

"بس اتنی سی بات! جلدی کرو۔۔!"

"اچھے۔۔!"

پھر اُس نے بڑی سعادت مندی سے سنگ ہی کے مشورے پر عمل کیا تھا یہ سُن کر بیحد خوشی ہوئی تھی کہ ایمیلیا کا تعلق سنگ ہی سے ہے۔ گویا مزید کچھ وقت اُس کے ساتھ گذارنے کا موقع خود بخود مل گیا تھا۔

ساحل تک پہونچنے میں دیر نہیں لگائی تھی۔ ایمیلیا اُسی چھتری کے نیچے نیم دراز سگرٹ کے ہلکے ہلکے کش لے رہی تھی۔ اُسے دیکھ کر سیدھی ہو بیٹھی۔!

"میں جانتی تھی کہ تم ضرور آؤ گے۔۔!" وہ ہنس کر بولی۔

"اوہ۔۔ ایمی۔۔۔ مجھے مسٹر ویلی کے پاس لے چلو۔۔!"

"مسٹر ڈیسلی ... اوہ ... اچھا .. چلو ....." اس نے کہا اور اٹھ کر اپنا
سامان سمیٹنے لگی ... لیکن ظفر سوچ رہا تھا کہ کہیں جسوما کا کوئی آدمی خاص
ور پر اُسکی نگرانی نہ کر رہا ہو۔ ضروری نہیں کہ وہ صرف پانچ ہی رہے ہوں ..
لڑکی اُسے ایک سپورٹس کار تک لائی۔ ظفر نے اُس کے لئے اسٹیرنگ سائیڈ
ا دروازہ کھولا۔

"شکریہ ..." وہ سیٹ پر بیٹھتی ہوئی مسکرائی۔ ظفر دوسری طرف سے آ کے
ابر بیٹھ گیا۔

"تم نے اپنا کیا نام بتایا تھا ..." لڑکی نے انجن اسٹارٹ کرتے ہوئے پوچھا۔
"نام .. نام ... اوہ ... کچھ بتایا تو تھا .. اب یاد نہیں ..."!
لڑکی زور سے ہنسی ... اور گاڑی حرکت میں آگئی تھی۔ تھوڑی دیر بعد ظفر
کہا ـــ !

"میں جلا تو گیا تھا۔ لیکن یقین کرو مجھے اپنے ساتھی سے متعلق تشویش تھی
تمہارا ساتھ چھوڑنا آسان نہیں ہے۔ تم بہت خوبصورت ہو لیکی ..."!
چاپلوسی کی باتیں نہیں ... تمہیں وہ کھیل مجھے سکھانا ہی پڑے گا۔"
"اچھا ... اچھا سکھا دوں گا ..."!
میں نے آج تک کسی کو ایسا کرتے نہیں دیکھا ..."!
"اور میں نے تم جیسی خوبصورت لڑکی آج تک نہیں دیکھی ..."!
اگر مجھ سے تم پر نظر رکھنے کو نہ کہا جاتا تب بھی تمہارا وہ کھیل مجھے اپنی طرف
کر لیتا اور میں تم سے مل بیٹھتی ..."!
تب تو میں بڑا خوش نصیب ہوں .. اچھی بات ہے لیکی ... میں تمہیں پانی
کھیل سکھاؤں گا۔"
یں تمہارا نام بھول گئی ..."!

"میں بھی بھول گیا! صحیح نام نہیں بتایا تھا! میرا نام ظفر ہے ..."!
"ظفر ... ہاں یہ یاد رہے گا .. چھوٹا سا نام ... ظفر .. اچھا ہے ..."!
وہ آبادی سے دور نکل آئے تھے۔ پھر کچھ دیر بعد انکی گاڑی ایک زرعی
فارم کی حدود میں داخل ہوئی۔ کھیتوں کے وسط میں ایک بڑی سی عمارت تھی۔
اُسکے سامنے گاڑی روک کر لیکی نے کہا "یہ ہے ہمارا گھر ... مسٹر ڈیسلی میرے
چچا ہیں ..."!

ظفر سوچ رہا تھا کہ اس کا چچا تو اطالوی ہی ہوگا ... پھر یہ سنگ بھی ...!
سوچ ہی رہا تھا کہ سنگ بھی برآمدے میں کھڑا نظر آیا۔ اسکے ساتھ ایک پستہ قد اور
موٹا سا سفید فام آدمی بھی تھا۔ غالباً وہی لیکی کا چچا ڈیسلی تھا ...!
ظفر گاڑی سے اتر آیا لیکن لیکی بیٹھی رہی۔ ظفر نے مڑ کر اس کی طرف دیکھا
ہی تھا کہ برآمدے سے سنگ کی آواز آئی۔ "فی الحال اس کا وقت نہیں۔ وہ پھر
مل جائے گی ..."

اُس نے یہ جملہ اُردو میں ادا کیا تھا۔ ظفر جھینپ کر پھر اُسکی طرف متوجہ ہو گیا۔
وہ ایک بڑے کمرے میں آئے۔ سنگ نے ڈیسلی کا تعارف اپنے ایک دوست
کی حیثیت سے کرایا تھا ... لیکی وہاں نہیں آئی تھی۔
"اُس نے اعتراف کر لیا ہے ..." سنگ بولا۔
"کیا اعتراف کر لیا ہے ..."!
"اُسے تمہارے اُس نامعلوم ساتھی کی تلاش ہے جو تم سے بھی پوشیدہ رہ کر کام
کر رہا ہے ..."!
"مگر تم نے اُس سے یہ اعتراف کیسے کرا لیا"
"صاحبزادے ... تم شاید مجھے اچھی طرح نہیں جانتے ..." سنگ نے بدلے ہوئے
لہجے میں کہا اور اسمیں کچھ ایسی ہی بات تھی کہ ظفر چونک کر اُسے دیکھنے لگا ...!

"اور اب تم مجھے بتاؤ گے کہ عمران کہاں ہے"؟

"تو گویا تم دوست نہیں دشمن ہو" ظفر کا لہجہ بھی بدل گیا۔

"جو دل چاہے سمجھو۔ اب مجھے بھی عمران کی تلاش ہے"!

"سنو مسٹر سنگ! اگر جانتا ہوتا تب بھی نہ بتاتا۔ تم مجھے کیا سمجھتے ہو"!

اُن دونوں کے درمیان اُردو ہی میں گفتگو ہو رہی تھی۔ سنگ نے کہا "اگر تمہیں علم ہوگا تو یقینی طور پر اُگل دو گے"!

"میں نہیں جانتا۔۔"!

"نہ بتانے پر مار بھی کھاؤ گے اور لڑکی بھی ہاتھ سے جائے گی۔۔"!

"اوہ۔۔۔ لڑکی۔۔۔ مجھے اس کی پرواہ نہیں ہے۔۔"!

"لڑکی کی پرواہ مردوں کو ہوتی ہے۔۔"!

"کیا مطلب۔۔"؟

"اگر تمہیں لڑکی کی پرواہ نہیں ہے تو میں تمہیں مرد ہی نہیں سمجھتا۔۔"!

"مت سمجھو۔۔"!

"میرا خیال ہے کہ مسوا سے ملنے کے بعد تم اپنے رویے میں لچک ضرور پیدا کرو گے۔ اٹھو۔ آؤ میرے ساتھ۔۔"!

"نہیں! میں اُس کا سامنا نہیں کرنا چاہتا"!

"کیوں۔ اس میں کیا قباحت ہے۔۔"!

"میں مناسب نہیں سمجھتا۔ وہ میرے ساتھ بہت مہربانی کا برتاؤ کر رہا ہے"۔

"تم اُٹھتے ہو۔ یا میں کوئی دوسرا طریقہ اختیار کروں۔۔"!

ظفر نے سوچا۔ بُرے پھنسے۔۔ پتا نہیں یہ مردود کیا چاہتا ہے۔ وہ وچ بھی نہیں سکتا تھا کہ سنگ کا رویہ اس طرح بدل جائے گا۔۔!

اُسے جلد ہی اُس کمرے میں دھکیل کر دروازہ بند کر دیا گیا جہاں مسوا زش

پر پڑا کراہ رہا تھا۔ اُس کے جسم پر صرف ایک انڈرویئر تھا۔ اور سر سے پیر تک لہولہان ہو رہا تھا۔ ایسا لگتا تھا جیسے کسی درندے نے سارا جسم بھنبھوڑ کر رکھ دیا ہو۔۔!

"تم نے دیکھا۔" مسوا ہاتھ اُٹھا کر کراہا۔

"یہ۔۔ یہ۔۔ کیسے ہوا۔۔"؟

"وہ۔۔ وہ۔۔ کوئی خبیث روح ہے۔۔ چمٹ جاتا ہے تو ہڈیاں چٹخنے لگتی ہیں۔ میں جنبش بھی نہیں کر سکتا! اور وہ مجھے کاٹتا اور بھنبھوڑتا رہتا ہے"!

"سنگ۔۔ کون۔۔"!

"وہی لمبا آدمی۔۔ لل لیکن۔۔ تم تو صحیح و سالم ہو۔۔"!

"کس وہم میں ہو دوست! میں بھی اُس کے ہاتھ لگ گیا ہوں۔ اور وہ بھی تمہاری ہی طرح مجھ سے میرے کسی آفیسر کے بارے میں پوچھ رہا ہے جو میرے علاوہ یہاں موجود ہے۔۔"!

"مجھ سے بھی پوچھا تھا۔۔ لیکن مجھے کیا معلوم۔۔ یہ تم جانو۔۔ ویسے میں تمہیں بتا دوں کہ اگر تم نے اُسے نہ بتایا تو تمہارا بھی یہی حشر ہوگا۔۔ وہ آکٹوپس کی طرح جکڑتا ہے"!

"کیا صرف میرے آفیسر ہی کے بارے میں پوچھا تھا۔۔"!

"وہ تو ثانوی بات تھی اصل معاملہ کچھ اور معلوم ہوتا ہے"!

"کیا معلوم ہوتا ہے"!

"حقیقتاً وہ مجھ سے اُس عورت کے بارے میں معلوم کرنا چاہتا ہے جس کی تلاش میں ہم یہاں آئے تھے۔۔"!

"کیا اُس نے اُس کا نام لیا تھا"؟ ظفر نے پوچھا۔

"نہیں! بس یہ پوچھتا رہا تھا کہ اپنے محکمے کے ڈائرکٹر کے علاوہ اور کس سے احکامات حاصل کر رہا ہوں آجکل۔۔"!

"آوہ ۔۔۔" ظفر کے ہونٹ سکڑ کر رہ گئے۔ تھوڑی دیر تک سوچتا رہا پھر چونک کر بولا "آخر تم اس طرح گھاٹ سے کیوں بھاگے تھے ۔۔۔"!

"میرے آدمیوں نے اسے ایک جگہ گھیرا تھا! مجھے اطلاع ملی تو دوڑا آیا۔ اتنے میں اس نے دو کو گرا دیا تھا۔ ایسا ماہر خنجر باز بھی آج تک میری نظر سے نہیں گزرا۔ ہم مسلح تھے لیکن فائر اس لئے نہیں کرنا چاہتے تھے کہ ساحل پر ہراس پھیل جائے گا۔ بس اسی کمزوری سے اس نے فائدہ اٹھایا ۔۔۔"!

"وہ مجھ سے کہہ رہا تھا کہ دو آدمی مر گئے اور تین زخمی ہیں" ظفر نے کہا۔

"مجھے کچھ ہوش نہیں کہ کیا ہوا ۔۔۔ اس نے مجھ پر چاقو سے حملہ کرنے کی بجائے کنپٹی پر گھونسہ مارا تھا! پھر مجھے یاد نہیں کہ اس کے بعد کیا ہوا تھا۔ آنکھ کھلی تو یہاں اس کمرے میں تھا۔ اور اسی حال میں ۔۔ مردود نے میرے کپڑے تک اتروا دیئے ۔۔۔ او بھائی ظفر ۔۔۔ اب تم ایک تدبیر کرو ۔۔۔"!

"تدبیر ۔۔۔ کیسی تدبیر ۔۔۔"!

"پتا نہیں اس نے میرا سوٹ کہاں پھینکا ہوگا! کوٹ کی جیب میں فاؤنٹین پن ہے۔ کسی طرح اسے حاصل کرو ۔۔۔"!

"فاؤنٹین پن" ظفر کے لہجے میں حیرت تھی "بھلا اس سے کیا ہوگا"!

"یہ نہیں بتاؤں گا بس کوشش کرو کہ کسی طرح وہ ہاتھ آ جائے۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ تم ابھی تک صحیح و سالم ہو۔ اور تمہیں محض اسی لئے میرے پاس بھیجا گیا ہے کہ مجھے دیکھ کر عبرت پکڑو اور جو کچھ وہ معلوم کرنا چاہتا ہے ہکلا کر اُگل دو ۔۔"!

"تمہارا اندازہ درست ہی معلوم ہوتا ہے" ظفر ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔

"بس تو پھر تم صحیح و سلامت ہی رہنے کی کوشش کرو ۔۔ اور کسی طرح میرا فاؤنٹین پن حاصل کر لو ورنہ گدھے کی موت مارے جائیں گے دونوں"!

"وہ تو ٹھیک ہے لیکن جو بات میرے علم میں نہیں ہے۔ اس کے بارے میں اسے

کیا بتاؤں گا ۔۔"!

"کچھ جھوٹ سچ ۔۔۔ یونہی کچھ ہانک دو ۔۔"!

"ہائی ڈیئر مسوہا تم فی الحال اپنے بارے میں سوچو جیسے اوپر تک زخمی ہو"!

"اس کی پرواہ مت کرو۔ مجھے زخموں کی پرواہ کبھی نہیں ہوتی۔ لیکن اس خبیث کے ہاتھوں مارا جانا ہرگز پسند نہیں کروں گا ۔۔"!

"کیا واقعی تم اسے نہیں جانتے ۔۔"!

"میں کیا جانوں ۔۔ پہلے کبھی نہیں دیکھا۔ اس کی قومیت تک کا اندازہ لگا نہیں سکا ۔۔"!

"وہ بین الاقوامی شہرت کا حامل ہے۔ دنیا کا کوئی ملک ایسا نہیں ہے جہاں اس کا ریکارڈ موجود نہ ہو ۔۔"!

"ہم ۔۔ میں بالکل نہیں سمجھا کہ تم کس کی بات کر رہے ہو ۔۔"!

"وہ مشہور چینی سنگ ہی ہے ۔۔"!

"نہیں ۔۔" مسوہا بوکھلا کر اٹھ بیٹھا۔

"ہلکے پھلکے میک اپ میں ہے۔ صرف گھنی مونچھوں کے اضافے کے ساتھ"

مسوہا ہونقوں کی طرح منہ اور آنکھیں پھاڑے بیٹھا رہا ۔۔

"تت ۔۔ تم نے پہلے کیوں نہیں بتایا تھا" مسوہا گھبرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"اتنے قریب سے دیکھنے کا اتفاق کب ہوا تھا۔ یہ تو میں نے ذرا ہی دیر پہلے پہچانا ہے ۔۔"!

"بہت بُرا ہوا ۔۔ بہت بُرا ۔۔ اس کے لئے تو پوری بٹالین ناکافی ہوتی ۔۔"!

"اب میری بات سنو۔ اس پر ہرگز یہ ظاہر نہ ہونے دینا کہ تم اسے پہچانتے ہو ۔۔"!

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا ۔۔"!

"میں تمہارے لئے کیا کروں۔ تم بہت زیادہ زخمی نظر آ رہے ہو ۔۔"!

"میری فکر نہ کرو۔ کسی طرح فاؤنٹین پن ۔۔۔" !

"دیکھو بھائی سوما! میری حیثیت بھی ایک قیدی ہی کی ہے! مجھے کب سے کوئی ایسا موقع دیا گیا ہے کہ میں تمہارا کوٹ تلاش کرتا پھروں۔۔" !

سوما خاموش ہو گیا۔ اُس کی زبان بند تھی لیکن آنکھیں کراہ رہی تھیں اُن سے تکلیف کا احساس نمایاں تھا۔ !

ظفر سوچ رہا تھا کہ آخر وہ خود سنگ کے جھانسے میں کیوں آ گیا۔ اور اب اُس کا رویہ کیا ہونا چاہیے۔" !

دفعتہً دروازہ کھلا اور سنگ مسکراتا ہوا اندر داخل ہوا۔۔ اُس کے ہاتھ میں سیاہ رنگ کا ایک فاؤنٹین پن تھا۔۔ سوما اُسے خوفزدہ نظروں سے دیکھتا رہا۔

"یہ رہا تمہارا فاؤنٹین پن ۔۔۔ کیا اب بھی تمہیں اس سے انکار ہے کہ تم زیرو لینڈ کے ایجنٹ ہو۔۔" !

سوما تھوک نگل کر رہ گیا۔۔ سنگ ظفر الملک کی طرف مڑا۔ چند لمحے اپنی تیز چمکیلی آنکھوں سے گھورتا رہا۔ پھر بولا۔ "تم نے بہت اچھا کیا کہ اسے میری شخصیت سے آگاہ کر دیا۔۔" !

"وہ ۔۔ در اصل ۔۔ مم ۔۔ میں۔۔" !

"خاموش رہو ۔" کہہ کر وہ سوما کی طرف گھوما۔

"اپنا کوڈ نمبر اور انٹروڈکٹری کوڈ بتاؤ۔۔" !

سوما سختی سے ہونٹ بھینچے بیٹھا رہا۔

"نہ بتانے کی صورت میں مار ڈالوں گا۔ اور اس سے میرا کوئی نقصان بھی نہ ہوگا۔۔" !

"بتا دو۔ کیوں جان دے رہے ہو۔۔" ! ظفر بول پڑا۔

"میں نے کہا تھا کہ تم خاموش رہو۔" سنگ غرایا۔

ظفر نے دیکھا کہ سوما آہستہ آہستہ اُٹھ رہا ہے۔ پھر وہ تن کر کھڑا ہو گیا۔ وہ عجیب سی آواز میں بولا۔ "تم مجھے مار ڈالو ۔۔ میں دوغلا نہیں ہوں تم مجھ سے کچھ بھی نہیں معلوم کر سکتے۔۔" !

"کیا یہ دوغلاپن نہیں ہے کہ تم اپنی قوم کو دھوکے میں رکھ کر بین الاقوامی مجرموں سے تعاون کر رہے ہو۔۔" !

"میں نے جو کچھ بھی کیا ہے اپنی قوم کے مفاد میں کیا ہے۔ قوم کا مفاد اسی میں ہے کہ ہم بڑی طاقتوں کے کسی مخالف کا ساتھ دیں۔۔" !

سنگ ہی نے قہقہہ لگایا اور بولا۔ "یہ چوٹ ہے ۔۔۔ بڑی طاقتوں کے مخالف"

"ہم اُن کی مدد سے سفید فاموں کو افریقہ سے نکال باہر کریں گے۔۔" !

"بس ۔۔ بس ۔۔" ! سنگ ہاتھ اُٹھا کر بولا۔ "نکل گئے سفید فام ۔۔ اپنا کوڈ نمبر بتاؤ" ورنہ لکن ۔۔۔۔۔۔ !

"نمک کے ڈھیر میں دفن کرا دوں گا۔۔" !

ظفر کانپ کر رہ گیا۔ لیکن اس دھمکی نے بھی سوما پر کوئی اثر نہ ڈالا۔ وہ پہلے ہی کی طرح تنا کھڑا ہوا تھا۔ !

"آدھے گھنٹے کی مزید مہلت دیتا ہوں ۔۔ اس کے بعد۔۔" ! سنگ پھر کچھ کہے بغیر دروازے کی طرف مڑ گیا۔ !

* * *

وہ لوگ چار دن سے موازا پہنچ چکے تھے اور جولیا نافٹز واٹر کی تلاش جاری تھی۔ کیپٹن لنگاسی کے علاوہ اور کسی مقامی آدمی کو عمران نے ساتھ

نہیں لیا تھا۔۔۔ وہ چاروں فوجی ہی وردی میں تھے۔"

جوزف خاص طور پر بلگاسی کی نگرانی کرتا رہتا۔ جس کا وعدہ
اُس نے عمران سے کیا تھا۔ اب بھی کیپٹن بلگاسی کی جیب میں موجود
جوزف نے اُسے استعمال کرنے کا موقع نہیں دیا تھا۔ ہر وقت اُس کے
پر سوار رہتا۔

عمران کبھی کبھی اُن سبھوں سے الگ ہو کر جیبی ٹرانسمیٹر کے ذریعہ
سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کرتا۔ لیکن ابھی تک کامیابی نصیب نہیں ہوئی
جیمسن جوزف کو چھیڑتا رہتا۔۔۔ کبھی کبھی دونوں بری طرح اُلجھ
جاتے۔۔ لیکن کیپٹن بلگاسی خاموش تماشائی بنا رہتا۔ وہ ہر وقت کسی گہری
سوچ میں ڈوبا ہوا دکھائی دیتا۔ کبھی کبھی تو ایسا لگتا جیسے اُسے آس پاس
تک نہ دکھائی دیتی ہوں۔ اور کانوں میں کوئی آواز ہی نہ پڑتی ہو۔

ویسے عمران اُس سے بات بات پر مشورہ کرتا رہتا تھا۔ لیکن اُس نے
شاید ہی کبھی خود سے کسی کو مخاطب کیا ہو۔ اِس وقت عمران اُس سے پوچھ رہا
تھا کہ مطلوبہ ایجنٹ کو تلاش کرنے کے لئے کونسا طریقہ اختیار کیا جائے۔

"آپ کو یقین ہے کہ وہ موازنہ ہی میں ہے؟" بلگاسی نے سوال کیا۔

"یقین کامل ہی سمجھو۔"

"تو پھر ہوٹلوں کے رجسٹر چیک کئے لیتے ہیں۔"

"نہیں کیپٹن! مجھے علم نہیں کہ اُس نے کس نام سے خود کو رجسٹر کرایا ہو گا

"تب تو مشکل ہے جناب۔"

پھر تھوڑی ہی دیر بعد انہوں نے ایک خبر سنی جو جنگل کی آگ کی طرح
موازنہ میں پھیل رہی تھی۔ کسی خنجر باز نے دو آدمیوں کو ہلاک اور تین کو
دیا تھا۔ اور قاتل پکڑا نہیں جا سکا۔ جلد ہی انہیں یہ بھی معلوم ہو گیا کہ زخمیوں کو کہاں رکھا گیا ہے

کم از کم حملہ آور کا حلیہ تو معلوم ہی ہو سکتا۔" خبر سنتے ہی عمران کو سنگ ہی کا
یا تھا۔ کیپٹن بلگاسی اور جوزف کو زخمیوں سے مزید معلومات حاصل کرنے
روانہ کرنے کے بعد وہ جیمسن سے بولا "ہو سکتا ہے۔۔۔ اِن پانچوں میں تمہارا
بھی شامل ہو۔"

"یقین کے ساتھ تو نہیں کہا جا سکتا۔"

حملہ آور سنگ کے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ تین انچ کے پھل والے چاقو
ہی وہ مہلک وار کر سکتا ہے۔"

"خدا جانے۔ مجھے تو اب اُلجھن ہونے لگی ہے۔ اِس معاملے سے۔"

عمران کچھ نہ بولا۔ دونوں خیمے سے باہر نکل آئے۔ کسی ہوٹل میں قیام
کی بجائے اُس نے خیمے میں رہنا پسند کیا تھا۔

"تو اُس کے لئے کیا طے پایا یور میجسٹی۔" جیمسن تھوڑی دیر بعد بولا۔ "کیا ہم
کا گرا کی طرف جائیں گے۔"

"دیکھتے رہو۔۔۔" عمران نے کہا وہ کسی قدر متفکر نظر آ رہا تھا۔

دفعتاً ایک ٹیکسی قریب ہی آ کر رکی۔۔۔ وہ دونوں اُس کی طرف متوجہ ہو گئے
سیٹ سے جوزف اُترا تھا۔ اور پچھلی سیٹ سے جولیا اور بلگاسی اُترے تھے۔۔
نے طویل سانس لی۔۔۔

تجھے۔۔۔ اسپتال کے قریب ہی ملی تھیں۔" جوزف عمران کو سیلوٹ
بولا۔

"اندر جاؤ۔" عمران نے خیمے کی طرف اشارہ کیا۔۔۔ وہ چلی گئی۔

بلگاسی نے کہا "زخمی خواب آور دوا کے زیر اثر ہیں اِس لئے کچھ بھی نہیں
۔ لیکن اطلاع ملی ہے کہ اُن میں سے ایک کو اتنا ہوش تھا کہ پولیس
سکتا۔ اب ہم دوسرے ذرائع سے اُس کے بیان کی تفصیل

معلوم کرنے کی کوشش کروں گا۔"

"ٹھیک ہے... تم دونوں جاؤ۔"

دفعتاً خیمے کے دروازے سے جولیا کی آواز آئی۔ "میرے پاس زخمیوں سے متعلق بھی اطلاع ہے۔"

عمران نے مڑ کر اس کی طرف دیکھا اور ان تینوں سے بولا۔ "تم لوگ فی الحال اپنے خیموں میں جاؤ۔"

جولیا ناٹزواٹر کسی قدر بوکھلائی ہوئی سی لگ رہی تھی۔ اس نے جلدی جلدی کہنا شروع کیا۔ "وہ سرما کے آدمی تھے۔ ایک زخمی کے بیان کے مطابق حملہ آور تنہا تھا۔ حلیہ دبلا پتلا اور غیر معمولی طور پر لمبا۔ ناک چپٹی۔ گھنی مونچھیں۔"

"میرا اندازہ غلط نہیں تھا۔" عمران طویل سانس لے کر بولا۔ "ظفر بھی اسی عمارت میں پہنچا دیا گیا ہے جہاں میں نے سنگ کو دیکھا تھا۔ دراصل وہ ظفر ہی کے پیچھے تھی۔ ایک لڑکی اسے تیراکی کے گھاٹ سے اپنے ساتھ لے گئی۔ عمارت ایک زرعی فارم کے درمیان واقع ہے۔ یہاں سے فاصلہ چار پانچ میل ہوگا۔"

"اسے کوئی لڑکی ہی لے جا سکتی ہے۔"

"جھیل میں تیراکی کے کمالات دکھا رہا تھا۔ کئی لڑکیوں نے گھیر لیا۔ اور ان میں سے ایک اسے لے گئی۔"

"تم کیا چاہتی تھیں؟ سب لے جاتیں۔"

"فضول باتوں میں وقت نہ ضائع کرو۔ پتا نہیں وہ ظفر کا بھی کیا حشر کر

"کیا تمہیں ظفر سے مل بیٹھنے کا اتفاق نہیں ہوا تھا۔"

"میں نے مناسب نہیں سمجھا تھا۔"

"حالانکہ اس سے یہ معلوم کرنا ضروری تھا کہ سنگ نے اس سے کس قسم کی باتیں کی تھیں۔ خیر میں دیکھتا ہوں۔ چلو بتاؤ وہ عمارت کہاں ہے؟"

ان کے پاس دو گاڑیاں تھیں۔ ایک میں جیمسن، جوزف اور کیپٹن بگاسی بیٹھے تھے... اور دوسری میں یہ دونوں۔

"جیمسن پر جو تجربہ تم نے کیا تھا اس کا کیا نتیجہ نکلا۔" جولیا نے پوچھا۔

"گونگے فراہم کر کے ان کا بلڈ گروپ معلوم کیا جاتا ہے... جیمسن اپنا خون تجزیے کے لئے دے کر ہسپتال سے بھاگ نکلا تھا۔ اس نے سن لیا تھا کہ وہ بلڈ گروپ معلوم کرنا چاہتے ہیں۔"

"تو گویا... یہ گونگے..."

"ہاں۔ یہاں گونگوں ہی پر تجربہ کیا جا رہا ہے! اچھا... تم وہ جگہ دکھا کر جیمسن کے ساتھ واپس چلی جاؤ گی۔"

"میں بھی یہی چاہتی ہوں... بہت تھک گئی ہوں۔ لیکن پہلے تم وعدہ کرو کہ سوچے سمجھے بغیر کوئی قدم نہیں اٹھاؤ گے۔"

"میں ایسا کوئی وعدہ نہیں کر سکتا۔"

"کیا مطلب۔"

"بسا اوقات کچھ سوچنے سمجھنے کا موقع ہی نہیں ملتا۔"

"تو پھر میں تمہارا ساتھ نہیں چھوڑ سکتی۔"

"اٹھا کر پٹخ دوں گا۔"

"کچھ بھی کہو۔" وہ سر جھٹک کر بولی۔ "ایکسٹو نے مجھے اسی لئے بھیجا ہے کہ تمہیں حماقتوں میں پڑنے سے باز رکھوں۔"

عمران نے طویل سانس لی... اور سختی سے ہونٹ بھینچ لئے۔ ٹھیک اسی وقت جولیا بولی۔ "وہ دیکھو۔ بائیں جانب جو کھیتوں کا سلسلہ ہے... وہی ہے... عمارت کچھ دور اندر جا کر اس ٹیلے کے پیچھے ہے۔"

عمران نے گاڑی سے باہر ہاتھ نکال کر پچھلی گاڑی کو رفتار کم کرنے کا اشارہ کیا تھا۔۔۔ پھر اس نے اپنی گاڑی روک دی! پچھلی گاڑی بھی قریب ہی آ رکی۔

عمران نے اپنی گاڑی سے اترتے ہوئے جیمسن سے کہا "تم انہیں واپس لے جاؤ اور وہیں ہماری واپسی کے منتظر رہنا۔۔" !

شاید جولیا نے بگاسی کی موجودگی میں بات بڑھانا مناسب نہیں سمجھا تھا! ورنہ تیور تو بہت برے تھے۔

مجبوراً اتر کر دوسری گاڑی میں جا بیٹھی! جیمسن کی آنکھوں میں عجیب طرح کی چمک نظر آئی تھی۔ جیسے کسی اکتا دینے والے کام سے نجات مل گئی ہو۔۔ جلدی سے انجن اسٹارٹ کر کے گاڑی موڑی تھی اور تیز رفتاری سے نکلا چلا گیا تھا۔

"کیپٹن بگاسی۔۔" ! عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"یس سر۔۔" !

"اب ہم جس آدمی سے دوچار ہونے والے ہیں! انتہائی خطرناک ہے! تم نے اندازہ لگایا ہوگا کہ وہ کون ہوگا۔۔" !

"میں کچھ نہیں سمجھا جناب۔۔" !

"میں اس آدمی کی بات کر رہا ہوں جس نے دو آدمیوں کو ختم کر دیا اور تین کے ہاتھوں زخمی ہو کر ہسپتال میں پڑے ہوئے ہیں۔۔" !

"لل۔۔ لیکن ہمیں اس سے کیا سروکار۔۔۔" !

"میرا ایک ایجنٹ بھی اس کے قبضے میں ہے۔۔" !

"میں بیحد محتاط رہوں گا جناب۔۔" !

"تمہارے پاس خانہ تلاشیوں کا مخصوص اجازت نامہ موجود ہے۔۔" !

"یس سر۔۔" !

"بس تو پھر بیٹھو گاڑی میں۔۔" !

جوزف کی بجائے عمران نے اسٹیئرنگ وھیل سنبھالا۔ اور گاڑی کھیتوں کی طرف روانہ ہو گئی۔ جوزف پچھلی سیٹ پر چلا گیا تھا۔ بگاسی عمران کے برابر بیٹھا ہوا تھا۔ عمران نے کنکھیوں سے دیکھا! فونٹین پن بگاسی کی جیب میں موجود تھا۔ وہ اسے چھپانے کی کوشش نہیں کرتا تھا۔۔۔ گاڑی کھیتوں کے درمیان والے کشادہ راستے پر مڑ گئی۔

"ہر قسم کے حالات کا مقابلہ کرنے کیلئے تیار رہو۔۔" ! عمران نے کہا اور ان دونوں کے ہولسٹروں سے اعشاریہ چار پانچ کے ریوالور نکل آئے۔

ٹیلے کے قریب پھر ایک موڑ آیا۔۔ اور عمارت سامنے ہی دکھائی دی۔۔۔۔

عمران نے ایکسیلیٹر پر مزید دباؤ ڈالتے ہوئے کہا۔ "ہم ریڈ کر رہے ہیں رسمی کارروائی کی ضرورت نہیں ہے۔۔" !

اور پھر وہ سچ مچ ریڈ ہی ثابت ہوا تھا۔ عمارت کے مکین بوکھلا گئے۔ ایمی بھی موجود تھی اور اس کا چچا ویسلی لوہار کی دھونکنی کی طرح پھول پچک رہا تھا۔

"لمبا آدمی کہاں ہے" ! عمران نے اس سے سوال کیا۔۔ !

"وہ۔۔ وہ۔۔۔ تو کہیں گیا ہوا ہے۔۔" !

"کب۔۔" ؟

"کچھ ہی دیر پہلے جناب! اگر میں نہیں سمجھ سکتا۔۔" !

"وہ کہاں ہے۔۔" ! عمران نے ایمی سے پوچھا۔ "جسے تم ساتھ لائی تھیں" !

"کب کا چلا گیا" ! ایمی نے لاپروائی سے کہا۔ اس کے چہرے پر پریشانی کے آثار نہیں تھے۔۔" !

"پوری عمارت کی تلاشی لو۔۔" ! عمران نے جوزف اور بگاسی سے کہا۔

"یہ زیادتی ہے جناب" موٹا ہکلایا۔ "میں ایک ذی عزت شہری ہوں" !

کیپٹن بگاسی ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "ملک کے دفاع کے نام پہ۔۔۔ میرے پاس خصوصی اجازت نامہ ہے۔ چاہو تو دیکھ سکتے ہو۔۔۔"!

موٹا آدمی تھوک نگل کر رہ گیا۔ عمران وہیں ٹھہرا رہا۔ موٹا بھی اپنی جگہ سے نہیں ہلا تھا۔ لیکن ابھی ان دونوں کے پیچھے چل پڑی تھی۔ عمران نے ہاتھ اٹھا کر کہا "تم کہاں چلیں۔۔۔"!

"ہم اپنی چیزوں کے تحفظ کا حق رکھتے ہیں۔ اجنبیوں پر اعتماد نہیں کر سکتے۔ خواہ وہ کوئی ہوں۔۔۔"! وہ پلٹ کر چنچنائی۔

عمران شانے سکوڑ کر رہ گیا۔۔۔!

"دیکھئے جناب! جو کچھ کیا ہے۔ اُس نے کیا ہے۔ میں کچھ نہیں جانتا۔۔۔"! موٹے آدمی نے ہانپتے ہوئے کہا۔ "دراصل ہم اُس کے مقروض ہیں۔ اس لئے جب چاہتا ہے دبا لیتا ہے۔۔۔"!

"میں سمجھتا ہوں۔۔۔"! عمران نے نرم لہجے میں کہا۔

"اور اُسی نے اُس کو زخمی بھی کیا ہے۔۔۔"!

"کس کو۔۔۔؟"

"کالے آدمی کو۔۔۔"!

"اوہ۔۔۔ تو کوئی کالا آدمی بھی ہے! لیکن کالے سے کیا مُراد ہے۔۔۔"!

"مقامی باشندہ جناب۔۔۔" موٹا جھک کر اُسے مخاطب کر رہا تھا۔

"اور دُوسرا جو لڑکی کے ساتھ آیا تھا۔۔۔"!

"وہ ٹھیک ہے۔ اُس پر اُس نے تشدد نہیں کیا۔ لیکن دھمکیاں دیتا رہا تھا۔"

دفعتاً کسی طرف سے ایک فائر ہوا۔ اور موٹا آدمی دھم سے فرش پر آ رہا۔ عمران نے پوزیشن لینے کے لئے ایک طرف چھلانگ لگائی تھی۔ لیکن پھر کوئی فائر نہ ہوا۔ وہ اُٹھ کر دروازے کی طرف جھپٹا۔۔۔!

فائر کی آواز پر جوزف بھی دوڑ آیا تھا۔۔۔!

"کیا ہوا باس۔۔۔؟"

"فائر۔۔۔ تم اُدھر اُس کھڑکی پہ جاؤ۔۔۔"!

لیکن باہر سناٹا تھا۔ اور دور دور تک مکئی کے کھیت لہلہا رہے تھے۔ موٹا آدمی مر چکا تھا اور لڑکی اُس پر گری ہوئی سسک رہی تھی۔ پھر سر اُٹھا کر چیخی۔ "اس نے کیا کیا تھا۔ تم نے اسے کیوں مار ڈالا۔۔۔"!

"ہم نے نہیں مارا لڑکی۔۔۔ باہر سے کسی نے فائر کیا تھا۔۔۔"! عمران نے نرم لہجے میں کہا۔

اتنے میں بگاسی ظفر کو ساتھ لئے ہوئے وہاں آ پہونچا۔۔۔

"دُوسرا زخمی مر چکا ہے جناب۔۔۔"! اُس نے عمران کو اطلاع دی اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر موٹے آدمی کو دیکھنے لگا جس کی داہنی کنپٹی میں سوراخ ہو گیا تھا۔

* * *

جوڈسٹیا سنگٹن میز پر جھکی ہوئی ایک چھوٹے سے نقشے کو بغور دیکھ رہی تھی۔ کبھی کبھی محدب شیشہ بھی استعمال کرتی۔

دفعتاً ایک سفید فام آدمی اجازت لیکر اندر داخل ہوا۔

"کیا بات ہے۔۔۔"؟ اُس نے سر اُٹھا کر پوچھا!

"دیر سے کوئی رہ رہ کر کال کر رہا ہے۔۔۔ لیکن کوڈ نمبر کا حوالہ دیئے بغیر"

"جب کوڈ نمبر نہیں بتا رہا تو تم نے کیسے سمجھ لیا کہ وہ کال تمہارے لئے ہے۔۔۔"!

"تنظیم کے بڑوں کو جس طرح مخاطب کیا جاتا ہے اُسی طرح کر رہا ہے مادام۔۔۔"!

"اوہ ۔۔" وہ سیدھی کھڑی ہوتی ہوئی بولی "اچھا چلو، دیکھ لیتے ہیں"!

وہ اس کے ساتھ اس جھونپڑے میں پہونچی جسے آپریشن روم بنا رکھا تھا۔ ایک آدمی ٹرانسمیٹر کا ہیڈ فون چڑھائے بیٹھا نظر آیا۔۔ لیوڈیشیا کے ساتھی نے اشارے سے کچھ پوچھا۔ جس کا جواب اثبات میں ملتے ہی وہ لیوڈیشیا سے بولا "کال ہو رہی ہے مادام۔۔"!

لیوڈیشیا نے دوسرا ہیڈ فون کانوں پر فکس کرتے ہوئے دوسرے آدمی کو اشارہ کیا کہ وہ اپنا ہیڈ فون اتار دے۔۔۔

وہ ہیڈ فون اتار کر خود بھی کھڑا ہو گیا۔

"ہیلو۔۔ کون ہے۔۔" لیوڈیشیا آواز دبا کر بولی۔

"تم کون ہو۔۔"؟ دوسری طرف سے آواز آئی۔

"تمہیں اس سے کیا! کس کو کیا پیغام پہونچانا چاہتے ہو۔ مجھے بتاؤ۔۔"!

"بگ فن کے لئے پیغام ہے۔۔"!

"تمہاری شناخت۔۔" لیوڈیشیا جھنجھلا کر بولی۔

"جونگ کمبریا۔۔۔ کافی ہوگا۔۔"!

"کہو۔ کیا کہنا ہے۔۔"!

"ایک شرط پر سمجھوتہ کر سکتا ہوں! ورنہ کھیل بگاڑ دوں گا۔۔"!

"کونسا کھیل بگاڑ دو گے۔۔"! لیوڈیشیا نے اس بار آواز بدلنے کی کوشش نہیں کی تھی اور لہجہ بھی پہلے سے مختلف تھا۔!

"اوہ۔ تو تم خود ہو۔۔"! دوسری طرف سے آواز آئی۔

"بکواس بند کرو۔۔ اصل موضوع کی طرف آؤ۔۔"!

"اصل موضوع یہ ہے کہ میں سچ مچ تمہارا کھیل بگاڑ دوں گا۔ ورنہ میرا بھی ایک کام کر دو۔۔"!

"کام کی نوعیت بتاؤ۔۔"!

"میں کچھ اسلحہ کسی طرف سے پڑوسی ملک میں پہونچانا چاہتا ہوں جہاں تم اپنا کام کر رہی ہو۔۔"!

"وہاں کی خانہ جنگی ہمارے مشن سے مطابقت نہیں رکھتی۔۔"!

"مجھے اس سے کیا سروکار کہ تمہیں کیا پسند ہے اور کیا پسند نہیں ہے۔۔"! دوسری طرف سے آواز آئی۔

"سنو۔ فوری طور پر فیصلہ نہیں کیا جا سکتا۔ ایک گھنٹے بعد پھر کال کرنا۔ کوڈ نمبر ٹی۔ ایل۔ فائیو، نوٹ کر لو۔۔"!

"میں کیا کروں گا کوڈ نمبر نوٹ کر کے۔۔۔"!

"تاکہ رابطہ قائم کرنے میں تمہیں دشواری نہ ہو۔ سنا ہے بہت دیر سے کال کر رہے تھے۔۔"!

"بہت مہربان ہو رہی ہو۔۔"! دوسری طرف سے آواز آئی۔

"مجھے ہمیشہ افسوس رہے گا کہ تم سے خواہ مخواہ جھگڑا ہو گیا۔۔"! لیوڈیشیا نے کہا اور قریب کھڑے ہوئے آپریٹر کو کسی قسم کا اشارہ کیا۔ وہ تیزی سے ایک مشین کے قریب جا کھڑا ہوا تھا۔

"افسوس تو مجھے بھی ہے۔۔" دوسری طرف سے آواز آئی۔ "لیکن اب کیا ہو سکتا ہے۔۔" آپریٹر نے دوسری مشین کا ایک تار ٹرانسمیٹر سے منسلک کر دیا۔

"کیوں نہیں ہو سکتا۔۔" لیوڈیشیا بولی۔

"تنظیم مجھے رد کر چکی ہے۔۔"!

"لیکن مجھ سے اختلاف کرنے کی جرأت کسی میں بھی نہ ہوگی۔۔"!

"یہ تو ٹھیک ہے لیکن اب میں الگ ہی رہنا چاہتا ہوں۔۔۔"!

"خیر۔۔ یہ دوسری بات ہے! لیکن کیا یہ ضروری ہے کہ دشمنی بھی برقرار رکھو۔۔"

"میں ایک گھنٹے بعد کال کروں گا۔" دوسری طرف سے آواز آئی۔ اور پھر سناٹا چھا گیا۔

پورشیا نے ہیڈ فون اتار کر میز پر رکھ دیا اور اس آپریٹر کو دیکھنے لگی جو دوسری مشین پر جھکا ہوا کچھ نوٹ کر رہا تھا۔

آپریٹر نے دوسرے ہی لمحے میں پیڈ اس کے سامنے رکھ دیا۔ اس نے اس کے نوٹ پر نظر ڈالی اور وہ ورق پیڈ سے الگ کرتی ہوئی اٹھ گئی۔

"ایک گھنٹے بعد وہ زیڈ۔ ایل۔ خاتون کے حوالے سے کال کریگا مجھے اطلاع دینا۔" اس نے آپریٹر سے کہا اور باہر نکل آئی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ جیسے بہت جلدی میں ہو۔ پھر ایک جھونپڑے کے سامنے رک کر دروازے کی زنجیر ہلائی۔ دروازہ فوراً ہی کھلا تھا۔ ایک گٹھیلے اور توانا جسم والا سفید فام سامنے کھڑا نظر آیا۔

پورشیا کو دیکھ کر وہ احتراماً جھکا اور پھر پیچھے ہٹ گیا۔ وہ جھونپڑے میں داخل ہوتی ہوئی بولی۔ "کوئی مقامی ایجنٹ مارا گیا ہے۔ اور اس کی کلپ ڈیوائس منگ ہی کے ہاتھ لگ گئی ہے۔"

"مجھے حیرت ہے مادام۔"

"اس سے جھگڑے کے بعد میں نے سارا سسٹم تبدیل کرا دیا تھا۔ لیکن پھر بھی۔۔" وہ جملہ پورا کئے بغیر خاموش ہو گئی۔

"آپ تشریف رکھئے۔" اس نے کہا "اگر وہ یہاں ہے تو اس سے نپٹ لیا جائے گا۔"

پورشیا آپریٹر کے پیڈ سے الگ کئے ہوئے ورق پر نظر ڈالتی ہوئی بولی۔ "لانگیچیوڈ کے مطابق ... تیس ڈگری جنوب مشرق۔ فاصلہ ایک سو بیس میل۔"

"اس کا مطلب ہوا کہ وہ مونازا میں کہیں ہے۔" مرد نے کہا۔

"تم سارے مقامی ایجنٹوں کو یکے بعد دیگرے چیک کرو۔ معلوم ہو جائے گا

کس کا ٹرانسمیٹر اس کے ہاتھ لگا ہے۔"

"بہت بہتر مادام۔ لیکن وہ کیا چاہتا ہے۔"

"تنگانیکا جھیل کے اس پار اسلحہ اسمگل کرنا چاہتا ہے۔ دھمکی دی ہے کہ اگر ہم نے اپنے بنائے ہوئے راستوں سے اس کی یہ مشکل آسان نہ کی تو وہ ہمارے مشن کو نقصان پہنچائے گا۔"

"خاصا پیچیدہ مسئلہ ہے۔ آپ مادام ٹی تھری بی کو اس معاملے سے آگاہ کر دیجئے۔"

"وہ تو میں کر ہی دوں گی لیکن فی الحال اسے الجھائے رکھنے کی ضرورت ہے ابھی اسٹیج پر وہ ہمیں نقصان پہنچا سکتا ہے۔"

"اچھی بات ہے۔ میں ایک ایک کر کے سارے ایجنٹوں کو کال کرتا ہوں۔"

"ظفر کے بارے میں کیا رپورٹ ہے۔"

"مسوما کے علاوہ اور کسی نے بھی اس سے ملنے کی کوشش نہیں کی۔ آج صبح کی رپورٹ ہے کہ وہ دونوں مونازا میں ہیں۔"

"کون دونوں۔" پورشیا چونک کر بولی۔

"مسوما اور ظفر۔"

"اوہ۔ احمق۔" پورشیا دانت پیس کر رہ گئی۔ پھر تھوڑی دیر بعد بولی۔ "مجھے یقین ہے کہ مسوما ہی مارا گیا ہے۔ اسی کا ٹرانسمیٹر منگ کے قبضے میں ہے منگ بھی عمران کے ساتھیوں کو پہچانتا ہے۔ ظفر ہی کی وجہ سے مسوما کی طرف متوجہ ہوا ہوگا۔"

"ہو سکتا ہے مادام۔"

"اپنے آدمیوں سے کہو ظفر پر کڑی نظر رکھیں۔"

"بہت بہتر مادام۔"

"فوجی کیمپ کی کیا خبر ہے۔"

"آخری خبر۔ چوروں پہلے آئی تھی۔۔۔"

"کرنل ڈوناریونارڈ۔ بل جیرم سے رابطہ قائم کرنا چاہتا ہے۔"

"ہاں مادام۔"

"خیر۔ اُن لوگوں کو تو دیکھ لیا جائے گا۔ لیکن ٹھہرو۔ تم نے یہی تو بتایا تھا کہ کرنل سمیت چار آدمی فی الحال لی گرما کی طرف جانے والے ہیں۔ اُن میں سے دو آدمی کرنل ہی کے ہیں۔ اور چوتھا لنگاسی۔"

"ہاں مادام۔۔ کیپٹن لنگاسی نے یہی اطلاع دی تھی۔"

"سوچنے کی بات ہے کہ کیپٹن لنگاسی ہی کیوں۔ کوئی اور کیوں نہیں؟"

"ہو سکتا ہے لنگاسی نے دیدہ و دانستہ اپنی بہت زیادہ باخبری کا ثبوت پیش کیا ہو اور اسی بنا پر منتخب کر لیا گیا ہو۔"

"تمہاری یہ دلیل مجھے مطمئن نہیں کر سکی۔ اسکی وضاحت چاہتی ہوں۔"

"میں اُسے کال کر کے پوچھ لوں گا۔"

"جتنی جلد ممکن ہو۔ مقامی ایجنٹوں کو کال کرنے کا سلسلہ اُسی سے شروع کرنا۔"

"بہت بہتر مادام۔"

دفعتاً کسی نے دروازے پر دستک دی۔ اور سفید فام آدمی نے اونچی آواز میں کہا۔ "آ جاؤ۔"

دروازہ کھول کر ایک ویٹر اندر داخل ہوا۔ اور اُسے ایک پرچہ تھما کر واپس چلا گیا۔

"اوہ۔" وہ پرچے پر نظر ڈال کر بولا "یہ تو لنگاسی ہی کا پیغام ہے۔۔ مائی گاڈ۔۔۔ کہتا ہے ہم موازا میں ہیں۔ یہاں کرنل کا تیسرا ساتھی عجیب حالات میں ملا ہے۔ وہ ایک ایسے کمرے میں بند تھا جس میں ایک مقامی آدمی کی لاش تھی۔

موجود تھی۔ مرنے والے کا نام کرنل کے ساتھی نے مسوما بتایا ہے۔ کرنل کا یہ ساتھی ایشیائی معلوم ہوتا ہے۔ نام ظفر ہے۔"

"بڑی عمدہ خبر ہے۔" پوراشیا پُرمسرت لہجے میں بولی "لیکن یہ لنگاسی اوّل درجے کا گدھا معلوم ہوتا ہے۔ یہ نہیں بتایا کہ موازا میں کہاں قیام ہے۔"

"فکر نہ کیجئے مادام۔۔ ہم تلاش کر لیں گے۔"

"یہ کرنل ڈوناریونارڈ عمران کے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ اس پر میں لاکھوں کی شرط لگانے کو تیار ہوں۔"

"تو پھر ہمیں جلدی کرنی چاہیئے۔"

"کھیتوں پر دوائیں چھڑکنے والا ہیلی کاپٹر آرڈر میں ہے یا نہیں۔"

"ابھی معلوم کرتا ہوں مادام۔"

"جلدی کرو میں اپنے ٹھکانے پر ملوں گی۔"

"اور سنگ ہی کی کال کا کیا بنے گا جو ایک گھنٹے بعد ہونے والی تھی؟"

"اُسے جہنم میں جھونکو۔ عمران اُس سے کہیں زیادہ اہم ہے۔"

"جیسی آپ کی مرضی۔"

⁂

جیسے ہی گفتگو ختم کر کے کیپٹن لنگاسی نے ٹرانسمیٹر جیب میں رکھا۔ جوزف نے اُس پر چھلانگ لگا دی۔ اور دبوچ کر بیٹھ گیا۔۔۔

"یہ کیا حرکت ہے" لنگاسی غرّایا تھا۔

"خدا کے بندے۔۔۔ یہ ٹرانسمیٹر میرے حوالے کر دو۔ ورنہ جان سے مار دوں گا۔"

"مگر... کیا ٹرانسمیٹر... نہیں... چھوڑ دو...!"

جوزف نے اس کا گلا گھونٹنا شروع کر دیا تھا۔ ذرا ہی سی دیر میں وہ بے حس و حرکت ہو گیا۔ جوزف نے فاؤنٹین پن اُس کی جیب سے نکال کر اپنی جیب میں ڈال لیا۔

یہ واقعہ اُس وقت پیش آیا جب وہ ویسلی کے فارم سے واپس ہو رہے تھے۔ ایک جگہ کیپٹن بگاسی نے اچانک پیٹ میں درد اُٹھنے کا بہانہ کر کے گاڑی رکوائی تھی اور جھاڑیوں میں گھستا چلا گیا تھا۔ جوزف بھی اتر گیا... اُس نے اُس کا پیغام اچھی طرح سن لینے کے بعد ہی اُس پر حملہ کیا تھا...

"اب اس کا کیا کریں باس..." جوزف نے بے ہوش بگاسی کی طرف اشارہ کر کے پوچھا۔

"تم نے جلد بازی سے کام لے کر دشواریاں پیدا کر دیں..."

"وہ پیغام ایسا ہی تھا.. باس! ہم بے خبری میں مار لیے جاتے اس نے اُس رات کے واقعے کی پوری رپورٹ دی تھی۔ مسٹر ظفر کا بھی نام لیا تھا..!"

پھر اُس نے پورا پیغام لفظاً بلفظاً دہراتے ہوئے کہا "پھر میں کیا کرتا باس! میں نے سوچا اب اس سے ٹرانسمیٹر چھین ہی لینا چاہیے..!"

عمران کچھ نہ بولا۔ اُس نے فاؤنٹین پن جوزف سے لیکر اپنی جیب میں ڈالا تھا اور بے ہوش بگاسی کو گاڑی کی طرف اٹھوا لایا تھا۔

واپسی کا سفر پھر شروع ہو گیا۔ ظفر اگلی سیٹ پر عمران کے ساتھ تھا۔ کیپٹن بگاسی کو پچھلی سیٹ پر جوزف کے ساتھ بٹھایا گیا تھا۔ اور جوزف پوری طرح ہوشیار تھا۔ ظفر عمران کو پورشیا سنگٹن سے اچانک ملاقات کے بارے میں بتانے لگا تھا۔ عمران خاموشی سے سنتا رہا اور اُس کے خاموش ہونے پر طویل سانس لے کر بولا۔ "تم سے فوری طور پر رابطہ قائم نہ کر کے میں نے غلطی کی تھی۔"

"میں نہیں سمجھا..!"

"دارالسلام میں تمہاری نگرانی ہی کرتا رہ گیا تھا۔ ورنہ اگر پورشیا سنگٹن کے بارے میں پہلے ہی معلوم ہو جاتا تو..."

"تو وہ ایکس لڑکی ایجنٹ نہیں ہے..!"

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا.. اچھی طرح سوچ کر بتاؤ۔ کھانے کے بعد سے دارالسلام کے ہسپتال تک پہنچنے کے درمیان ہوش کا کوئی وقفہ بھی یادداشت کی سطح پر ابھرا تھا یا نہیں..!"

"ہرگز نہیں.. میں پہلے ہی غور کر چکا ہوں..!"

اُدھر بگاسی ہوش میں آ چلا تھا۔ جوزف نے اپنا ریوالور اُس کے بائیں پہلو سے لگا دیا۔

"آخر یہ سب کیا ہو رہا ہے" بگاسی تھوڑی دیر بعد کراہا۔

"یہ تو تم ہی بتاؤ گے کہ یہ سب کیا ہو رہا ہے" عمران نے بےحد سرد لہجے میں کہا۔

"لیکن میرا قصور کرنل.. تمہارے آدمی نے میرے ساتھ ایسا برتاؤ کیوں کیا؟"

"اپنا کوڈ نمبر بتاؤ.. ورنہ بہت برا حشر کروں گا" عمران بولا۔

"کوڈ نمبر.. کیسا کوڈ نمبر...!"

"فاؤنٹین پن سیریز والا.. تم کیا سمجھتے ہو کہ میں نے خصوصیت سے تمہارا ہی انتخاب کیوں کیا تھا..!"

بگاسی کچھ نہ بولا۔

"کیا کچھ کر تم نے اپنے ملک سے غداری کی سوچی تھی..." عمران نے سوال کیا۔

"میں نے جو کچھ بھی کیا ہے ملک کے مفاد میں کیا ہے" بگاسی کراہا۔

"وہ کس طرح..؟"

"پورا براعظم بڑی طاقتوں کا اکھاڑہ بننے والا ہے۔ لہٰذا ہمیں بڑی طاقتوں

کے دشمن کا ساتھ کیوں نہ دوں۔"

"اگر تم مجھے قائل کر سکے تو میں بھی تمہارا ساتھی بن جاؤں گا۔ ذرا بتاؤ تو کہ اس دشمن کی بساط کیا ہے۔"

"دنیا کے بہترین دماغ ان کے ساتھ ہیں۔ ان کے حربوں کا کوئی توڑ نہ ہو گا۔"

"کب سے سرگرم عمل ہیں یہ لوگ اور انھوں نے ابتک بڑی طاقتوں کا کیا بگاڑ لیا ہے۔"

"یہ میں نہیں جانتا۔ لیکن میرا ایمان ہے اس پر۔ جو کچھ کہہ رہا ہوں۔"

"کیا انھیں تمہارے ملک کی اکثریت کی حمایت حاصل ہے۔؟"

"ہرگز نہیں۔۔۔ بہتیروں نے تو نام تک نہ سنا ہو گا۔"

"وہ صرف بین الاقوامی ٹھگ ہیں۔۔ اور کچھ بھی نہیں۔ عالمی حکومت کا تصور فراڈ ہے۔"

"ہاں! عام طور پر یہی خیال کیا جاتا ہے۔ لیکن میں ایسا نہیں سمجھتا۔"

"نہ سمجھو۔ مگر کوڈ نمبر تو بتانا ہی پڑے گا۔"

لگاسی نے سختی سے ہونٹ بھینچ لئے اور جوزف اسکی پسلی پہ ریوالور کا دباؤ ڈالتا ہوا بولا "جلدی سے اگل دو۔۔ ورنہ فائر کر دوں گا۔"

"میری زندگی افریقہ کی سلامتی سے زیادہ اہم نہیں ہے۔ شوق سے گولی مار دو میں مزاحمت نہیں کروں گا۔" لگاسی آنکھیں بند کر کے بولا۔

"جلدی نہ کرو۔ اسے سوچنے کا موقع دو۔۔" عمران نے جوزف سے کہا۔ گاڑی کی رفتار تیز نہیں تھی۔ عمران لگاسی کو وقت دے رہا تھا۔ خیموں تک پہنچنے سے قبل اس کی زبان کھلوا لینا چاہتا تھا۔

لگاسی بدستور آنکھیں بند کئے بیٹھا رہا۔ اس کے چہرے پر پریشانی کے آثار نہیں پائے جاتے تھے۔ ایسا لگتا تھا جیسے بہت ہی خوش کن تصورات میں ڈوبا ہوا ہو۔

جوزف اسے حیرت سے دیکھ رہا تھا۔ عمران نے تھوڑی دیر بعد کہا "کیپٹن لگاسی اگر تم مجھے اپنا کوڈ نمبر بتا دو تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ تمہیں نکل جانے کا موقع دے دوں گا تمہارے حکام کے حوالے نہیں کروں گا۔"

"بیکار ہے کرنل۔ تم مجھے اس پر کسی طرح بھی آمادہ نہیں کر سکو گے۔ میں تو چاہتا ہوں کہ تم مجھے میرے حکام کے حوالے کر دو تاکہ میری غداری کی پبلسٹی اس ریمارک کے ساتھ ہو سکے کہ میں نے مر جانا قبول کر لیا لیکن زبان نہیں کھولی۔"

"اس سے کیا ہو گا۔"

"مجھ جیسے دوسرے سرفروشوں کو آگے بڑھنے کا موقع ملے گا۔ اور وہ بھی اس تنظیم سے منسلک ہو جائیں گے۔"

"وہم ہے تمہارا کیپٹن لگاسی۔ تمہیں اندازہ نہیں ہے کہ یہ تنظیم ساری دنیا میں کس طرح بدنام ہے۔ یہ تنظیم حکومتوں کو بلیک میل کر کے اپنے مؤکل ملکوں سے بہت بڑی بڑی رقمیں وصول کرتی ہے اور انہیں مجرمانہ طور پر ضائع کر دیتی ہے۔"

"میں جانتا ہوں۔ عام تاثر یہی ہے۔"

"تو پھر تم خود غور کرو۔"

"افریقہ کو سفید فاموں کے پنجے سے رہائی دلانے کیلئے میں شیطان سے بھی ساز باز کر سکتا ہوں۔"

"اچھی بات ہے تو تم گمنامی کی موت مر جاؤ گے۔ تمہارے اس کارنامے کی تشہیر نہیں ہو سکے گی۔"

کیپٹن لگاسی کو قیدیوں ہی کی طرح خیموں تک لایا گیا تھا اور اس نے گلو خلاصی کی کوشش بھی نہیں کی تھی۔۔ اس کے چہرے سے ایسی ہی طمانیت کا اظہار ہو رہا تھا جیسے کسی نیک مقصد کے حصول میں ناکام ہو جانے کے بعد شہادت کا منتظر ہو۔

جوزف نے آہستہ سے کہا "باس! وہ کوڈ نمبر نہیں بتائے گا۔" مسٹر ظفر نے سوچا

کے بارے میں بھی یہی بتایا تھا۔ اُس کے زخموں پر نمک چھڑکا گیا۔ تڑپ تڑپ کر مر گیا مگر کوڈ نمبر نہیں بتایا۔۔۔“!

”میرا بھی یہی خیال ہے! مجھے ہمدردی ہے اِن لوگوں سے۔ بیحد مخلص لگ رہے ہیں!“ عمران طویل سانس لے کر بولا۔ ”لیکن غلط فہمی میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ سفید فاموں سے پیچھا چھڑانے کے لئے بھگوڑوں کی گود میں جا بیٹھے ہیں“!

”تو پھر اب اس کا کیا کرو گے باس۔۔۔“!

”سوچنا پڑے گا۔۔ ہیڈ کوارٹر کے حوالے نہیں کرنا چاہتا۔۔“!

”میں بتاؤں باس! تمہارے پاس تو طرح طرح کے انجکشن بھی ہیں۔ ذہنی طور پر مفلوج کر کے کسی ہسپتال میں ڈلوا دو۔۔“!

”گڈ۔۔“! عمران اس کا شانہ تھپک کر بولا ”مجھے تم سے اتفاق ہے۔ فی الحال میں خواب آور دوا انجکٹ کروں گا۔۔“!

دفعتہً ایک ہیلی کوپٹر خیموں کے اُوپر سے گذرتا ہوا چلا گیا! کچھ دُور جا کر پھر پلٹا تھا۔ بگاسی جو گھٹنوں میں سر دیئے خاموش بیٹھا تھا چونک کر اُسی طرف متوجہ ہو گیا۔۔!

”ذرا دیکھنا۔۔“! عمران نے جوزف سے کہا! اور وہ خیمے سے نکل گیا۔ اس بار شاید ہیلی کوپٹر وہیں کہیں فضا میں مُعلّق ہو گیا تھا اور اُس کی کان پھاڑ دینے والی آواز ایک جگہ جم کر رہ گئی تھی۔ جوزف واپس آ گیا۔ اور چیخ چیخ کر کہنے لگا! ”محکمۂ زراعت کا ہے۔ شاید پھر بار دوا چھڑک رہا ہے۔ ہر خیمے پر۔۔“!

پھر وہ کھڑے کھڑے دھم سے زمین پر چلا آیا۔ عمران اُس طرف جھپٹا بگاسی بھی بوکھلا کر اُٹھ گیا۔۔!

”یہ تو بیہوش ہو گیا۔“ عمران زور سے بولا۔

”ہم۔۔ میرا بھی سر چکرا رہا ہے“ بگاسی نے کہا اور آنکھیں جھپکانے لگا۔

پھر وہ بھی لڑکھڑا کر گرا تھا۔ یک بیک عمران کو ایسا محسوس ہوا جیسے سانسوں کے ذریعے اُس کے سینے میں جہنم اُتر گیا ہو۔۔۔ ایسی ہی سوزش سانس کی نالی میں محسوس ہوئی تھی۔۔۔ اور پھر آنکھ کان، ناک ہر جگہ سے شعلے نکلنے لگے۔۔۔

وہ دونوں ہاتھوں سے سر تھامے ہوئے بگاسی پر ڈھیر ہو گیا۔ ذہن اندھیرے کی دلدل میں دھنستا چلا گیا تھا۔۔!

اور پھر اچانک ایک ہیجان آور خواب کی ابتدا ہوئی۔ اُس نے دیکھا جیسے وہ سیاہ فام وحشیوں کے ایک جھنڈ میں شامل ہو گیا ہے وہ سب نیم برہنہ تھے۔ اور اُن کے سیاہ جسموں پر گیرو اور کھریا سے خطوط اور دائرے بنائے گئے تھے۔ اُس نے دیکھا کہ خود اُس کا بھی وہی حلیہ ہے۔ اُس کی کمر کے گرد بھی باریک ریشوں والی گھاس کی جھالر سی لپٹی ہوئی ہے۔ اور وہ اُن کے ساتھ وحشیانہ رقص کر رہا ہے ڈھول پیٹے جا رہے ہیں۔۔ رقص تیز ہوتا جا رہا ہے۔۔۔ دوسروں کی طرح وہ بھی اپنا نیزہ ایک مخصوص انداز میں نچا رہا ہے۔۔ پھر ایک عجیب سی تیز آواز سنائی دیتی ہے۔۔ رقص تھم جاتا ہے اور وہ سب خوفزدہ نظروں سے آواز کی جانب متوجہ ہو جاتے ہیں۔ عمران نے دیکھا کہ ہاتھیوں کا ایک جھنڈ دُور سے اُنہی کی طرف دوڑا آ رہا ہے۔ سارے جنگلی اُچھل اُچھل کر ایک جانب بھاگنے لگے۔ عمران نے بھی اُن کی تقلید کی۔۔ پھر وہ سب ایک ٹیلے پر چڑھ گئے۔۔۔ اُوپر پہنچ کر رکتے ہی۔۔ عمران نے مڑ کر دیکھا۔۔ ہاتھیوں کا جھنڈ قریب پہنچ چکا تھا۔ ہاتھیوں کے پیچھے انسانی شکل کی کوئی شے تھی۔۔۔ ایک قوی ہیکل آدمی جس کے جسم پر زیبرا کی سی سیاہ اور سفید دھاریاں تھیں۔ اور اب یہ بات عمران کی سمجھ میں آئی کہ وہ ہاتھی اُسی عجیب الخلقت آدمی سے ڈر کر بھاگ رہے تھے۔ ایسا لگتا تھا جیسے وہ اُنہی ہاتھیوں میں سے کسی کو پکڑنا چاہتا ہو! اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے اُس نے ایک کی سونڈ پکڑ لی۔ اِدھر سارے وحشی سجدے میں

گر گئے۔ لیکن عمران سے یہ نہ ہو سکا۔۔۔ وہ بدستور کھڑا حیرت سے ہاتھی اور اس آدمی کی کھینچا تانی دیکھتا رہا۔ ہاتھی اس سے اپنی سونڈ چھڑا لینے کے لئے پچھلی ٹانگوں پر جھکتا چلا جا رہا تھا۔ لیکن سونڈ اس کی گرفت سے نہیں نکل سکی تھی۔ اچانک اس نے ایک گھٹنا زمین پر ٹیک کر ہاتھی کو ایک طرف الٹ دیا اور اس کی گردن پر سوار ہو کر جبڑوں میں ہاتھ ڈال دیئے۔۔۔ وہ اس کا منہ چیرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ دوسرے ہاتھی شور مچاتے ہوئے بھاگ کھڑے ہوئے تھے۔ ادھر اس عجیب الخلقت آدمی نے ہاتھی کا دہانہ اس حد تک چیر دیا کہ جبڑوں کی ہڈیاں الگ ہو گئیں۔ اب اس کے حلق سے بڑی بھیانک آوازیں نکل رہی تھیں۔ دھاریدار آدمی اسے چھوڑ کر ہٹ گیا۔۔ اور اسی طرف دوڑ لگا دی جدھر دوسرے ہاتھی گئے تھے جس ہاتھی کے جبڑے وہ چیر گیا تھا تشنجی کیفیت میں مبتلا ہو کر دم توڑ رہا تھا۔

جنگلی شور مچاتے ہوئے ٹیلے سے اترنے لگے۔ لیکن عمران جہاں تھا وہیں کھڑا رہا۔۔۔ جنگلی نیچے پہنچ کر مرتے ہوئے ہاتھی پر ٹوٹ پڑے اور اس کے جسم سے گوشت کے بڑے بڑے ٹکڑے کاٹنے لگے۔ دفعتاً عمران نے محسوس کیا کہ اس کے قریب اور کوئی بھی موجود ہے۔ یہ ایک طویل قامت سیاہ فام جنگلی تھا۔ وہ بھی عمران کی طرح ہاتھی کی طرف نہیں گیا۔ !

دونوں خاموش کھڑے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر ایک دوسرے کو دیکھے جا رہے تھے۔ اور پھر اچانک عمران کو احساس ہوا کہ وہ خواب نہیں دیکھ رہا سب کچھ حقیقت پر مبنی ہے۔

لمبے جنگلی نے انگلش میں کہا ”میں ان میں سے نہیں ہوں۔۔“!

”میں بھی یہی دیکھ رہا ہوں“! عمران بولا ”ان میں نہ کوئی تمہاری طرح دبلا پتلا ہے اور نہ اتنا لمبا۔ کسی کی ناک بھی چپٹی نہیں ہے۔۔“!

”اوہو۔۔۔ تو یہ تم ہو۔۔۔“! لمبے جنگلی نے ہنس کر کہا۔

”مگر ہم کالے کیسے ہو گئے۔۔۔“! عمران نے پُر تشویش لہجے میں کہا۔

”وہ بعد کی بات ہے۔ پہلے یہ سوچو کہ یہاں تک پہنچے کس طرح۔۔۔“!

”مجھے یاد نہیں ہے“! تھوڑی دیر پہلے تک ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے میں خواب دیکھ رہا ہوں۔۔۔“!

”بڑی عجیب بات ہے۔۔ میں بھی یہی سمجھ رہا تھا۔ لیکن یہ خواب نہیں ہے بھتیجے۔۔“!

”لیکن ہماری رنگت۔۔“! عمران کراہا۔

”اصلی ہی لگتی ہے۔۔“! لمبے آدمی نے لاپرواہی سے کہا۔

دفعتاً قریب ہی کسی نے کھنکتا ہوا سا قہقہہ لگایا۔ نسوانی آواز تھی۔ دونوں چونک کر پتھروں کے اس ڈھیر کی طرف متوجہ ہو گئے جس سے آواز آئی تھی۔

”خوش آمدید۔۔“! پتھروں کے ڈھیر سے وہی آواز آئی۔۔۔ ”ٹی تھری بی تم دونوں کو خوش آمدید کہتی ہے۔۔“!

دونوں کچھ نہ بولے۔ آواز پھر آئی۔ ”تم دونوں بہت خوبصورت لگ رہے ہو۔ لیکن تھوڑی دیر بعد جب تم ہاتھی کا گوشت کھانے سے انکار کرو گے تو یہ سب نیزوں کی انیوں سے تمہیں لہو لہان کر دیں گے۔۔“!

”اس طرح وار کرنا بزدلی ہے“! لمبے جنگلی نے کہا۔

”عورت بزدل ہی ہوتی ہے۔ تم نے کوئی نئی بات نہیں کہی۔ بہرحال ابھی کچھ دنوں تک تم دونوں کی بے بسی سے لطف اٹھاؤں گی۔۔ تم ان جنگلیوں کی باتیں سمجھ سکو گے اور نہ یہ تمہاری سمجھیں گے۔۔“!

دفعتاً عمران نے زوردار قہقہہ لگایا اور بولا ”کیوں خواہ مخواہ دھونس رہی ہو ان میں سے ایک بھی وانڈیری نہیں ہے۔۔۔ یہ سب ویسے ہی جنگلی ہیں جیسے ہم آگئے

دن فلموں میں دیکھا کرتے ہیں ... بہرحال اچھا خاصا ڈرامہ ہے۔ پسند آیا۔ رہی رنگت بدلنے کی بات تو عجیب زندگی یونہی سہی۔ کوئی فرق نہیں پڑتا۔"

قہقہہ پھر سنائی دیا۔ لیکن کچھ کہا نہیں گیا تھا۔ پہلے ہی کی طرح سناٹا چھا گیا۔

"کتیا۔" لمبا جنگلی دانت پیس کر بولا۔

"ختم کرو۔" عمران ہاتھ ہلا کر بولا۔

"نہیں آؤ۔ پتھروں کے اس ڈھیر کو الٹ پلٹ دیں۔"

"اس سے کیا فائدہ ہوگا؟"

"دیکھیں کہ آواز کس طرح آئی تھی۔"

"اوہو۔ سنگ بھی بچوں کی سی باتیں کرنے لگا ہے۔"

"یہ کیا بکواس ہے۔"

"اگر ایک خودکار ٹرانسمیٹر ہاتھ بھی لگ گیا تو اس سے کیا ہوگا۔ ... اوہ سنو کیا کوئی بھی ٹرانسمیٹر فاؤنٹین پن کی شکل میں تمہارے پاس تھا۔"

"تھا تو۔" سنگ سر ہلا کر بولا۔

"اسی کی وجہ سے دھر لیے گئے ہو۔ اسی نے تمہاری بھی نشاندہی کی ہوگی۔"

سنگ کسی سوچ میں پڑ گیا۔ عمران اسے بتانے لگا کہ کس طرح ایک ہیلی کوپٹر نے خیموں پر مچھر مار دوا اسپرے کی تھی۔ اور وہ اپنے ساتھیوں سمیت بیہوش ہو گیا تھا۔

"شاید یہی کچھ میرے ساتھ بھی ہوا تھا۔ لیکن میں اس وقت کسی چھت کے نیچے نہیں تھا۔ ہیلی کوپٹر میرے اوپر سے بھی گذرا تھا۔"

"کچھ بھی ہوا ہو۔ اب اس کے علاوہ اور کچھ نہ سوچو کہ کسی طرح اس طلسم سے نکلا جائے۔"

سنگ کچھ نہ بولا۔ عمران ان جنگلیوں کی طرف متوجہ ہو گیا۔ جو ہاتھی کا گوشت کاٹ رہے تھے۔

تھوڑی ہی دیر بعد سنگ نے کہا۔ "اس وقت میں خود کو بالکل بچہ محسوس کر رہا ہوں۔"

"تم اس وقت محسوس کر رہے ہو۔ میں ہمیشہ سے یہی سمجھتا آیا ہوں۔" عمران چہک کر بولا۔

"چپ رہ ... مجھے غصہ نہ دلا۔"

"تم تو اپنے چچا چوڑے نہیں تھے چچا۔" عمران نے مایوسانہ انداز میں کہا۔

"بکواس بند کرو۔"

"اب کیا مجھ سے الجھو گے۔"

سنگ اسے کوئی جواب دینے کی بجائے اسی جانب اترنے لگا۔ جدھر جنگلی تھے۔

عمران نے دیکھا کہ سنگ بھی انہی میں شامل ہو گیا ہے جو ہاتھی کا گوشت کاٹ رہے تھے۔ عمران نے متحیرانہ انداز میں پلکیں جھپکائیں۔ لیکن پھر خیال آ گیا کہ وہ تو اس قوم سے تعلق رکھتا ہے۔ جو گوشت کے نام پر چھپکلیاں اور چوہے بھی نہیں چھوڑتی۔ ... لیکن خود اس کا کیا ہوگا۔ وہ کیا کھائے گا۔

دفعتاً کسی نے عقب سے اس کے شانے پکڑے اور جھنجھوڑ کر رکھ دیا لیکن گرفت اتنی مضبوط نہیں تھی کہ وہ مڑ نہ سکتا ... عمران بہت محتاط ہو کر گھوما ... وہ ایک جوان العمر جنگلی عورت تھی۔ اس نے عمران کا ہاتھ تھاما اور بڑی تیزی سے ٹیلے کی دوسری جانب اترنے لگی۔ اگر اسی سمت لے جاتی جہاں ہاتھی کا گوشت کاٹا جا رہا تھا تو شاید عمران ہچکچاہٹ ظاہر کرتا۔ لیکن دوسری جانب تو وہ اسے بڑی آسانی سے کھینچے لیے جا رہی تھی۔

نیچے پہنچ کر وہ قد آدم جھاڑیوں میں گھسے تھے۔ لیکن یہ کوئی بنایا ہوا راستہ تھا۔ ورنہ ان گھنی جھاڑیوں کے درمیان تو ایک قدم چلنا بھی دشوار ہوتا۔ تھوڑی ہی دیر بعد پھر ڈھلان میں اترنا پڑا۔ عورت بے تکان دوڑ رہی تھی۔ پھر وہ کیوں

اپنے قدم روکتا یا یہ ظاہر کرتا کہ وہ اُس کے لئے کوئی نئی بات ہے۔!

بالآخر وہ ایک جگہ رُکی تھی۔ دونوں ایک دوسرے کے مقابل کھڑے ہانپتے رہے— کچھ دیر بعد عورت انگلش میں بولی "تم سب سے الگ تھلگ نظر آئے تو خیال پیدا ہوا کہ کہیں میری ہی طرح کے نہ ہو۔"!

"درست خیال پیدا ہوا تھا۔ میرے لائق کوئی خدمت۔"!

"خدا کا شکر ہے۔"! وہ بے ساختہ اُچھل پڑی اور عمران سے بغلگیر ہو جانے کی کوشش کرتی ہوئی بولی "اب میں تنہا نہیں ہوں۔"!

"وہ تو ٹھیک ہے۔"! عمران بوکھلا کر پیچھے ہٹتا ہوا بولا۔ "لیکن اس کی کیا ضرورت ہے۔"!

وہ ٹھٹھک گئی اور متحیرانہ انداز میں پلکیں جھپکاتی ہوئی بولی "میں اصلاً سفید فام ہوں۔"!

"لیکن میں نسلاً نیگرو ہی ہوں— امریکی نیگرو۔"!

"کوئی بات نہیں۔— ہم دونوں ایک دوسرے کو سمجھ تو سکتے ہیں۔"!

"وہ تو ٹھیک ہے لیکن کیا تم بھی ہاتھی کا گوشت کھاتی ہو۔"!

"ہرگز نہیں۔۔! اسی لئے تو اُن لوگوں سے دُور دُور رہتی ہوں۔"!

"پھر کیا کھاتی ہو۔"!

"آبی پرندوں کا گوشت اور پھل۔۔۔"!

"یہ دونوں کہاں پائے جاتے ہیں۔"!

"کیا تم بھوکے ہو۔"!

"بہت زیادہ۔"!

"آؤ میرے ساتھ۔"! وہ پھر اُس کا ہاتھ پکڑ کر دوڑنے لگی۔

اس بار کی دوڑ کا اختتام ایک غار کے دہانے پر ہوا تھا۔ وہ اُسے غار

کے اندر لے آئی۔ تھوڑی دیر بعد جب آنکھیں اندھیرے کی عادی ہو گئیں تو عمران نے دیکھا کہ اُس کے سامنے ایک بھنا ہوا بڑا سا پرندہ رکھا ہوا ہے۔ کچھ جنگلی پھل بھی تھے۔!

عمران پھل کھانے لگا۔!

"اسے بھی کھاؤ۔۔۔ یہ تازہ ہے۔"! وہ پرندے کی طرف اشارہ کر کے بولی

"مسلم نیگرو ہوں۔۔ صرف ذبیحہ کھا سکتا ہوں۔"!

"میں بھی ذبیحہ کھاتی ہوں۔ یہودی ہوں۔"!

"اچھا۔۔ اچھا۔۔ لیکن میری طرح کالی کیوں ہو گئی ہو۔"!

"میں نہیں جانتی وہ کون لوگ ہیں جنہوں نے لاتعداد سفید فاموں کو سیاہ فام بنا کر رکھ دیا ہے۔— مجھے بیہوش کر کے مجھ پر کوئی سائنسی تجربہ کیا گیا تھا۔ جس کا نتیجہ تم دیکھ ہی رہے ہو۔"!

"تو وہ سب اصلاً سفید فام ہی تھے۔"!

"نہیں! اُن میں زیادہ تر حبشی اور نیگرو ہیں۔ لیکن وہ انگلش نہیں بول سکتے۔"

"لیکن اس کا مقصد کیا ہے۔"!

"مقصد ہی تو سمجھ میں نہیں آرہا۔"!

"وہ تجربہ تم پر کہاں کیا گیا تھا۔"!

"کچھ خواب سا یاد ہے جیسے خلا بازی سے متعلق کوئی فلم رہی ہو۔ میں نے بھی اُس فلم میں ایک رول ادا کیا ہو۔۔۔ تم نے ایسی فلمیں تو دیکھی ہی ہوں گی۔"

"میں نہیں سمجھا تم کیا کہنا چاہتی ہو۔"!

"عجیب وضع کی تجربہ گاہیں۔ خلائی اسٹیشن۔ اور اُڑنے والی عجیب و غریب مشینیں۔۔۔"!

"وہ جگہ یہاں سے کتنی دُور ہے۔— اور کس طرف ہے۔"!

"یہ بتانا بہت مشکل ہے کیونکہ رنگت تبدیل ہو جانے کے بعد مجھے ایک بار پھر بیہوشی کے مرحلے سے گزرنا پڑا تھا۔ آنکھ کھلی تو یہاں اس غار میں تھی۔"

"تنہا۔۔۔" عمران نے حیرت سے پوچھا۔

"دراصل مجھے ان لوگوں کی نگرانی پر لگایا گیا ہے۔ میں ان کی ایک ایک حرکت پر نظر رکھتی ہوں۔۔ اور کسی نامعلوم آدمی کو ٹرانسمیٹر کے ذریعے مطلع کرتی رہتی ہوں۔۔۔!"

"ذرا دیکھوں تو کیسا ٹرانسمیٹر ہے۔۔۔!"

وہ کسی گوشے سے ویسا ہی نادٹین پن اٹھا لائی۔ جیسا عمران نے بگاسی سے حاصل کیا تھا۔۔!

عمران صرف سر کو جنبش دے کر رہ گیا۔ ٹرانسیٹر کو ہاتھ نہیں لگایا۔ اس پر ورت نے حیرت ظاہر کی تھی۔ عمران نے کہا کہ وہ اسے پہلے بھی دیکھ چکا ہے۔ پھر ں نے اُس دھاردار آدمی کے بارے میں پوچھا۔

"بس میں اتنا ہی جانتا ہوں کہ وہ مجسم دہشت اور سراپا طاقت ہے۔ بڑے ے تناور درخت جڑ سے اکھاڑ پھینکتا ہے۔ بڑی بڑی چٹانیں دھکیل دیتا ہے ں کے ڈیسے قدیم جنگلی یہاں سے نکل بھاگے ہیں۔ انکی جگہ ان مصنوعی نگلیوں کو دی گئی ہے۔۔۔!"

"مقصد۔۔۔" عمران نے اُسے غور سے دیکھتے ہوئے سوال کیا۔

"مقصد سے لاعلم ہوں۔۔۔ اب تو اس پرندے کا گوشت کھاؤ۔۔ بہت ڑی قاز تھی۔۔۔!"

عمران خاموشی سے گوشت کے ٹکڑے کاٹنے لگا۔ عورت تھوڑی دیر بعد لی "تو تم چینی نہیں ہو۔۔۔!"

"نہیں۔۔۔! میں اسپین کا باشندہ ہوں۔ تنزانیہ آیا تھا۔ ایک رات اپنے ہوٹل کے کمرے میں سویا۔۔ پھر یہاں اس حال میں آنکھ کھلی۔۔۔!"

"اوہ تو اس کا یہ مطلب ہوا کہ ہم تنزانیہ ہی میں ہیں۔۔۔!"

دفعتہً نادٹین پن سے ایسی آوازیں آنے لگیں۔ جیسے کبھی جھینگر نے جھائیں جھائیں "شروع کر دی ہو۔ عورت نے اُس کی کیپ الگ کر کے کان سے لگائی۔ اور دب والا حصہ ہونٹوں کے قریب لا کر بولی۔ "ہیلو! ابھی ابھی فور اسپیکنگ۔۔!" تھوڑی دیر تک کچھ سنتی رہی اور پھر بولی "وہ میری ہی طرح ذبیحے کا گوشت کھاتا ہے۔ اس لئے اُن کی ٹولی میں شامل نہیں ہوا۔ میں نے اُسے کھانا کھلایا ہے ہاں۔ وہ اس وقت میرے ہی ساتھ ہے۔۔۔ اوہ۔۔۔ کہاں؟۔۔ اچھا۔۔ اچھا۔۔" گفتگو ختم ہو گئی۔ اُس نے ٹرانسمیٹر جہاں سے اٹھایا تھا وہیں رکھ دیا۔ اور عمران سے بولی "اب کہا گیا ہے تمہیں دوسری جگہ پہنچا دیا جائے۔۔۔!"

"تو چلو۔۔ میں تیار ہوں۔۔۔!"

"مجھے حیرت ہے کہ تم ذرہ برابر بھی خائف نہیں ہو۔ ورنہ میں نے دیکھا ہے کہ تم جیسے لوگ اپنی حالت کا احساس ہوتے ہی پاگلوں کی طرح چیخنے لگتے ہیں اور کبھی کبھی پاگل ہی ہو جاتے ہیں۔ خود مجھ پر کئی دنوں تک دیوانگی طاری رہی تھی۔۔۔!"

"میرے لئے خاصی خوشگوار تبدیلی ہے میں اُن کا بیحد شکر گزار ہوتا اگر میرا ایک کان اکھاڑ کر ناک کی جگہ لگا دیتے اور اُس کان کی جگہ ناک۔۔۔!"

"تم مجھے بہت زیادہ حیرت زدہ کر رہے ہو۔۔۔!"

وہ غار سے باہر نکل آئے۔۔۔ اور چند ہی قدم چلے ہوں گے کہ عجیب طرح کا شور سنائی دیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے بیشمار مختلف النوع جانور آپس میں لڑ پڑے ہوں۔۔۔!

"ٹھہر جاؤ۔" وہ عمران کا بازو پکڑ کر بولی۔ اور عمران اُسے جواب طلب

نظروں سے دیکھ کر رہ گیا۔

" ٹی ۔ وی ۔ پر کوئی پروگرام آنے والا ہے ... دیکھ کر چلیں گے ...!"

" ٹی ۔ وی ..." عمران نے حیرت سے کہا " میں تو اِن آوازوں کے بارے میں پوچھنا چاہتا تھا ...!"

" یہ اشارہ ہے کہ کوئی پروگرام آنے والا ہے ۔ آؤ میرے ساتھ ۔ وہ اُسے کھینچتی ہوئی بولی ... اُسی جانب لے چلی تھی جدھر سے آوازیں آرہی تھیں ... یہ بھی کسی غار کا دہانہ ہی ثابت ہوا ۔ آوازیں اُسی سے برآمد ہو کر فضا میں منتشر ہو رہی تھیں اور یہ دہانہ قدرتی بھی نہیں معلوم ہوتا تھا ۔ اُسے تراشنے میں کسی انسانی ہاتھ نے اپنی فنی مہارت کا مظاہرہ کیا تھا ۔ ٹی وی کے اسکرین کی سی بناوٹ تھی ۔ دفعتہً ایک چمکیلا غبار سا اُس پر چھا گیا ۔ اور ایسا ہی معلوم ہوا جیسے کسی ٹی وی سیٹ کا اسکرین روشن ہو گیا ہو ۔

پھر موٹے موٹے حروف میں یہ تحریر نظر آئی ۔

"پروجیکٹ ہلاکت خیز"

ساتھ ہی کسی نامعلوم آدمی نے کمنٹری شروع کر دی " خواتین و حضرات! زیرو لینڈ ٹیلیویژن آپ کو پروجیکٹ ہلاکت خیز کی طرف لئے چلتا ہے ۔ افریقہ میں نیا سورج طلوع ہونے والا ہے ۔ جس کی روشنی ساری دُنیا میں پھیلے گی ۔ سفید فام نسلیں صفحۂ ہستی سے مٹ جائیں گی ۔ رنگدار اقوام کا عروج ہوگا ۔ یہ دیکھئے یہ رہا ہمارا بین بر اعظمی میزائیل ہلاکو اوّل ...!"

ایک بہت بڑا میزائیل لانچنگ پیڈ پر دکھائی دیا ۔ جس پر " ہلاکو اوّل برائے واشنگٹن " تحریر تھا ...!

" اب ملاحظہ فرمائیے ... ہلاکو دوئم ... ماسکو کے لئے ... یہ ہلاکو سوئم ہے

ری کے لئے ... یہ ہلاکو چہارم ہے ۔ لندن کے لئے ... یہ ہلاکو پنجم برلن ے لئے ... غرضیکہ ہم انہی جنگلوں میں چھپے رہ کر دُنیا کے سارے بڑے ممالک بڑے شہروں کو کھنڈر بنا سکتے ہیں ۔ ایک میزائیل کم از کم پچاس میل کے قبے کے لئے کافی ہوگا ... پروجیکٹ ہلاکت خیز ایسے ہی ڈیڑھ سو میزائیلوں شتمل ہے ۔ افریقہ میں نیا سورج ضرور طلوع ہوگا ۔ سفید فام درندوں کے لہو ندیاں بہیں گی ... زیرو لینڈ پائندہ باد ...!"

چمکیلا غبار دفعتہً غائب ہو گیا ۔ اور غار کا تاریک دہانہ سنسان نظر آنے لگا عمران کا نچلا ہونٹ دانتوں میں دبا ہوا تھا ۔ اور چہرے پر پسینے کی ندیاں پھوٹ رہی تھیں ۔

" آؤ چلیں ..." عورت اُس کے شانے پر ہاتھ مار کر بولی ۔

عمران مڑ کر اُسے بغور دیکھتا ہوا بولا ۔ " یہ کیا بکواس تھی ۔"

" دن بھر ایسی چھوٹی موٹی خبریں ٹیلی کاسٹ ہوتی رہتی ہیں ... کل خرگوش ر کچھوے کی کہانی آئی تھی ... چلو چلیں ...!"

" اور اگر میں چلنے سے انکار کر دوں تو ..."!

" تو پھر کہاں جاؤ گے ..."

" کہیں بھی نہیں! تمہارا غار کیا بُرا ہے ..."!

" میں وہاں تنہا رہتی ہوں ... کوئی میرے ساتھ رہ نہیں سکتا ..."!

" اسکے باوجود بھی میں کہیں اور جانے سے انکار کرتا ہوں ..."!

" تمہاری مرضی ۔ لیکن تم میرے غار میں نہیں رہ سکو گے ..."!

دفعتہً پھر شور سنائی دیا لیکن یہ ٹیلی ویژن والے شور سے مختلف تھا ... یسا معلوم ہوتا تھا جیسے بہت سے لوگ اُسی طرف دوڑے آرہے ہوں ۔

" غیر معمولی ... قطعی غیر معمولی ..." عورت چونکنی ہو کر بولی ۔ اور پھر اُس

نئے شور کے پس پردہ جو کچھ بھی تھا سامنے آگیا۔ دوسرے جنگلی سنگ ہی کو دوڑاتے ہوئے اِدھر ہی لائے تھے... یا شاید اُسے پکڑنا چاہتے تھے۔ لیکن وہ کسی بندر کی طرح انہیں جھکائیاں دے رہا تھا۔

"اوہ — بیچارہ لمبا آدمی...." عمران بڑبڑایا... "وہ تنہا ہے۔ ہمیں اُس کی مدد کرنی چاہیئے۔"

"کیا تم بھی مرنا چاہتے ہو۔"

"کیا مطلب۔"

"اگر جھگڑا ہو جائے تو وہ کسی کو زندہ نہیں چھوڑتے۔"

"میں اُسے اِس طرح نہیں مرنے دوں گا۔"

"ٹھہرو — کہاں چلے۔" وہ اُس کا ہاتھ پکڑتی ہوئی بولی "تم میری ذمہ داری ہو! مجھ سے کہا گیا ہے کہ تمہارے جسم پر خراش تک نہ آنی چاہیئے۔"

"کس نے کہا ہے؟"

"یہ میں نہیں جانتی۔" اُس نے کہا۔

اُدھر اَب اُن جنگلیوں نے سنگ کو گھیر لیا تھا... اور نیزوں سے اُسے چھید کر رکھ دینے کی کوشش کئے جا رہے تھے لیکن ابھی تک تو انہیں اس میں کامیابی نہیں ہوئی تھی۔ عمران نے عورت سے ہاتھ چھڑا کر آگے بڑھنا چاہا۔

"یہ کیا کر رہے ہو۔"

لیکن عمران کا ہاتھ اُسکی گرفت سے نکل گیا! عمران اُردو میں چیختا ہوا اُن کی جانب جھپٹا۔ "گھبرانا مت... میں آرہا ہوں۔"

نیزہ تول کر وہ اُن جنگلیوں پر ٹوٹ پڑا جنھوں نے سنگ ہی کو گھیرے میں لے رکھا تھا۔

اُن میں سے کچھ عمران کی طرف متوجہ ہو گئے۔ اور پھر عمران کو اندازہ لگانے

ں دشواری نہیں ہوئی تھی کہ وہ نیزہ بازی کے معاملے میں بالکل اناڑی ہیں لہٰذا
س نے انہیں نیزے کی اَنی سے زخمی کرنے کا ارادہ ملتوی کر کے نیزے کو اُلٹا اور
ٹھ کی طرح گھمانا شروع کر دیا۔ پھر تو بھگدڑ مچ گئی... ٹھیک اُسی وقت کہیں قریب
ہی سے شیر کی دھاڑ سنائی دی... اور سارے جنگلی مشینی طور پر ٹھٹھک گئے۔ جو
جس پوزیشن میں تھا اُسی میں رہ گیا۔ دھاڑ پھر سنائی دی اور وہ اُچھل اُچھل
کر بھاگے۔ جدھر جس کے سینگ سمائے نکل گیا۔

سنگ کھڑا جھوم رہا تھا۔ جسم پر کئی جگہ خراشیں آئی تھیں جن سے لہو رس
رہا تھا۔ عمران نے آگے بڑھ کر اُسے سہارا دیا۔

"میں ٹھیک ہوں۔ الگ ہٹ جاؤ۔" سنگ غرّایا۔

"پھر کسی دشواری میں پڑ جاؤ گے۔ چلو میرے ساتھ۔" عمران اُس کا ہاتھ
ڑ کر بولا... شیر کی دھاڑ پھر سنائی دی... لیکن عمران نے محسوس کیا کہ آواز
ے فاصلے میں کوئی فرق نہیں ہوا ہے۔ نہ پہلے سے قریب کی معلوم ہوتی تھی اور
دور کی۔

وہ سنگ کو عورت والے غار کی طرف لے چلا۔

"وہاں ایک عورت بھی ہے۔ اِس لئے ہم اُردو میں گفتگو کریں گے۔"
ران نے کہا۔

"عورت۔" سنگ نے سسکاری لی "کیا کوئی عورت بھی ہے؟"

"سیاہ فام —" عمران بھنّا کر بولا۔

"کوئی فرق نہیں پڑتا۔"

"اَبے قبر کے کنارے لگے ہو۔ کچھ شرم کرو چچا جان۔"

"وہ قبر بھی عورت ہی ہوگی بھتیجے۔ لیکن ہم آخر کہاں آ پھنسے۔ بڑا بھیانک
مقام لیا ہے قمر بیا نے اچھی شکست کا۔"

"بھول جاؤ... دیکھیں گے..."

وہ اسے غار میں لایا۔ لیکن اس عورت کا کہیں پتا نہ تھا۔... سنگ چاروں طرف دیکھتا ہوا بولا "کہاں گئی۔"

"جہنم میں جائے۔ تم ادھر لیٹ جاؤ۔"

"وہ سارے جنگلی چینی بول رہے تھے۔" سنگ نے کہا۔

"ہانگ کانگ کے لفنگے ہوں گے۔"

"میں دانڈیری سمجھا تھا۔"

"بنائے ہوئے دانڈیری ہیں۔... مقصد خدا ہی جانے۔"

"میں بہت بھوکا ہوں...." سنگ چاروں طرف دیکھتا ہوا بولا۔ پھلوں پر نظر پڑی اور وہ ان کی طرف جھپٹا۔

"ہاتھی کا گوشت نہیں کھایا... تم بھی تو کاٹ رہے تھے۔"

"نوبت ہی نہیں آنے پائی تھی کہ ہنگامہ شروع ہو گیا۔" سنگ جنگلی پھلوں پر ہاتھ صاف کرتا ہوا بولا "ان میں دو چار عورتیں بھی تھیں۔ ایک پسند آگئی۔ اس کے حسن کی تعریف کر رہا تھا کہ وہ لوگ آپے سے باہر ہو گئے۔"

"تمہارا تیل نکالا جائے تو کم از کم پانچ سو روپے فی تولہ کے حساب سے ضرور فروخت ہو جائے گا۔"

ٹھیک اسی وقت وہ عورت غار میں داخل ہوئی۔ اور عمران سے بولی۔

"کیا یہ انگلش سمجھ سکتا ہے۔"

سنگ منہ چلاتے چلاتے رک کر اس کو بغور دیکھنے لگا۔ اور وہ اس کی طرف ہاتھ اٹھا کر بولی۔ "اس بار میں نے بچا لیا آئندہ ایسی حرکت کی تو زندہ نہیں بچو گے۔"

سنگ کچھ نہ بولا۔ دوسرا پھل اٹھا کر کھانے لگا۔ عمران نے عورت

سے پوچھا۔ "تم نے کیسے بچا لیا۔"

"شیر کی دھاڑ کا انتظام میں نے ہی تو کیا تھا۔" وہ ہنس کر بولی۔

"لیکن۔ اس کا قصور کیا تھا۔" عمران نے پوچھا۔

"اس نے ان کی عورتوں کو چھیڑا تھا۔"

"تم تو کسی کی عورت نہیں ہو۔" سنگ نے ہنس کر پوچھا۔

"میں اس کی عورت ہوں۔" عورت نے بڑے پیار سے عمران کے شانے اتھ رکھ کر کہا۔

"جل تو جلال تو...." عمران کراہ کر رہ گیا۔

"یہ ٹھاٹ ہیں بیٹے۔" سنگ نے بڑے چھچھور پن کے ساتھ قہقہہ لگایا۔

"بس۔ بس۔" عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "زیادہ بے تکلف ہونے کی ورت نہیں۔ اگر یہ مجھے اپنا مرد سمجھتی ہیں تو اس میں حرج ہی کیا ہے۔ میں اور کسی کے لائق کہاں رہ گیا ہوں۔"

"کیوں۔ کیا تم بہت خوبصورت تھے۔" عورت نے چہک کر پوچھا۔

"ارے جواب نہیں تھا میرا۔ اطالوی اداکارائیں آگے پیچھے پھرتی تھیں ا کا گلاب کہلاتا تھا...."

"اور عنقریب سیخ کباب کہلاؤ گے۔" سنگ نے اردو میں کہا۔

"یہ کیا کہہ رہا ہے۔" عورت نے پوچھا۔

"اپنی لمبائی پر اظہارِ ندامت کر رہا ہے...."

وہ زور سے ہنس کر بولی "اتنا دبلا اور اتنا لمبا آدمی میں نے پہلے کبھی نہیں ا۔ کس قوم سے تعلق ہے اس کا۔"

"کہد حرامیوں کی قوم کا سردار ہے۔" سنگ نے اردو میں کہا۔

لیکن عمران بولا۔ "ابھی اس کی قومیت پر ریسرچ ہو رہی ہے۔"

"تم اسکے سرپرست بننے کی کوشش نہیں کرو گے بھتیجے۔" سنگ نے زہریلے لہجے میں کہا۔

"ہوش کی دوا کرو۔ ہمیں یہاں سے نکلنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔" عمران بولا

"اگر ان عورتوں نے مجھے قبول نہ کیا تو نکلنے ہی کی کوشش کرنی پڑے گی۔ لیکن میں اتنی جلدی ناامید ہو جانے والوں میں سے نہیں ہوں۔"

عمران کچھ کہنے ہی والا تھا کہ مختلف قسم کے جانوروں کا شور پھر سنائی دیا۔ اور سنگ چونک کر بولا۔ "کیا یہاں کوئی ٹیلی نیوز کا سسٹم بھی موجود ہے؟"

عورت عمران کا ہاتھ پکڑ کر غار کے دہانے کی طرف کھینچتی ہوئی بولی۔ "چلو شاید اب کوئی کہانی آئے گی۔"

عمران اُس کے ساتھ نکلا چلا گیا۔ سنگ بھی پیچھے نہیں رہا تھا۔ تینوں ساتھ ہی وہاں پہنچے۔

شور ذرا دیر جاری رہا۔ پھر اسکرین پر چمکیلا غبار طاری ہو گیا۔ اور اُس کے بعد جو چہرہ اِس غبار سے اُبھرا تھا۔ اُس نے عمران جیسے آدمی کے ذہن کو بھی اپنے نازک ترین گوشوں کے وجود کا احساس دلا دیا۔ بیحد خوبصورت چہرہ تھا۔ اُس کے ہونٹوں کو جنبش ہوئی اور مترنم سی آواز فضا میں گونجی

"سنگ ہی! اسکے کا وہ ذخیرہ کہاں ہے جسے تم ٹنگانیکا کے پار لے جانا چاہتے ہو۔ جواب دو۔ تمہاری آواز مجھ تک پہنچ جائے گی۔"

"خدا کی پناہ۔ یہ تم ہو تھریسیا..." سنگ آہستہ سے بولا۔

"ہاں۔ میں ہی ہوں..."

"میں نے تمہیں اِس روپ میں کبھی نہیں دیکھا۔"

"وقت نہ ضائع کرو۔ بتاؤ وہ ذخیرہ کہاں ہے۔"

"اگر تم مجھے اپنے قریب آنے دو تو سارے بزنس سے دستبردار ہو جاؤنگا

ر خود ہی سارا ذخیرہ تمہارے حوالے نہ کردوں تو گولی مار دینا۔"

"میں کہتی ہوں۔ سنجیدگی اختیار کرو ورنہ کیڑے مکوڑے بھی تمہارے احوال رو پڑیں گے۔"

"تم مجھے محبت سے زیر کر سکتی ہو دھمکی سے نہیں۔"

"اچھا تو پھر سسک سسک کر مرنے کے لئے تیار رہنا۔"

"ٹھہرو... ٹھہرو..." عمران ہاتھ اُٹھا کر بولا "مجھے بھی کچھ کہنا ہے۔"

"تم..." وہ مغموم لہجے میں بولی۔ "تم کیا کہو گے..."

"یہی کہ اِس کالی بیماری کا علاج تو بتاتی جاؤ۔"

"لیکوئیڈ ہائیڈروجن پیر اکسائیڈ... ایک پونڈ کافی ہوگا۔"

"کب بھجوا رہی ہو۔" عمران نے چہک کر پوچھا۔

"کس وہم میں مبتلا ہو! کیا تم یہ سمجھ رہے ہو کہ میں نے تمہیں متحیر کر دینے کے لئے تمہارا یہ حلیہ بنایا ہے..."

"پھر کیا سمجھوں..."

"اِس کالے کوٹ کے بغیر تم یہاں ایک منٹ کے لئے بھی زندہ نہیں رہ سکتے۔ ر ہی تمہیں ختم کر دیں گے۔ یہ ایک خاص قسم کا پینٹ ہے جو حشرات الارض کو ے دور رکھے گا۔ اسے مقامی باشندوں کی رنگت کے مماثل بنانے کی شش کی گئی ہے۔"

"بات سمجھ میں آ گئی۔ لیکن آخر اس طرح یہاں کیوں لایا گیا ہوں۔ میرے تو شتے بھی یہاں تک نہ پہنچ سکتے۔"

"اِس لئے لائے گئے ہو کہ تم دنیا کو ہمارے پروجیکٹ ہلاکت خیز کے بارے آگاہ کر سکو۔ بہت جلد واپس بھجوا دیئے جاؤ گے۔ صرف تم۔ سنگ ہی کو یہیں ایڑیاں رگڑ کر مرنا ہے۔"

"تمہیں اِس شکل میں دیکھ لینے کے بعد اَب زندہ رہنے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔" سنگ ہی دانت پہ دانت جما کر بولا۔

لیکن اچانک چمکیلا غبار اُس چہرے سمیت غائب ہوگیا۔۔۔

وہ خاموش کھڑے رہے۔ پھر سنگ ٹھنڈی سانس لے کر بولا "شاید یہی اُسکی اصل شکل تھی۔"

"میں تصور بھی نہیں کر سکتی تھی کہ تم کوئی اتنے اہم آدمی ہوگے۔" عورت نے عمران کے شانے پہ ہاتھ رکھ کر کہا۔

"کیا تم جانتی ہو کہ وہ ڈی تھری بی ہے۔"

"میں کیا جانوں۔۔ کتنے ہی چہرے دیکھتی رہتی ہوں۔ یہ تو گفتگو کے انداز سے محسوس کیا ہے کہ تم کوئی اہم شخصیت ہو۔"

سنگ نے زوردار قہقہہ لگایا اور سینہ ٹھونک کر بولا "اہم ترین شخصیت میں ہوں۔ جسے وہ اذیت دے کر مارنا چاہتی ہے۔"

"ہونہہ۔" وہ بُرا سا منہ بنا کر بولی "تم جیسے کتنے ہی آتے ہیں اور بڑوں سے متفق نہ ہونے کی بنا پر چیونٹیوں کی نذر ہو جاتے ہیں۔"

"میں نہیں سمجھا۔" عمران جلدی سے بول پڑا۔۔۔

"گوشت خور چیونٹیاں۔۔۔ ذرا ہی سی دیر میں ہڈیوں کے پنجر کے علاوہ اور کچھ باقی نہیں بچتا۔"

سنگ نے لاپرواہی ظاہر کرنے کیلئے شانے سکوڑے اور پھر ڈھیلے چھوڑ کر دوسری طرف مڑ گیا۔

"تم نے اِس شخص کو بچا کر اچھا نہیں کیا۔" عورت آہستہ سے بولی۔

عمران کچھ نہ بولا۔ سنگ ہی کو پُر تشویش نظروں سے دیکھے جا رہا تھا پھر اُس نے اُسے آواز دی اور سنگ مُڑ کر اُس کی طرف مُڑا۔۔۔

"کہاں بھاگے جا رہے ہو۔"

"کہیں بھی نہیں۔۔۔ سوچ رہا ہوں کہ کہیں تمہیں قتل ہی نہ کر دینا پڑے۔"

"وہ کِس خوشی میں۔۔؟"

"اِس عورت کے معاملے میں دخل اندازی مت کرنا۔" سنگ نتھنے پھلا کر بولا۔

"تم بھول رہے ہو کہ یہ میری عورت ہے۔" عمران بولا۔

"خیر۔۔۔ خیر۔۔۔ اسکا بھی فیصلہ ہو جائے گا۔۔۔" سنگ نے کہا اور غار کی طرف بڑھ گیا۔

"دیکھو۔۔۔ دیکھو۔۔۔ وہ غار ہی کی طرف جا رہا ہے۔" عورت بولی۔

"فکر نہ کرو۔ میں اُسے دیکھ لوں گا۔۔۔" عمران نے کہا۔

"ٹھہرو۔۔۔ مجھے اُسکی آواز سے نفرت محسوس ہوتی ہے۔" عورت بولی۔ "میں اسکے ساتھ پل بھر کے لئے غار میں نہیں رہ سکوں گی۔"

"تو پھر۔۔۔؟"

"کہیں اور چلیں گے۔"

"کیا تم اُس جگہ کی نشاندھی کر سکو گی جہاں یہ سارے میزائل نصب ہیں؟"

"مجھے کیا معلوم۔ اور تمہیں اسکی فکر کیوں ہے تم تو واپس بھجوا دیئے جاؤ گے۔"

عمران کچھ نہ بولا۔ مسلسل سوچے جا رہا تھا۔ آخر چکر کیا ہے۔ کیا وہ کسی اور ذریعے سے دُنیا کو اپنے اس خوفناک منصوبے سے آگاہ نہیں کر سکتی تھی۔ آخر اُسے کیوں ذریعہ بنایا جا رہا ہے۔۔۔! اور پھر کیسے اُس کی باتوں پہ یقین آئے گا۔ یہ تو کہہ ہی نہیں سکے گا کسی سے کہ خود تھری بی ہی اُسے اپنے اِس اسٹیشن تک لے گئی تھی۔ اور پھر واپس بھی کر دیا۔

کون یقین کرے گا۔ اُسے اُس سے یہ سوال ضرور کرنا چاہیے تھا۔ عورت اُسے ٹھوکا دے کر بولی۔ "چلو نا۔۔"

وہ چونک پڑا۔ اور آہستہ سے بولا۔ "نہیں۔ میں اُسے اپنی نظروں ہی میں رکھنا چاہتا ہوں۔۔ تم نہیں جانتیں بیحد خطرناک آدمی ہے۔"

"تو پھر تم نے اُسے اُن لوگوں سے بچانے کی کوشش کیوں کی تھی۔"

"اپنی عادت سے مجبور ہوں۔ اگر کسی ایک آدمی کو کئی لوگ گھیر لیں تو مجھے بیحد تاؤ آتا ہے۔ اگر اسکا مدِمقابل ایک ہی ہوتا تو کبھی دخل اندازی نہ کرتا۔۔"

"اگر تمہاری یہی مرضی ہے تو پھر اِسی غار میں چلتے ہیں۔۔"

"یہی مناسب ہے۔۔"

لیکن جیسے ہی وہ غار میں داخل ہوئے۔ سنگ ہی عمران پر ٹوٹ پڑا۔ عمران بھی غافل نہیں تھا۔ جھکائی دے کر دُور جا کھڑا ہوا۔

"کیا واقعی دماغ چل گیا ہے۔۔"

"میں تمہیں باندھ کر ڈال دوں گا۔۔ اور پھر۔۔! اور پھر۔۔" کہتے ہوئے اُس نے پھر عمران پر چھلانگ لگائی۔ اور اَب شاید دونوں ہی اُس عورت کی طرف سے غافل ہو گئے تھے! وہ گھاتیں لگائے ہوئے تھے پینترے بدل رہے تھے۔ لیکن ابھی تک کوئی کسی کی گرفت میں نہیں آسکا تھا۔

دوسری طرف وہ عورت ایک گوشے میں پہنچی۔ چہرے پر گیس ماسک چڑھایا اور کسی قسم کی گیس کے سلنڈر کا جیٹ کھول دیا۔ ہلکی سی آواز کے ساتھ گیس منتشر ہونے لگی تھی۔

عمران اور سنگ دونوں ہی کے ذہن اِس آواز کی طرف متوجہ ہو گئے تھے۔ سنگ نے غار کے دہانے کی طرف چھلانگ لگائی۔ لیکن زمین پر

آتے ہی پھر نہ اُٹھ سکا۔ عمران کا سر بھی چکرا کر رہ گیا۔۔ اُس نے بھی غار سے نکل جانے کی کوشش کی تھی۔ لیکن کامیاب نہ ہو سکا۔۔ اندھیرے کی چادر ذہن پر مسلط ہوتی چلی گئی۔۔

اِس بار اُس نے کوئی خواب نہیں دیکھا تھا۔ بس بیدار ہو گیا تھا۔ کسی طرح اور فوری طور پر احساس ہوا تھا کہ وہ سوتے سے جاگا ہے طبیعت بھی کسلمند نہیں تھی۔ بس ایسا ہی لگتا تھا جیسے نیند پوری کر لینے کے بعد تروتازہ ہو گیا ہو۔

لیکن تھا کہاں؟۔۔ بوکھلا کر چاروں طرف نظر دوڑائی اور اُٹھ بیٹھا! بائیں جانب ملبوسات کی الماری تھی۔ آئینے پر نظر پڑی۔ ہائیں پھر وہی کرنل ڈونالبونارڈ۔۔!

اُچھل کر بستر سے نیچے آیا۔ اور آئینے کے سامنے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اپنا جائزہ لینے لگا۔۔ بدستور کرنل ڈونالبونارڈ کے میک اَپ میں تھا۔۔ اور جسم پر کہیں سیاہی کا دھبہ بھی نہیں تھا۔ وہ سوچنے لگا۔ کیا سچ مچ اُس نے کوئی خواب ہی دیکھا تھا۔۔ لیکن۔۔ لیکن یہ موانزا والا خیمہ تو نہیں ہے۔ یہ! کوئی عمدہ سی خوابگاہ ہے۔۔

دفعتاً فون کی گھنٹی بجی۔۔ اور عمران نے جھپٹ کر ریسیور اُٹھا لیا۔

"مسٹر عمران۔۔" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"رانگ نمبر۔۔ اِٹ اِز کرنل ڈونالبونارڈ۔۔"

"اوہ ... میں جنرل کیو بول رہا ہوں ..."

"مارننگ سر ..."

"کیا تم بالکل ٹھیک ہو ..."

"یس سر ... لیکن میں یہاں کیسے ...؟"

"میں فوراً پہنچ رہا ہوں ..." دوسری طرف سے آواز آئی اور سلسلہ منقطع ہو گیا۔

عمران نے بہت تیزی سے خود کو خوابگاہ سے باہر نکلنے کے قابل بنایا تھا ... زیادہ بڑی عمارت نہیں تھی۔ ایک سیاہ فام ملازم نے اُسے ڈائننگ روم تک پہنچایا جہاں ناشتہ میز پر موجود تھا۔ اور پھر ناشتے ہی کے دوران میں جنرل کیو وہاں پہنچ گیا۔ یہ ملٹری انٹیلیجنس کا سربراہ تھا۔ اور جنرل کیو کہلاتا تھا۔ اصل نام جو کچھ بھی رہا ہو۔

"تم نے کمال کر دیا۔ مسٹر عمران ..." وہ گرمجوشی سے مصافحہ کرتا ہوا بولا۔

عمران نے متحیرانہ نظروں سے اُسے دیکھا۔ لیکن زبان بند رکھی۔ جنرل کہتا رہا۔

"چونکہ معاملہ بیحد اہم تھا مسٹر عمران۔ لہٰذا تمہاری اجازت کے بغیر تمہارے کیمرے سے رول نکال کر ڈیولپ کر لیا گیا ہے ... میں تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ تم تنہا یہ کارنامہ انجام دے ڈالو گے ..."

عمران دل ہی دل میں بھنّا کر رہ گیا۔ لیکن صورت سے "بکیت" یا "بکیت" ظاہر نہ ہونے دی۔ سوچ رہا تھا کہ پتا نہیں تقریباً اب کیا چکّر چلا گیا ہے ...

"میں نے جناب سے پوچھا تھا۔ کہ میں یہاں کیسے ..." اُس نے بہت احتیاط سے سوال کیا۔

"مونزا سے تمہارے آدمی جوزف مگونڈا نے اطلاع دی تھی کہ تم اچانک غائب ہو گئے ہو۔ وہاں جو اُفتاد تم لوگوں پر پڑی تھی۔ اُس سے بھی آگاہ کیا کیپٹن بگاسی کے بارے میں بتایا۔ وہ حراست میں ہے

بہرحال جوزف مگونڈا کی قیادت میں ایک ٹیم کی گوما کی طرف روانہ کر دی گئی۔ اور میں تمہیں بتاتا ہوں کہ اُس ٹیم میں خود میں بھی شامل تھا۔ ایک معمولی فوجی بن کر گیا تھا۔ کی گوما سے ہم ہیانڈا کی طرف روانہ ہوئے ... اور پھر ہم نے راستے ہی میں تمہیں بیہوش پڑا پایا۔ تمہاری وردی تار تار تھی ہاتھوں اور چہرے پر خراشیں تھیں۔ لیکن تمہارا تھیلا محفوظ تھا جس میں کیمرہ مل گیا۔ زبردست کارنامہ انجام دیا ہے تم نے ..."

"وہ تو ٹھیک ہے ... لیکن وہ رول جو میرے کیمرے سے برآمد ہوا ہے ..."

"اُسی کی طرف آ رہا ہوں۔ حیرت انگیز تصویریں ہیں۔ اُن میں سے کوئی بھی اوور ایکسپوز نہیں ہوئی۔ سب بیحد واضح ہیں مسٹر عمران۔ تم نے ایک زبردست کارنامہ انجام دیا ہے۔ لیکن افسوس ہم اُنہیں سمجھنے سے قاصر ہیں: تم ہی اُن کے سلسلے میں ہماری مدد کرو گے ..."

"کیا تصویریں اس وقت موجود ہیں آپ کے پاس ..."

"کیوں نہیں ..." جنرل اپنا بریف کیس کھولتا ہوا بولا۔ اُس میں سے ایک لفافہ نکال کر عمران کی طرف بڑھا دیا۔

یہ متعدد تصویریں تھیں۔ اِن میں وہ منظر بھی تھا جب دھاردار آدمی ہاتھی کو گرا لینے کی کوشش کر رہا تھا۔ دوسرے کارڈ میں وہ اُسے گرا کر اُس کے جبڑے چیر رہا تھا۔ تیسرے کارڈ میں جنگلی گرے ہوئے ہاتھی کا گوشت کاٹ رہے تھے ... کچھ ہلاکت خیز بین البراعظمی میزائیلوں کے نظام کی تصاویر کا سلسلہ تھا ... کچھ دشوار گزار راستوں کی تصویریں تھیں۔ عمران آنکھیں مَل مَل کر اُنھیں دیکھتا رہا۔ جنرل کھنکار کر بولا۔ "یہ ہلاکت خیز منصوبہ کیا

لا ہے ۔۔“!

„بین براعظمی میزائلوں کا نظام ۔۔۔ یہ میزائل ہلاکو کہلاتے ہیں ۔ پورا منصوبہ ڈیڑھ سو میزائلوں پر مشتمل ہے اور دنیا کے ملکوں کے سارے اہم شہر اس نظام کی زد پر ہیں ۔ یعنی آپ کے ملک کے ایک حصے سے ساری دنیا کے خلاف جارحیت کا ارتکاب ہو سکتا ہے ۔۔“!

„خدا کی پناہ ۔۔۔ تب تو جلدی کرو ۔۔“!

„مم ۔۔۔ میں جلدی کروں ۔۔۔“ عمران نے ہکلا کر پوچھا ۔

„ہاں! تمہارے علاوہ اور کون ہمیں وہاں تک پہونچا سکے گا! پہلے ہم اس معاملے کو محض معمولی سی شرپسندی کا مظاہرہ سمجھے تھے ۔۔ لیکن اب تو ۔۔ اب تو ۔۔“!

„جنابِ عالی ۔ میرے فرشتے بھی آپ کو وہاں تک نہیں پہونچا سکیں گے ۔ بلا شبہ میں نے یہ سب کچھ دیکھا ہے ۔ لیکن قسم کھانے کو تیار ہوں کہ اس وقت میرے پاس کوئی کیمرہ نہیں تھا ۔“!

„میرا خیال ہے کہ ابھی تمہیں آرام کی ضرورت ہے ۔۔۔ کیوں نہ کچھ دن ہسپتال میں قیام کرو ۔۔“!

„جی نہیں! اس کی ضرورت نہیں! میں پورے ہوش و حواس کے ساتھ آپ سے مخاطب ہوں ۔“!

„پھر اس طرزِ گفتگو کا مطلب ۔۔“!

„میں خود نہیں گیا تھا ۔۔۔ لے جایا گیا تھا ۔“! عمران طویل سانس لیکر بولا ۔ اور اپنی کہانی شروع کر دی ۔ جنرل کیو حیرت سے منہ پھاڑے سنتا رہا! عمران کے خاموش ہو جانے پر بھی دیر تک اس کے منہ سے آواز نہیں نکلی تھی ۔

„اب کیا خیال ہے ۔“ بالآخر عمران ہی نے دوبارہ گفتگو شروع کی ۔

„اسکا مقصد مسٹر عمران ۔۔۔ اسکا مقصد ۔۔۔“ وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولا ۔

„میں خود بھی حیران ہوں کہ انھوں نے خود ہی یہ تصاویر کیوں فراہم کر دیں ۔“ عمران نے کہا „یہ آخر وہ کیا چاہتے ہیں ۔ چوہوں کی طرح کام کر کے اس کی پبلسٹی کیوں کرانا چاہتے ہیں ۔ یقین کیجئے کہ انھوں نے مجھے آلۂ کار بنانے کی کوشش کی ہے ۔۔“!

پھر عمران نے سنگ ہی کی کہانی بھی شروع کر دی تھی ۔۔۔

„تو وہ وہیں پھنسا رہ گیا ۔۔“ جنرل نے پوچھا ۔

„اسکا معاملہ بھی عجیب ہے! شاید وہ اسلحے کا کوئی بڑا ذخیرہ کسی پڑوسی ملک میں اسمگل کرنا چاہتا تھا ۔ جس کی اطلاع تھریسیا کو ہو گئی ۔ وہ اس سے اسی کے بارے میں معلوم کرنا چاہتی تھی ۔ ذخیرہ غالباً تنزانیہ ہی میں کہیں پوشیدہ ہے ۔۔“!

„تم نے یہ دوسری بری خبر سنائی ۔۔“!

عمران کو سنگ کا دوست ویسلی یاد آیا جو شاید اسی کے ہاتھوں مارا گیا تھا! لیکن اس کی بھتیجی تو زندہ تھی ۔ ہو سکتا تھا کہ وہ بھی اس میں ملوث رہی ہو اور اس ذخیرے کی نشاندہی کر سکے ۔ لہٰذا اس نے جنرل کیو کو اس کے بارے میں بھی بتاتے ہوئے کہا „یہ ممکن ہے لڑکی سے معلومات حاصل ہو سکیں اس ذخیرے سے متعلق ۔۔“!

„میں دیکھوں گا ۔۔۔ میں دیکھوں گا ۔“ جنرل نے مضطربانہ انداز میں کہا ۔

پھر عمران نے اسے وارننگ دی تھی کہ اگر اس نے تھریسیا کے سلسلے میں کوئی کارروائی اس کے علم میں لائے بغیر کی تو نتیجے کا خود ذمہ دار ہو گا ۔۔“!

„نہیں ایسا نہیں ہو گا ۔ تم مطمئن رہو ۔“ جنرل نے کہا ۔

„بات ابھی ختم نہیں ہوئی ۔“ عمران کچھ سوچتا ہوا بولا ۔ „میرے ایک ساتھی کو بھی ایک حیرت انگیز تجربہ ہوا تھا ۔ وہ بھی بحالتِ بیہوشی دارالسلام کے کلیمنجارو ہوٹل سے ایک ویرانے میں جا پہونچا تھا! لیکن اب بیچارہ اس جگہ کی نشاندہی نہیں کر سکتا ۔۔“!

اُس نے ظفر الملک کی آپ بیتی دُہرائی تھی۔ اور جنرل نے کہا تھا کہ زرعی پروجیکٹ تو کئی چل رہے ہیں۔

"خیر۔۔ اِس معاملے کو بھی دیکھوں گا۔" جنرل اُٹھتا ہوا بولا۔ "تمہیں بہرحال آرام کی ضرورت ہے۔ تمہارے ساتھی یہیں موجود ہیں۔ تھوڑی دیر بعد پہنچ جائیں گے۔۔"!

"لیکن میں ہوں کہاں۔۔" عمران نے پوچھا۔

"کی گوبا میں۔۔۔"!

جنرل چلا گیا۔۔ لیکن عمران کا ذہن اُلجھا رہا۔ اُس کی خواہش تھی کہ اُسکے ماتحت جلد از جلد اُس تک پہنچ جائیں۔

جنرل کی یقین دہانی کے مطابق وہ آدھے گھنٹے کے اندر اندر ہی وہاں پہنچ گئے تھے۔۔!

جولیا کا چہرہ اُترا ہوا تھا اور آنکھیں متورم تھیں۔ جیمسن بدستور امریکی نیگرو بنا ہوا تھا۔۔!

"تم کہاں غائب ہو گئے تھے باس۔۔" جوزف بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"پہلے تم بتاؤ کہ مجھے غائب ہوئے کتنا عرصہ گزر چکا ہے۔۔"!

"کوئی ایک ہفتے کی بات ہے۔۔"!

"اور ملا کب ہوں۔۔۔"!

"پچھلی شام کی بات ہے۔۔۔"!

"اچھا اب سُنو میری کہانی۔" عمران طویل سانس لے کر بولا۔ اور ایک بار پھر اپنی بپتا سُنانے لگا۔ جولیا اس دوران میں کچھ بھی نہیں بولی تھی۔ صرف شکل تکتی رہی تھی عمران کی۔ عمران خاموش ہوا تو تڑسے بولی "یہ تو صرف ایک دن کی کہانی ہے۔ تم ہفتے بھر سے غائب تھے۔۔"!

"میں نہیں جانتا کہ بقیہ چھ دن کہاں اور کیسے گذرے۔"!

"میں یقین نہیں کر سکتی۔۔"!

عمران سُنی اَن سُنی کر کے جوزف سے بولا۔ "اب تم بتاؤ کہ تم لوگوں کو ہوش کس طرح آیا تھا۔۔"!

"ارے باس! اکیلے ہم ہی نہیں تھے۔ وہاں تو سینکڑوں آدمی بیہوش ہوئے تھے۔ کم از کم خیموں کے سارے ہی باشندوں پہ یہی گذری تھی۔ اور ہوش میں آنے کے بعد بھی اُن لوگوں کو گالیاں دے رہے تھے۔ جنہوں نے اطلاع دیئے بغیر مچھر مار دوا چھڑکی تھی۔ میں تو سمجھا تھا کہ تم ہم سے پہلے ہی ہوش میں آ کر کسی طرف نکل کھڑے ہوئے ہو۔۔"!

"بعد میں تو حکام نے معلوم بھی کر لیا ہوگا کہ یہ کس کی حرکت تھی۔" عمران نے کہا۔۔!

"نہیں باس آج تک نہیں معلوم ہو سکا۔ موانزا کی انتظامیہ نے سرے ہی سے انکار کر دیا تھا کہ وہ اسکی ذمہ دار ہے۔۔"!

عمران نے پُر تفکر انداز میں سر کو جنبش دی اور ظفر الملک سے پوچھا کہ اُسکی جیب میں چیونگم کا کوئی پیکٹ تو نہیں پڑا ہوا ہے۔ چیونگم اُسے مل گئی تھی۔

"لیکن یہ تصویروں کا قصہ باس۔۔"!

"اُسی نے تو اُلجھن میں ڈال رکھا ہے۔ آخر تھریسیا کیا چاہتی ہے۔"!

"تھریسیا وہی چاہتی ہے جو تم چاہتے ہو۔۔" جولیا نے جلے کٹے لہجے میں کہا۔

"میں نہیں سمجھا محترمہ۔۔"!

"ایک ہفتہ عیش کر آئے ہو۔ وقفے وقفے سے آئندہ بھی ہوتا رہے گا اور تم عش عش کرتے پھرو گے۔۔"!

"یعنی پھر غائب ہو جاؤں گا اور واپسی پر عشق کرتا پھروں گا"!

جولیا کچھ نہ بولی۔ بُرا سا منہ بنائے ہوئے دُوسری طرف دیکھنے لگی۔

"مجھے کسی کا ڈر پڑا ہے محترمہ۔۔" عمران پھر بولا۔

"مجھ سے بات مت کرو۔۔"!

"اور ہے کوئی بات کرنے والا۔۔" عمران چاروں طرف دیکھتا ہوا بولا۔

"ایک بات یور میجسٹی۔۔" اجیسن نے ہاتھ اُٹھا کر کہا۔ "کہیں تھریسیا یہ تو نہیں چاہتی کہ اِدھر سے کوئی غیر ذمّہ دارانہ حرکت ہو جائے۔۔"!

"بیریو آر۔۔۔" عمران اُچھل پڑا اور اُسے حیرت سے دیکھتا ہوا بولا۔

"میں دیکھ رہا ہوں کہ تم روز بروز ترقی کر رہے ہو۔۔ میرا بھی یہی خیال ہے کہ وہ مجھے آلۂ کار بنا کر متعلقہ لوگوں سے کوئی بے تکی حرکت کرانا چاہتی ہے یعنی وہ بوکھلا کر کوئی بھی حرکت کر بیٹھیں۔۔ اب سوچنے کی بات ہے کہ وہ حرکت کیا ہو سکتی ہے۔۔"!

"جنگل کے مشتبہ حصّوں پر بمباری۔۔۔" اجیسن بولا۔

"اب تو یہی دِل چاہتا ہے کہ تمہیں متبنّیٰ کر لوں جیمبو جیسنگے۔۔"!

"لینگویج پلیز۔۔ یور میجسٹی!۔۔۔"!

"میرا بھی یہی خیال ہے کہ تھریسیا بمباری ہی کی خواہش مند ہے۔۔"!

"بکواس۔۔" جولیا بولی۔

"بکواس ہی سہی۔ اب تم اپنی پُر درد نظم سُنا سکتی ہو۔۔"!

"میرے پاس فضول باتوں کے لیے وقت نہیں ہے! اگر کوئی بم کسی میزائیل پر پڑ گیا تو جانتے ہو کتنی تباہی پھیلے گی۔۔"!

"میں نے محض تصویریں دیکھی تھیں۔ مختلف نمبروں کے ہالو محض کھوکھلے ہو سکتے ہیں میزائیلوں کے۔۔ اگر واقعی ایسے میزائیل اُن لوگوں کے پاس ہوتے

د کسی کو ہوا بھی نہ لگنے دینے اُنکی۔۔"!

"واقعی یہ سوچنے کی بات ہے۔۔" ظفر الملک سر ہلا کر بولا۔

پھر وہ سوچتے ہی رہ گئے تھے اور کوئی کچھ نہیں بولا تھا۔۔

تم کر جنرل پھر آیا۔ بہت زیادہ پریشان نظر آ رہا تھا۔

"خطرہ مول لینا ہی پڑے گا۔۔" اُس نے کہا۔ "تم پر جو کچھ بھی گذری ہے ضحکہ خیز ہے۔ کسی سے اس کا تذکرہ بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اپنے طور پر کچھ ر لینے سے پہلے ہم اُن ممالک سے رجوع نہیں کر سکتے جن کے ناموں کے ین بر اعظمی میزائیل اُن تصاویر میں موجود ہیں۔۔"!

"دُرست فرماتے ہیں آپ۔۔"!

"تو پھر کیا کریں۔۔" جنرل بولا۔

"یہی تو سمجھ میں نہیں آ رہا۔۔" عمران نے کہا۔

"جنگل کے بعض حصّے ایسے ہیں جن سے گذر کر جھیل کے کنارے تک ہنچنا ناممکن ہے۔ آج تک مہذب دُنیا کے کسی فرد کا گذر اُدھر سے ہیں ہوا۔۔ لہٰذا میں ردِ عمل دیکھنے کے لیے جنگل کے مشکوک حصّوں پہ باری کراؤں گا۔۔"!

عمران طویل سانس لے کر رہ گیا۔ کچھ بولا نہیں۔ پھر جنرل نے اپنے اِس خیال ے بارے میں اُس کی رائے طلب کی تھی۔۔!

"میں آپ سے متفق نہیں ہوں۔ کیونکہ شاید مجرم بھی یہی چاہتے ہیں یا وانڈیری قبائل کی کہانی سن کر آپ نے کوئی جہاز جنگلوں کی طرف بیجا تھا۔۔"!

"نہیں: اب تک تو ایسا نہیں ہوا۔۔"!

"میری دانست میں اُس ہنگامے کا مقصد یہی تھا کہ حالات کا

اندازہ لگانے کے لئے آپ کے جہاز جنگل پر پرواز کریں۔ لیکن آپ لوگوں نے اس حد تک اُس کا نوٹس نہیں لیا تھا۔ لہٰذا مجھے آلۂ کار بنایا گیا۔“

”میں تو کم از کم دس بمبار بھیج کر بمباری کرا دوں گا۔“

”میں اپنا فرض ادا کر چکا۔ اب آپ جانیں۔“

”کیا تم کسی جہاز میں اپنی موجودگی پسند کرو گے۔“

”ہرگز نہیں جناب والا! میں اپنے چیف کی ہدایت کے بغیر ایسا کوئی قدم نہیں اُٹھا سکتا۔“

جنرل واپس چلا گیا۔ دوسرے دن صبح ہی دس بمبار چنگھاڑتے ہوئے جنگل کی طرف روانہ ہوئے تھے۔ اور جنرل کیو عمران کے پاس آیا تھا۔

”میں یہیں بیٹھ کر انتظار کروں گا۔“ اس نے عمران سے کہا۔

”ضرور... ضرور...“ عمران سر ہلا کر بولا۔

”جلد ہی کوئی اُمید افزا اطلاع ملے گی۔“ جنرل نے کہا۔ اور سگار سُلگانے لگا۔

قریباً آدھے گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بجی... ریسیور عمران ہی نے اُٹھایا تھا۔ اور کان سے لگانے کے بعد اُسے جنرل کی طرف بڑھا دیا تھا۔

”ہیلو...“ جنرل نے ماؤتھ پیس میں کہا۔ ”جنرل کیو!... کیا... نہیں... یہ کیا کہہ رہے ہو... ہوا باز کہاں ہے... اچھا اچھا... میں آ رہا ہوں۔“

”کیا بات ہے جنرل...“ عمران بوکھلا کر بولا۔

”صرف ایک بمبار واپس آیا ہے۔ اور اُس کے ہوا باز کے

الت بہت خراب ہے۔“

”کیوں؟ کیا ہوا...“

”تم چلنا چاہو تو چلو میرے ساتھ... ہوا باز ہی بتائے گا کہ کیا وا... وہ میرا منتظر ہے۔ اور کسی کو کچھ نہیں بتایا۔“

”میں چل رہا ہوں۔“ عمران اُٹھتا ہوا بولا۔

وہ فوجی کیمپ میں پہنچے تھے۔ اور جنرل سیدھا ایک خیمے کی رف بڑھتا چلا گیا تھا۔

وہاں کئی آدمی تھے۔ دو باوردی پائلٹ بھی تھے۔ ایک بیہوش تھا اور دوسرا بیٹھا بُری طرح ہانپ رہا تھا۔

جنرل نے بقیہ لوگوں کو خیمے سے چلے جانے کو کہا۔

”م... میرے حواس بجا نہیں ہیں... جناب!“ پائلٹ ہانپتا ہوا ”ایسا نہ کبھی دیکھا نہ کبھی سُنا۔“

”بتاؤ بھی تو... آخر ہوا کیا...؟“ جنرل جھنجھلا گیا۔

”تو بمبار طیارے میرے دیکھتے ہی دیکھتے غائب ہو گئے۔“

”وضاحت کرو... میں بالکل نہیں سمجھا۔“

”کس طرح بتاؤں... میری سمجھ ہی میں کچھ نہیں آتا... بس ایسا لگا تھا ے ایک ایک کر کے سارے طیارے ہوا میں تحلیل ہو گئے ہوں... نہ کسی قسم کی آواز ئی اور نہ اُن کے ٹکڑے فضا میں بکھر کر زمین تک پہنچے۔“

”میرے کچھ پلے نہیں پڑ رہا...“

”بس جناب! وہ نو عدد طیارے اسی طرح غائب ہو گئے۔“

جنرل نے عمران کی طرف دیکھا۔ اور عمران سر ہلا کر بولا۔ ”میں آپ سے ہہ رہا تھا کہ اس قسم کا کوئی خطرہ مول نہ لیجئے... وہ لوگ بے حد چالاک

ہیں۔ اُن کے پاس ضائع کرنے کے لئے جہاز نہ ہوں گے۔ اس لئے اپنا کوئی جدید ترین حربہ آپ کے جہازوں پر آزمایا ہے۔ گویا اُس حربے کے سلسلے میں اُن کا تجربہ کامیاب رہا۔ وہ کوئی بیحد تباہ کن شعاع بنا لینے میں کامیاب ہوگئے ہیں۔ ایسی شعاع جو ہر ٹھوس چیز کو ذرات میں تبدیل کر دیتی ہے۔ نہ دھماکا ہوتا ہے اور نہ اُس چیز کے ٹکڑے زمین پر گرتے ہیں۔ یہ ہوا اصلی پروجیکٹ ہلاکت خیز ——! اب ہوائی جہاز اور میزائیل اسی طرح اُوپر ہی اوپر تباہ کر دیئے جایا کریں گے —— اُن کا ملبہ زمین پر نہیں گرا کرے گا"!

"مگر میں اب کیا کروں ——" جنرل میز پر ہاتھ مار کر بولا۔

"بڑی طاقتوں کے نمائندوں کی میٹنگ طلب کر کے اس معاملے کو اُن کے سامنے رکھئے ——! اپنی ذمہ داری پر کوئی قدم ہرگز نہ اُٹھائیے"!

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ کاش میں پہلے ہی تمہارا مشورہ قبول کر لیتا —— اُوہ۔ میرے خدا —— میری وجہ سے اٹھارہ جانیں ضائع ہوئی ہیں —— نو طیارے تباہ ہوئے ہیں ——"!

عمران کچھ نہ بولا۔ جیب میں چیونگم کا پیکٹ ٹٹول رہا تھا۔!

ختم شد

آئندہ ناول

عمران سیریز

زیبرا مین

مصنف
ابن صفی بی اے

قیمت
تین سو پیسے

دُنیا کے بعض بہترین سراغرسانوں کی ٹیم ایک مہم پر روانہ ہوتی ہے.... اُن میں ایک احمق بھی تھا جو سر کے بل کھڑا ہو کر مناظرِ فطرت کا مشاہدہ کرتا ہے۔ جان لیوا دُشواریاں بھی اُسے پژمردہ نہیں ہونے دیتیں.... اگر وہ اُن کا ساتھی نہ ہوتا تو وہ سب پاگل ہو جاتے ....!

اُس شوخ و شنگ لڑکی کا یہی خیال تھا ——!

ایکشن اور سسپنس سے بھرپور کہانی
عنقریب منظرِ عام پر آرہی ہے ——!

اسرار پبلیکیشنز

۲/۱۰ فردوس کالونی۔ کراچی ۱۸